ماشاء اللہ ولا قوۃ الا باللہ

بفضل رب عناصر ناظم چار گار از تصنیف انتخاب شعرائے زمانہ بلبل مشہور فقیر محمد خان صابر ور اہل دل کا مستند

دیوان گویا

باہتمام محمد عبد الرحمن حاجی بن محمد روشن خان مغفور و ترتیب یافتہ اخی معظم محمد مصطفی بن حاجی

در مطبع ... واقع ... کابو مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بہاریہ مین ہوا گر ساقیا گلاب قلم
عروسِ فکر کو دکھلائیگا شباب قلم
قلم بناؤن جو منقارِ عندلیب کا مین
لکھا ہی وصف جو اوس سروِ بیر قامت کا
صفت لکھون اگر اوس چشمِ نیمخوابکی مین
خیالِ زلف مین مانند شاخ سنبل تر
ریاضِ دہر مین ہی بعد رنج راحت بھی
یہی اشارہ ہی اب چشمِ مستِ ساقی کا
اگر مری گلِ مضمون کی وہ صفت پوچھی

گھلی ہے عنبر سی بنی شیشۂ شراب قلم
کری مداوسی کیون کر نہ اب خضاب قلم
نہ بوستان کی سوا پھر لکھی کتاب قلم
بنا ہی مصرعِ شمشاد کا جواب قلم
ہو مثل سبزۂ خوابیدہ مستِ خواب قلم
ریاضِ فکر مین کھاتا ہی پیچ و تاب قلم
کہ پھول کھلتی ہین ہوتا ہی جب گلاب قلم
کہ وصفِ کشتی مے مین چلی شتاب قلم
صریر سی وہ مین بلبل کو دی جواب قلم

عوض مداد کی ٹپکین گلاب کی قطری
و گل لکھی تو بنی شیشۂ گلاب قلم

لکھی جو آتشِ گل کی صفت مین مصرعِ گرم
ہمای اوجِ سخن کو کری کباب قلم

بنائی ہر رگِ گل کو برنگ موجِ شراب
جو برگِ گل پہ لکھی نسخۂ شراب قلم

بہار پہ خط گلزار سی لکھون اشعار
قلم بناؤن مین بلبل جو ہو گلاب قلم

لکھون گا وصف صبا آبشار گلشن کا
جو سطحِ آب ورق ہو تو موجِ آب قلم

الٰہی ہاتہ جلین اوسکی آتشِ گل سی
بہار مین جو کری باغبان گلاب قلم

بیاضِ گردنِ جانان کی گر لکھون تعریف
تو کیون دکھای نہ شبو کی آب و تاب قلم

نہین ہی سرکشی اچھی کہیدِ گلبن سے
کہ دیکھہ لی ہی سرِ شیشۂ گلاب قلم

لکھونگا مطلعِ روشن غزل کا ای گویا
تراشی سیری لیی تیغِ آفتاب قلم

مطلع

لکھی جو اوس رخِ تابان کی آب و تاب قلم
بنائی صفحۂ کاغذ کو آفتاب قلم

لکھی جو سنبلِ مشکین کے پیچ و تاب قلم
کری مداد کو مانندِ مشکناب قلم

صریرِ کلک مین عالم ہو شورِ قلقل کا
تراشیی جو پی نسخۂ شراب قلم

عروسِ فکر اوٹھاوے اب اپنے مونھہ سے نقاب
ہوا انکی کی قلمدان سے بیحجاب قلم

صریر کرتی ہی فاتو بسورۂ یکا سول
ہزارون لکھتا ہی مضمون لاجواب قلم

جو شرح دیدۂ تر سی سحاب سے کاغذ
گرای بجلی لکھی دل کا اضطراب قلم

جو حسنِ شاہدِ معنی نہ حیرت افزا ہو
رکھی نہ مونھہ پہ کبھی صفحے کی نقاب قلم

لکھون جو صفحے پہ آوارگان عشق کا حال
پھرے بگولی کی مانند ہو خراب قلم

نہ کیون تدرو مضامین ہون جا بجا پرّانے
ہی روشنی مین بہ از شمع ماہتاب قلم

بسانِ خیمہ ہی ہر بیت اس قصیدے مین
کہ اپنی نال کی رکھتا ہی یان طناب قلم

کری اصر برسے وصف ادمین رخ کتابی کا
رکھی یہ نوکِ زبان مطلبِ کتاب قلم

یہ کیا ہی دخل کوئی بات بچکی رہجائے
کہ صید ساری ہین مضمون او رعقاب قلم

نہ کام لکھنی سی ہی ای جنون پہنچی
رکھی ہی طاق پہ مدت سے یان کتاب قلم

خیال اگر خطِ مشکین کا ہو دمِ تحریر
تو لی مداد لکھی نامے کا جواب قلم

کہو فلک سی تصدق ہو مثل پروانہ
کہ وصفِ رخ سی بنا شمع ماہتاب قلم

بیاضِ چشم پہ لکھون مین حسرت دیدار
اگر بنی مژہ دیدۂ پر آب قلم

کہون مین دیکھہ کی قلمین رخ خط یار
کتابی چہری سی پیدا ہوئی کتاب قلم

نہین ہی ڈر مجھی روز حساب کا زاہد
نہ لکھہ سکی گا مری جرم بیحساب قلم

ق

ہماری خط کو اگر پڑہ کی یار ای قاصد
اوٹھای ہاتہ مین اپنی پی جواب قلم

نہ چل سکی کبھی مانند پای خواب آلود
ہو بخت خفتہ کی خوبی سی مست خواب قلم

صدای تار ہی نال قلم مین او مطرب
لکھی جو تیری صفت بنگیا رباب قلم

اگر لکھون صفتِ چشم مست ساقی مین
بنائی دائرون کو ساغرِ شراب قلم

لگائیگا مجھی نیزی یہی ہی بس تعبیر
دلی مین یار نی مجکو میان خواب قلم

جو وصفِ زاغِ کمان لکھی او شکار انداز
تو اپنی ہاتہ مین ہو صورتِ غراب قلم

میں وہ ہون شاعرِ معجز رقم سن اے بلبل
صریر سے تری نالون کا دی جواب قلم

اگر ڈبوئی شنجرف مین لی تحریر
یقین ہی صورتِ گلگون چلی شتاب قلم

بھلا ہی فائدہ کیا ایسی ہرزہ گوئی سے
زبان خراب نکر خانمان خراب قلم

غزل کو چھوڑ کے لکھ مدحِ شاہ عرش جناب
بہت خطائین ہوئین کچھ تو کر صواب قلم

مطلع

چلے جو بہر صفتہای بوتراب قلم
تو رشک سے کہے کعبہ ایان مین باتراب قلم

نہ مدحِ ساقیِ کوثر مین کیون ہو مست خرام
دوات جام ہی اور کیفیِ شراب قلم

قلم ہی مدحتِ حیدر کو شاخِ سندرہ بہان
تراشتی ہین نیستان کی شیخ و شاب قلم

قلم مین گل کی ہین گل اوس مین ہین گل خورشید
جو باغ بزم علی مین ہو باریاب قلم

رقم کری دُرِ دندانِ شاہ کی اوصاف
اگر دوات مین پانی گہر کی آب قلم

جوابِ نامہ پہ میری علی کی کہینچ شبیہ
خدا کی واسطے اتنا تو کر ثواب قلم

بہشت سی ہو سوا مرتبہ نیستان کا
لکھی جو مدحِ امیرِ فلک جناب قلم

ہوئی اشارہ حیدر سی رجعتِ خورشید
کیا نبی نی اگر قرصِ ماہتاب قلم

بس اب حضور مین کر عرض ایسی دو مطلع
ہر ایک جسمین ہو مصرعِ لاجواب قلم

مطلع

رقم کری جو تیرا جود بیحساب قلم
گہر فشان نہو کیون صورتِ سحاب قلم

ہی تیری فیض کی لکھنی سے فیضیاب قلم
عذاب بہی ہو جو لکھنا لکھی ثواب قلم

رقم ہوا نہ ترا جودِ بیشمار ذرا — اگرچہ ہو گئی فرسودہ بیحساب قلم

اگر لکھون تری دریائے فیض کی تعریف — روان ہو صفحے پہ مانندِ موجِ آب قلم

یقین ہی نالِ قلم بھی طلا کا تار بنی — اگر لکھی تری زر بخشی کا حساب قلم

فلک کی ساتون ورق گرچہ ہون زرد و سیاہ — تو کبھی لکھ نہ سکا جودِ بیحساب قلم

بہار صفحۂ گلبرگ پر لکھی تری مدح — چمن مین اس لیی ہوتا ہی بس گلاب قلم

ابھی ہو شبہ لوح و قلم ملائک کو — رقم کری جو تری مدح کی کتاب قلم

ہما ہوا ہی تری مدح سی وہ ای مولا — جو میرے ہاتھ مین تھا صورتِ غراب قلم

صفت تری در دندان کے گر بیان کرنی ہی — زبان دھوئی کو مانگی گہر کی آب قلم

لکھون مین شرح جو تیری کلامِ رنگین کی — کری مداد کو رنگینی سی شہاب قلم

ہی تیری مدح کا غفلت مین بھی خیال مجھی — بسان نبض ہی جاری میان خواب قلم

مین رشکِ گلشنِ جنت کہون بستان کو — جو وصفِ شیرِ خدا مین لکھی کتاب قلم

لکھون تری سرِ مجروح کا جو مرثیہ مین — تو چاہی اشکِ سیہ روئی خونِ ناب قلم

ہوا ہی جس سی کہ تحریر دفترِ تقدیر — وہ تیری ہاتھ مین ہی یا ابوتراب قلم

صفت لکھون مین اگر تیری ابرو و نینوں کے — تو میرے ہاتھ مین ہو شمعِ ماہتاب قلم

لکھا جو نام ترا لوح پر ہوا ممتاز — کہ چوبِ خشک کو حاصل ہوا خطاب قلم

ہوا تو دست بقبضہ نہ حرفِ حق کلما — زمین پہ تونی رکھا یا ابا تراب قلم

جو تیری دشمنِ موذی کا نام مین لکھون — تو کھائی سانپ کی مانندِ پیچ و تاب قلم

چلیگا تیری عدو کی لیے جو صورتِ تیر
صریر کلک سی ہو شور الامان پیدا
لکھی جو وصف تری قہر شعلہ افشان کا
صریر کلک سی زہرہ ہو آب آتش کا
تری نسیم عدالت سے ای کرم گستر
شہا یہ تیری عدالت کا گرم ہی بازار
جو تیری تیغ عدالت ہو دستگیر شہا
اوٹھائے سر جو تری حکم کی بغیر کبھی
یہ خوف شرع ہی میخانے سکے اوٹھی بطِ مے
خمون کی توڑنیکا حکم ہی تو ہیبت سے
یہ خوفِ شرع ہی ظاہر مین کوئی نام نہ لے
اگر نہ شمع بنی دزد شمع کو سولے
جو ذوالفقار کا پرتو پڑی تو ہو جائے
جو آب تیغ کی تیزش لکھون تو کرنی لگی
ہلال کو جو کہون موجِ آب تیغ علی
ہون آب تیغ کی مضمون سی حرف دو ٹکڑی
صفت مین لکھہ کی تری ذوالفقار کے شاہا

کمان کی خانے مین کہی گا پاتراب قلم
جو صفحے پر لگی لکھنے ترا عتاب قلم
بنائی طائر مضمون کو بھی کباب قلم
اگر لکھی صفتِ شعلۂ عتاب قلم
ریاضِ خلد مین ہوتا نہین گلاب قلم
کبھی ہوا نہ سر شمع ماہتاب قلم
تو سر کو دزد حنا کی کری شتاب قلم
سر فلک کو کری تیغ آفتاب قلم
نہ لکھہ سکے کبھی وصفِ شراب ناب قلم
شکستہ لکھتا ہی لفظ خُم شراب قلم
سدا شراب کو لکھتا ہی آفتاب قلم
تو اوسکی سر کو کری خنجرِ عتاب قلم
سپر سپہر کی اور تیغ آفتاب قلم
بسان طائر مذبوح اضطراب قلم
سر سپہر ہو مثل سر حباب قلم
اگر لکھی خط توام سی وصف آب قلم
بامتحان جو پھینکون میان آب قلم

ق

تو دہار پانی کی چو رنگ مچھلیونکا کری — حسام موج بنی ہو سر حباب قلم

بیان ہو کس سے تری ذوالفقار کے تعریف — که دو زبانین ہین تیسر ہی لاجواب قلم

لکھون مین وصف جو دلدل کا تو پی تعظیم — خمیده ہو کی بنے حلقۂ رکاب قلم

شہا لکھون مین فلک تاز یا جو دلدل تجھے — گمان ہو برق کا ایسا چلی شتاب قلم

تری فرس کی فلک تازیان لکھین جو نگر — مجال ہی که چلے ہمرہ رکاب قلم

اوڑیگا کاغذِ بادی کی طرح اک کاغذ — که بادپا کی صفت لکھی گا شتاب قلم

اگر لکھون تری دلدل کی گرم رفتاری — شہا روان ہوا بھی صورت شہاب قلم

فلک خرام تری اسپ کی کری تحریر — کہ فلک کو ماه لکھی ہالی کو رکاب قلم

قصیده ختم کر اب لکھ دعائیہ اشعار — بس اپنی تہہ مین گویا اوٹھا عتاب قلم

رقم کرون مین اگر بیت بہر استدعا — ردیف و قافیہ اوسکا ہو مستجاب قلم

الٰہی تا که رہی صفحۂ جہان قائم — الٰہی تا که رہی دہر مین کتاب قلم

جہان مین شاه ولایت کی دوست ہین جتنے — بجز ثواب نه اونکے لکھے عذاب قلم

جو دوستو نکو سمجھتے ہین دشمنان علی — تو اونکے سر کو کری تیغ بوتراب قلم

علی کا صفحۂ عالم مین جو که دشمن ہو — تو رو سیه کری اپنی طرح شتاب قلم

لکھا کرون مین سدا وصف ساقی کوثر — پیالۂ ذائری ہون کیفی شراب قلم

اگر مرون مین الٰہی تو خاک سی میرے — ہر اک کفن پہ لکھی نام بوتراب قلم

قصیده در مدح حضرت خاقانِ زمان خدیو گیہان ابو المظفر

معز الدین شاہ زمن نصیر الدین حیدر بادشاہ غازی زاد ملکہ و سلطنتہ

برنگ گل جسے اب دیکھیے وہ خنداں ہے | بہار عیش سے ہندوستان گلستاں ہے

بنایا ہند کو گلشن بہار نے ایسا | کہ شوق سیر مین سرو چمن خراماں ہے

بہار باغ مین کیا کیا کھلا رہی ہے گل | شگفتہ غنچہ منقار عندلیباں ہے

چمن مین گر کبھی اشارہ جو سوئے نخل حنا | تو ساتھ اشارے کی انگلی برنگ مرجاں ہے

ریاض دہر مین پھرتے تو سایے کی صورت | مراد دل عقب آرزو شتاباں ہے

چمن مین بات جو کیجے تو منہ سے پھول جھڑین | اب ان دنون مین یہ فیض بہار بستاں ہے

زمین پہ دانہ جو پھینکا تو گر کے نخل ہوا | نمو کی سعی سے صیاد سخت حیراں ہے

گرا زمین پہ اگر کوئی موتیے کا پھول | صفا سے گوہر غلطاں کیطرح غلطاں ہے

کہین ہے آئنے سے صاف تر زمین چمن | کہ اوس سے سبزہ نارستہ تک نمایاں ہے

پڑا ہے عکس یہ پتلی کا وقت نظارہ | جو داغ لالے مین کہتا ہے عین بہتاں ہے

نہال گلشن تصویر بھی ثمر لائین | بہار کا چمن دہر مین یہ فرماں ہے

لگا ہے جو شجر بارور مین آکر سنگ | نگین کیطرح حلی و سمین شجر نمایاں ہے

ہے شوق گل مین عجب رنگ آج یہ گلچین کا | جو دیکھیے تو گریباں بشکل داماں ہے

نسیم جانب گلشن چلے یہ کہتی ہوئے | اگر ہو آتش نمرود دم مین بستاں ہے

زبان حال سے کہتی ہے موج نکہت گل | اب ان دنون یہ ہجوم گل گلستاں ہے

جگہہ نہین ہے کہ گردش ہو چشم نرگس کو | جو کبھی بے حرکت مین آئے عین بہتاں ہے

ہوا ہی قمری سی نالہ اگر کوئی موزون
چمن کی فیض سے وہ رشک بوستان ہے،

پڑہا ایک مطلع رنگین غزل کا ای گویا
چمن ہی سبزہ سے آب و آن جانان ہے

مطلع

بہار گاہ یہ مطرب جہان گلستان ہے،
پیالہ دیجیو ساقی کہ جوش باران ہے،

لپٹ لپٹ کی مزی خوب بادہ کش لوٹین
کہ شاخ تاک لپٹنی مین عشق پیچان ہے،

یہ کہد و قمری سی رفتار کی اوڑای مزے
کہ شوق سیر مین شمشاد تک خرامان ہے،

وفور آتش گل سی ہی شاخ گلبن شمع
ہوئی پتنگ جو بلبل ہزار دستان ہے،

کہان تلک بھری دامن مین گل اٹھا گلچین
چمن مین خرمن گل اوسکی تا گریبان ہے

نگاہ گرم جو پڑتی ہی عندلیبون سے
تو نازکی سی گل تر گلاب ریزان ہے

نکل کی سیخ سی اوڑنی لگی ہین مرغ کباب
دم مسیح جو باد بہار بستان ہے

حروف سے خط مسطر ہون جیسی پوشیدہ
اسی روش سے روش زیر سبزہ پنہان ہے،

قلم مین لپٹی ہی بالیدگی سی وقت رقم
ہر ایک سطر مگر شاخ عشق پیچان ہے

دکہا دکہا کی رخ و زلف گہتی مین گلرو
اگر وہ ہی چمنستان یہ سنبلستان ہے

زمین پہ جہوکی سی دوڑ کے ہاتہہ گلچین نے
کہ اپنی سائے پر اوسکو خیال ریحان ہے

ہوا کی جہوکی سی اوڑ کر گرا جو یوسف گل
تو چاہ باغ عنادل کو چاہ کنعان ہے

نسیم پہرتی ہی مانند خضر گہتی ہوئی
کہ دست شاخ مین گل جام آب حیوان ہے

بجای بادہ ٹپکتی ہی تاک سی مستی
پیالہ دیجیو ساقی کہ عرستان ہے

سجا ہی کہی ہر اک گھر کو خانۂ باغ اگر — ستون خانۂ شمشاد باغ یکسان ہے
نہ کس طرح سی گلستان ہند ہو سرسبز — کہ دست فیض شہنشاہ مثل باران ہے
یقین سیر کو اب آئی بلبل شیراز — گل نشاط سی ہندوستان گلستان ہے
سمجھہ کے دار امان آتی ہی یہان خلقت — کہ شہر کشتی نوح و زمانہ طوفان ہے
سپہر ملک مین ہو کیون نہ ہند برج حمل — کہ خانۂ شرف آفتاب تابان ہے
سپہر مرتبہ سلطان نصیر دین حیدر — ہی بادشہ جو کوئی تو وہ شاہ شاہان ہے
زمین کی طرح قدمبوس آسمان ہوتا — مگر وہ منتظر حکم شاہ دوران ہے
ہر اک صدف رخ دریا پہ ہی حباب آسا — کہ دست شاہ درافشان برنگ نیسان ہے
نہ کسطرح کہی اوسکو جہان شاہ جہان — زمین کی طرح فلک اوسکی زیر فرمان ہے
اب ایسی شاہ کا گویا ہوا ہون مین شاگرد — کہ جسکی ملک معانی بہی زیر فرمان ہے
بہ از ہما مری ہاتھہ آئی طائر مضمون — سبب یہ ہی مرا اوستاد فخر شاہان ہے
ہر ایک شعر مرا بنگیا ہی سلک گہر — کہ کلک شہ دم اصلاح گوہر افشان ہے
بنین ہین مرغ سلیمان جو طائر مضمون — یہ فیض تربیت غیرت سلیمان ہے
وہ کس طرح نہ بہلا شاعرون مین ہو ممتاز — کہ جسکی شعر مین اصلاح شاہ دوران ہے
اب اسکو رہنی دی کر مدح اپنی عالی کی — خدا کی فضل سی جو آج شاہ شاہان ہے
پڑہون حضور معلی مین اوسکی اک مطلع — کہ مین ہون غیرت خاقانی اور وہ خاقان ہے

مطلع

تو وہ ہی شاہ تنِ ہند کی لیی جان ہے
فروغ دیدۂ ایران چراغ توران ہے

نہ تخل ہی چمن سلطنت مین قد تیرا
کہ جسمین برگ عدالت ہی بار احسان ہے

ہی تیری سائے مین شاہا ہر اک قوی و ضعیف
کہ آفتاب کو نزدیک و دور یکسان ہے

نہین ہے کچھ ترے دریا دلی سی نسبت اوسے
کہ موج صفحۂ دریا پہ خطِ بطلان ہے

جلا کی خاک کری چاہی پھر کری سرسبز
غضب مین برق ہی تو اور کرم مین باران ہے

تری کرم سی شہا مالک عیش و راحت مین
دلِ کشادہ و طبع شگفتہ ارزان ہے

عطا کرا ب تو زر و سیم مہر و ماہ کی طرح
کہ آسمان پی دریوزہ شکل دامان ہے

گدا سی تیری لبِ لعل اگر سخن گو ہون
بس ایک بات مین وو مالک بدخشان ہے

چمن مین گذری ہی شاید تری نسیم قبول
کہ خار و گل مین بھی اک لطف چشم و مژگان ہے

مثالِ قیصر و خاقان ہین غاشیہ بردار
ہی مرتبے مین جو دارا وہ تیرا دربان ہے

ہوا ہی جب سے طلوع آفتاب عدل ترا
کتان مین ابر کی مانند چاند پنہان ہے

جو دیکھی سایۂ بز کو وہین فرار کری
ہر ایک شیر مین گویا رمِ غزالان ہے

نسیے قصور نہین دستِ شانہ خشک ہوا
کسیکی زلفِ سیہ اندنون پریشان ہے

جہان کو تیغ حوادث سی کسطرح ہو گزند
کہ چار سمت کا چار آینہ نگہبان ہے

دعا مین وہی کی تجھی شب کو سوتی ہی خلقت
ہر ایک در کی لیی دزد مثلِ دربان ہے

کسی غریب کے گھر تک بھلا کب آئی چور
کمندِ موج لیی سیل بھی گریزان ہے

شہا ہی بازی تری آگی تیغ بازی بھی
سرِ عدو و خمِ تیغ گوی و چوگان ہے

فرار دستِ عدو کیون نہ سیکھی پاؤن سے — کہ تیغ قبضی سی سر جسم سی گریزان ہے

خرید کیجیے کوڑی کے مول دے کر — متاعِ جانِ عدو آج کل یہ ارزان ہے

ترا عدو جو سکندر بھی ہی شہا بالفرض — تو ڈرسی صورتِ عکس آئینے مین پنہان ہے

عدو کے قبضے سے نہ لے چھینے تیغ ہاتھہ سے — ترا وہ جذبۂ آہن ربا کے فرمان ہے

کمان سی تیر ترا نکلے کیا پرای شکار — کہ جو ہی صید وہ قربان تیری قربان ہے

بجای پر نکل آئے ہین استخوان سے — ہمای تیر کی ڈرسی یہ صید لرزان ہے

کیا ہی حکم جو تونی نہ رہنی پای شراب — خمون کو توڑ کی ہر بادہ کش گریزان ہے

اسی سی کہنی لگی آفتاب وسی شاعر — کہ نام مَی نہ کوئی لی ترا یہ فرمان ہے

لگے نہ بحر جہان مین کچھہ اوسکا تھل بیڑا — کہ بحر کشتی مَی قہر تیرا طوفان ہے

یہی ہی ڈر نہ کوئی دیوے شراب سی تمثیل — فلک پہ دیکھیے تو آفتاب لرزان ہے

عوض مین غنچی کی توڑین لگا بنیان بلبلین — بہارِ شرع سی ہندوستان گلستان ہے

پیالی ٹوٹتی ہین آپ مثل جام حباب — ترا یہ رعب ہے یہ حکم ہی یہ فرمان ہے

لکھین جو تختِ مرصع کی تیری تعریفین — تو خامہ دو زبان آج گوہر افشان ہے

لکھون مین تخت کو اور نگِ رنگارِ سپہر — تو اوس پہ جلوہ نما شکل مہرِ تابان ہے

جواہر اوسمین چمکتی ہین اخترونکی طرح — فلک ہی تخت ترا چتر ماہِ تابان ہے

دُرِ خوش آب مین یاقوت لعل کا ہی جو عکس — بجا ہی کہیے اگر آب مین چراغان ہے

طلا کو آتشِ یاقوت تابِ آب کری — مدام ہے کہ گہِ تخت آفتابِ ...ہے

عیان ہی آتش یاقوت تخت پوس سے یون | چراغ جیسی کہ فانوس سی نمایان ہے
کچھہ اوسکے پاس نہین احتیاج شمع و چراغ | کہ اوسمین ہر گہر شب چراغ رخشان ہے
جہان کو تخت پہ ہے اب گمان کشتی نوح | کہ فرط آب گہر اوسکے گرد طوفان ہے
ہی موج آب گہر تخت سے سمند تلک | فروغ آتش یاقوت تا بدخشان ہے
ق تری سمند کی تعریف کیا بیان کرون | مدام ابلق ایام جسپہ قربان ہے
جبین کو دیکھہ کی گرمی بال کو دیکھو | سحر عیان ہی ادہر شب ادہر نمایان ہے
زمین کو دامن گلچین کیا ہی پہیر پہیر کر | نشان اوسکے یہہ گل میخ کا گل افشان ہے
ق ترا سمند کری دوڑنیکا کیونکر عزم | تمام عرصہ دہر اوسکو تنگ میدان ہے
قدم قدم جو چلی وہ تو سب لگین کہنے | کبھی نظر سے ہی پنہان کبھی نمایان ہے
ق شہا نہین ہی یہہ ہو جہ آسمان پہ ہلال | بتاؤن کیا کہ منجم کی عقل حیران ہے
تری سمند نے اوڑکر وہان جو ماری ہی ٹاپ | نشان نعل کا نون آج تک نمایان ہے
ق ہر ایک اسپ سمجھتا ہی اپنی زیست سے و | ترا کمیت تو جیوا انکو آب حیوان ہے
کہون غزال تری بادپا کو مین کیونکر | کہ اوسکے سامنے بی حس رم غزالان ہے
پھرا ہی جلد وہ اپنا ربع مسکون مین | کہ اوسکا عکس جہان تہا وہین نمایان ہے
ق کہون مین شب تری فیل سیہ کو شب قدر | اور اوسپہ ہودج زرین مہ درخشان ہے
سوار ہو تو عماری فیل مین جو کبھی | تو کہیے برج شرف مین یہہ ماہ تابان ہے
یہہ جلد دوڑی کہ پل مین نگہہ سی غائب ہو | اگرچہ ڈیل مین وہ مثل چرخ گردان ہے

کریگا نفی عدو کو ترے یہہ ثابت ہی — کہ دو نو دانتون سے اک شکل لا نمایان ہے

ق

جو دیکھون فیل فلک تبہ کو تری تو کہون — برنگ کوہ یہہ ای خسرو جہانبان ہے

نہین ہین دانت یہ فرہاد کی ہین دست دراز — نہین ہی سونڈ یہ شیرین کی زلف پیچان ہے

دعا کیواسطے گویا اوٹھاتو اہے ہاتھہ — صفت کا اوسکی بیان تجھسی غیر امکان ہے

الٰہی تا رہی گل سی محبت بلبل — بہار لطف سے جب تک جہان گلستان ہے

ریاض دہر مین جبتک رہی گل خورشید — الٰہی تا کہ گل ماہتاب تابان ہے

دکھائی دی گل رعنا کی طرح تاب و رنگ — خوشی سی تا کہ یہہ طاؤس چرخ رقصان ہے

ہمیشہ عارض و گیسو کو تا کہین شاعر — اگر یہہ ہی چمنستان و سنبلستان ہے

رہین فلک پہ یہہ جبتک ثوابت و سیار — زمین تا کہ یہہ گردان سپہر گردان ہے

ہمیشہ عمر دراز خضر کا تا رہی ذکر — جہان مین تا کہ یہ ظلمات و آب حیوان ہے

سپہر آئی نظر جب تلک کہ بازیگاہ — ہلال و مہر مین تا لطف گوی و چوگان ہے

الٰہی تا رہی اے رنگ زرنگار سپہر — زمین تا شہ خاور کی زیر فرمان ہے

رہی مدام تو با تخت و تاج و جاہ و حشم — کہا کری تجھی خلقت یہ شاہ شاہان ہے

قصیدہ در مدح حضرت خاقان زمان خدیو کیہان ابو المظفر معز الدین شاہ زمن نصیر الدین حیدر بادشاہ غازی زاد ملکہ و سلطنتہ

ہی جلوہ دندان لب جانان کی برابر — رکھی ہین گہر لعل بدخشان کی برابر

ابرو نہین قاتل تری مژگان کی برابر — خنجر ہین رکھی تیغ صفاہان کی برابر

روتا ہون کہ مر سا تہہ ذرا ہنستی ہو تم
بجلی ہہی چمکتی رہی باران کی برابر

جس طرح کہ ہو سبزہ بیگانہ چمن مین
یون بزم مین ہم بیٹھی ہین جانانکی برابر

روٹھا ہی جو وہ مجہسی تو کرتا ہون سماجت
ہان ان پہ ہی سرہا تہہ زنخدان کی برابر

اوسکی لب جان بخش پہ ہرگز نہین مسّی
ظلمات ہی یہہ چشمۂ حیوان کی برابر

بن تیری ہر ایک زخم کو گلگشت چمن مین
شبنم ہی نمک گل ہی نمکدان کی برابر

مژگان کی محبت نہین جاتی مری دل سے
نشتر کو سمجھتا ہون رگ جان کی برابر

ہون ابرو جانان کی تصور مین جو گریان
ہی ابر مژہ قبلیکی باران کی برابر

کیا خنجر کی نالو نکو مری نالی سی نسبت
ہو زاغ کہان مرغ خوش الحان کی برابر

جب وو نگا بہ جائیگی یہہ کشتی گردون
ہر اشک ہی یہان نوح کی طوفانکی برابر

آوارہ وہ ہون بعد فنا گنبد مدفن
گردش مین ہی گنبد گردان کی برابر

ثابت ہے رخ یار و لب لعل سی مجھکو
ہی باغ ارم ملک بدخشانکی برابر

او تیر فگن نالی کرین نی کی طرح ہم
پیکان لگی آکی جو پیکان کی برابر

روتا ہون مین اون ہاتہو نکو آنکھو نسی لگا کر
دریا ہی روان پنجۂ مرجان کی برابر

کسکا عرق افشان ہے ببہو کا سا یہہ چہرہ
بجلی مری نظرون مین ہی بارانکی برابر

لائیگا شب خون یہہ سر کشور دل پر
سرمہ جو ہی خانم صف مژگان کی برابر

کیون کر کہون پیشانیکی افشان کو ستارے
جب ماہ نہو چہرۂ تابان کی برابر

تو موتیو نکا ہار اگر پہنے تو کہیے
ہی عقد ثریا مہ تابان کی برابر

جو ساتھہ رہا نیک کی وہ نیک بنا ہے — ای حور ترا سایہ ہی غلمان کی برابر

آلنس میں روان لب پہ ہی دم چاک گریبان — ہی کون تری بی سر و سامان کی برابر

جب خال سیہ دیکھے رخسار پہ کہیے — ہندو کوئی بیٹھا ہی مسلمان کے برابر

چھالون نے مری پاؤن کے آنکھون پہ جگہہ کی — سمجھے ہین ہر اک خار کو مژگان کی برابر

وہ رشک پری جاے جو گلگشت چمن کو — ہو تختۂ گل تخت سلیمان کی برابر

پروانہ بنی فاختہ اور شمع بنی سرو — یار آئی تو ہو بزم گلستان کی برابر

میری غزل گرم کا اب مطلع روشن — ہی مطلع خورشید درخشان کی برابر

مطلع

روتا ہون کھڑا مین در جانان کے برابر — نہرین ہین روان روضۂ رضوان کی برابر

گل کھا کی بنا ہون مین گلستان کی برابر — نالی ہین مری مرغ خوش الحان کی برابر

ہر چند کہ موزون ہی ترا سرو بھی قمری — لیکن نہ سری سرو خرامان کی برابر

کہتا ہی خضر دیکھہ کے سرخی تری لب کی — خون کسکا ہوا چشمۂ حیوان کی برابر

قربان ہے سر ایسی اسیری کے رہا ئے — یوسف مرا آیا در زندان کی برابر

ایسا ہے جلا دیکھہ کے تیرا قد و قامت — ہی سرو چمن سرو چراغان کے برابر

تم کشتونکی مدفن پہ جو آؤ تو سمجھکر — لیجا ئی کوئی ہاتہ نہ دامان کے برابر

یہہ عشق نی کیا آگ لگا دی ہی اٹھی — دوزخ بھی نہین سینۂ سوزان کی برابر

ہی موج ہوا تہ کہان شاخ خمیدہ — ہے اک غنچہ پہ پیکان کی برابر

بوسہ ہین لی لونگا مسلمان ہون اے بت
عارض کو نہ کہیو کہین قرآن کی برابر

دامن کو جہٹک کر وہ روانہ ہو ہیہات
پونہچا نہ میرا ہاتہہ گریبان کی برابر

وہ تیر لگا یار کہ ہو وی لب معشوق
قربان ہون آکر تری قربان کے برابر

گولی سی لگی آگی جو ٹوٹا کوئی تارا
اور ہی مہِ نو خنجر عریان کی برابر

عارض پہ نظر کر کی جو پیشانی کو دیکھو
خورشید ہے گویا مہِ تابان کی برابر

کچہہ مجہہ کو غزلخوانی سی ہرگز نہین حاصل
ہر چند فصاحت مین ہون سحبان کے برابر

بہتر ہی یہی اپنی مین آقا کا کرون وصف
تا ہو نہ کوئی مجہسے سخندان کی برابر

یعنی وہ جو ہی شاہِ جہان حاتم دوران
خاقانی مین ہون اوس خاقان کی برابر

مطلع پڑہون ایسا ہی مین اب اوسکی صفت مین
رنگینی مین جو ہو چمنستان کی برابر

مطلع

گھر تیرا ہی جنت کی گلستان کی برابر
چاؤش ہین دروازے پہ رضوان کی برابر

ہی ایک ترا آینہ بردار سکندر
دارا تری دروازے کی دربان کی برابر

جو خاک تری در کی ملی منہ کو تو ہوجاے
ابرو سہ نور رخ مہ تابان کی برابر

پتہر پہ کری تو جو نظر لعل بنی وہ
کہہ تجہے خورشید درخشان کی برابر

قطرہ جو کبہی ابر کفِ جود سی ٹپکے
رتبے مین وہ ہو گوہر غلطان کے برابر

ہو نالی قلم کیون نہ رگ ابر گہر بار
مضمون ترے بخشش کے ہین نیسان کے برابر

اک دم مین جسے چاہی فلک پر تو چڑہا دے
ذرے کو کری مہر درخشان کی برابر

گر خرمن بخشش سے کرے دانہ عطا تو
ہر مور کہی مین ہون سلیمان کی برابر

پھل پاتی ہے تلوار تری باغ کرم سے
پہولون سی سپر ہے چمنستان کے برابر

ہے تیری زبان موجۂ دریاے سخاوت
اور ہاتھ گہر ریزی مین نیسان کی برابر

کیا تیری عدالت سے قوی پیر ہوے ہین
ہر زال ہے اب رستم دستان کے برابر

بخشی ہے تری زور حمایت نے یہ طاقت
ہر طفل ہے اب سام و نریمان کے برابر

گلی کا جہان کوئی نگہبان نہین ہے
وان گرگ سے تا شیر ہے چوپان کے برابر

رہتا ہے شرر آب مین اب صورت مرجان
ہے شمع کا بہی چور نگہبان کے برابر

تا حسن عدالت کا ہو پاسنگ دم و زن
خورشید ہمیشہ رہی میزان کے برابر

چورون کی طرح ہاتھ لگی ورزد حنا ہے
اللہ رے فرمان ترے فرمان کی برابر

دروازے کہلے چین سے کیا تی ہے خلقت
ہے روزن در دیدۂ دربان کے برابر

ایسی ہے تری عہد مین اسلام کی عزت
ہے رشتۂ تسبیح رگ جان کے برابر

جو طوف تری در کا کرے ہے وہی حاجی
تیرا ہے مکان کعبۂ ایمان کے برابر

گر تیری شجاعت کا کرون حال مین تحریر
بن جاے قلم خنجر بران کی برابر

افسانہ کہون گر تری شمشیر دو دم کا
دشمن کو سلاؤن وہین میدان برابر

تلوار تری روز وغا برق نظر آئی
سر دشمنون کی قطرۂ باران کے برابر

گر کاٹ سناؤن مین تری تیغ دودم کا
ہو ملک عدو شہر خموشان کے برابر

ہے دوست کو تلوار تری نوح کی کشتی
اور آب عدو کی لیے طوفان کی برابر

بجلی گری دشمن پہ جو ہو عکس فگن تیغ ‏ سایہ بہی ہی اک برق درخشان کے برابر

ہی اسپ فلک سیر ترا غیرت خورشید ‏ دانٹی تو اگر اوسکو تو بس ہٗ کی برابر

جای کبھی مشرق کبھی مغرب پہ وہ چہلاوا ‏ بجلی سا کبھی گنبد گردان کی برابر

اوڑنی مین اگر کبھی تو وہ شنک پری ہی ‏ خصلت مین جو دیکھو تو ہی انسان کی برابر

ہی فیل سیہ مست ترا رشک شب تار ‏ تو نام خدا ہی مہ تابان کی برابر

دیکھی جو کوئی اوسکو تو اک کالی گھٹا ہی ‏ ہی گرم روی برق درخشان کی برابر

رفتار ہی یہہ تند کہ غایب ہو نظر سی ‏ گو ڈیل مین ہی گنبد گردان کے برابر

جس عرصے مین سو بار وہ پہر آئی جہان مین ‏ پہونچی نہ نگہ چشم سے مژگان کی برابر

دانتون کو اگر دیکھیے دو شمعین ہین روشن ‏ خرطوم سیہ ہے شب ہجران کے برابر

تو ماہ ہی اور فیل ترا شکل فلک ہی ‏ ہو درج ہی سو برج مہ تابان کے برابر

گویا کی زبان ہی تری اوصاف مین قاصر ‏ ہی گرچہ سخندانی مین حسان کے برابر

وہ بندہ ہون ای میری خداوند اکبر اپنا ‏ سر کاٹ کی رکھدون ترے فرمان کے برابر

گر سو ہون زبانین مری مثل گل صد برگ ‏ ہو شکر نہ تیری گل احسان کے برابر

سر رکھہ کی زمین پر وہ دعا مانگون خدا سے ‏ جو پہونچا بھی عرش کی دامان کے برابر

جب تک ہی بقا ساری خدا کی خدایا ‏ تا حورین پہرین خلد مین غلمان کے برابر

دشمن ترے ہی پامال رہین صورت سبزہ ‏ پہنچی نہ خزان تیری گلستان کی برابر

ہو ایسی تیری مدت اقبال کو رفعت ‏ پہونچی نہ فلک بہی تری دامان کی برابر

قصیدہ در مدح حضرت خاقان زمان و خدیو گیہان ابو المظفر معز الدین شاہ زمن غازی الدین حیدر بادشاہ غازی زاد ملکہ و سلطنتہ

خیالِ نرگسِ میگون جو تھا دمِ تحریر
ہوئی ہی قلقلِ مینای می قلم کی صریر

وہ مست ہون کہ مری خاک کا ہی مے سی خمیر
پلایا ہی مجھے طفلی مین دخترِ رز نے شیر

خیالِ سنبلِ خط مین جو ہون مین وحشی
قلم کی طرح مری نقشِ پا بنین زنجیر

زبان سی گو نہ کہا حال ناتوانی کا
شکستِ رنگ سی کرتا رہا ہون مین تقریر

فتادگی مری منظور کلکِ قدرت تھی
جبین نقشِ قدم پر لکھا خطِ تقدیر

وہ شوخ طفلی مین کرتا تھا مشق بہتان کی
صریرِ کلک پہ رکھتا تھا تہمتِ تقریر

نظر پڑی تری بسمل کی جب سی بیتابی
مژہ کی شکل ہی جنبش مین جوہرِ شمشیر

فلک کے پار ہوئی اپنی آہِ نیم شبی
ہمارے تیر سے صیاد ہو گیا نخچیر

وہ کوہکن ہون کرون مین جو عزمِ کوہ کنی
تو آبِ تیشہ روان ہو بجای چشمۂ شیر

رقیب دیکھ کے کٹتے ہین اس لیے ہمکو
کہ آبِ تیغ سی اپنی ہوئی ہی خاک خمیر

وہ ہم سخن ہو تو عیسی کا دم پھڑک جائے
یقین ہی معجزۂ لب سے بول اٹھی تصویر

مری سبب سے جنون کا ہی سلسلہ باقی
قدم سی ہی مری آباد کوچۂ زنجیر

کسیکی قامتِ موزونکا دھیان آئے اپنے
تو چاہیے غزلِ عاشقانہ ہو تحریر

مطلع

ہنوز عشق جوان ہی اگرچہ ہون مین پیر
اک آفتاب ہی مثل سحر گریبان گیر

لکھون جو جبینی و زلف و ذہن کے مین اوصاف
کہین یہہ سب ہے الف لام میم کی تفسیر

کرون جو شرح جدائی تو ای کمان ابرو
جدا رہین لب سوفار سان لب تقریر

ہمارے ضعف کی تاثیر دیکھہ ای مجنون
دکہائی دیتی نہین صورت صدا زنجیر

کسیکی نرگس جادو نی مار ڈالا ہی
ہماری خاک ہی ہم چشم سرمۂ تسخیر

بتو جنون مین ہی یاد خدا نہین بھولا
مجھی ہی دانہ تسبیح دانۂ زنجیر

قدم اوٹھا نہین سکتا ہون یار تو آئی سے
سدا ہی مثل حنا پای غیر سی شبگیر

جنون مین ہی مجھی منظور ازبو شی ہی
مثال گیسوِ جانان ہی لی صدا زنجیر

ہوا حلال مین لی تیغ صورت ماہی
ہزار شکر نہین سر پہ منت شمشیر

ہسی جو رات ہے تو ہین ستارا اوسکی آنت
شفق جو سرخی لب ہی تو رخ ہی بدر منیر

چھوا جو ابرو کو دیکھا غضب سے قاتل نے
کمان ہاتہ مین لی ہینچی اوسنی مار اتیر

نہ لپٹین یار کی زلفین صبا چل آہستہ
کہی نہ کوئی کہ یوسف ہی بستہ زنجیر

و خفتہ بخت ہون کہائی جو غمان سے میری
نجاگی صورت اصحاب کہف پہر تکبیر

تم اس جفا پہ ذرا دیکھیو وفا میری
وہان زخم سی لیتا ہون بوسہ شمشیر

تری مژہ نی یہہ کی مشق ناوک اندازی
اوڑا جو چہرۂ عاشق سی رنگ بار اتیر

ہماری قتل ہی قاتل ہی کو نہین کچھ عار
مژہ کی طرح سی منہ موڑ لیتی ہی شمشیر

گہلایا آتش غم نی یہ ہمکو طفلی مین
مثال شمع بجا ہی استخوان سی شیر

فسانہ عشق کا ہی مثل زلف یار دراز
یہی ہی خوب کہ ہو مختصر ہی اب تقریر

کتاب عشق کو رکھدو نہیں طاق نسیان
قلم اوٹھا کی کرون مدح ایسی کی تحریر

کہ ہی وہ ابر سخاو شجاع و دریا دل
خدیو ہند و سلیمان وقار و کشور گیر

جناب اقدس سلطان ہر شاہ زمن
ملک سپاہ فلک رتبہ آفتاب نظیر

کرون حضور مین اب عرض ایسی وہ مطلع
کہ جسکا مطلع خورشید بہی نہوی نظیر

مطلع

جو چاندنی ترا سایہ تو رخ ہی ماہ منیر
خدا کی فضل سی حکم آفتاب عالمگیر

تری کرم کی بدولت یہ مال و زر ہی حقیر
کہ خاک در کیطرح پائمال ہی اکسیر

نہ کیون ہو صورت درج گہر وہان سوال
کہ تو ہی بحر سخا تیرا فیض ابر مطیر

تری کرم سی گدا کی طمع ہوی ایسے
کہ مثل آب گہر ہو گئی ہی موج حصیر

زبسکہ ہی ترا دریای فیض طغیان پر
گدا نی آب گہر سی کئی ہین گہر تعمیر

تری بہار کرم کا یہہ فیض جاری ہے
نکل کی صفحے سی اوڑتی ہی بلبل تصویر

کیا ہی سرو کو آزاد تو نی گلشن مین
صفات بندہ نوازی ہو مجہسی کیا تحریر

لگی ہین نخل تصاویر مین بہی پہول و پہل
نہال ہین ترے بخشش سے گلشن تصویر

غریق آب گہر ہی فقیر کی کشتی
تری کرم سی ہوا پانی پانی ابر مطیر

طلب کری جو کوئی مشک اوسکو بخشی ختن
جو شال مانگی کوئی بخشدی اوسی کشمیر

جو دیکھی تیری سخاوت فلک کی اڑگئی ہوش
گدا کو گر فیض سی بخاکی کاسہ شیر

پہر ہی اک اوز بہی مطلع تری منقبت مین علام — شہا اگرچہ ہی قاصر مرا لب تقریر

مطلع

یہہ بہی تری در دولت کی خاک کی تاثیر — کہ جس قصبہ کو دیکہو ہی صاحب اکسیر

ق

لکہی گا منشی گردون کہ اپنا حال تجہے — ترا وہ رتبہ ہی ای آفتاب عالمگیر

یہہ کہکشان کا نہین خط فلک کے صفحے پر — کہ عرضداشت کی مداوسنی کی شہا تحریر

دہ تیری عدل و حفاظت مین ایک لکہو مطلع — کہ جسکا مطلع ثانی ہی مہر عالمگیر

مطلع

ہوی ہین تیری حفاظت سی بیخطر نخچیر — ہوا نہ زاغ کمان آج تک نشانۂ تیر

تری زمانی مین ظالم ہین بے سر وسامان — کمان چرخ کو دیکہو تو وہ بہی ہی بے تیر

تری نسیم کرم گر نہ اس چمن مین چلے — خراب پانی سی ہو مثل گلشن تصویر

تو چشم کرم سی جو اوسکی طرف نگاہ کری — ہلال سی بہی دو چندان ہوا آفتاب حقیر

ہوا وہ تیری اشاری سی جو نہو نا تہا — کہلا ہی ناخن ابرو سی عقدۂ تقدیر

تری غضب کی صفت مین لکہا ہی جو مطلع — تو مثل شور قیامت ہوئی قلم کی صریر

مطلع

نگاہ قہر سی تیری بنی ہر اونگلی تیر — ابہی ہو طائر رنگ حنا تلک نخچیر

کبہی جو وہ تری بیحکم سر اوٹہاے ذرا — مثال طوق بنی ماہ نو فلک ہو اسیر

جو چشم مہر سی دیکہی تو ذرہ ہو خورشید — نگاہ کرم سی بنی ذرہ مہر عالمگیر

جلی اگر کوئی پروانہ شب کو احیانا — تو کاٹ ڈالی وہین سر کو شمع کی گلگیر

یہی سبب ہے جو گلگیر کاٹتا ہی سر — کہ درد شمع کو کیون شمع نی ندی تعزیر

مثال کاسۂ چینی وہ ہو تہی قالب — جو دیکھہ لی کہین خاقان چین تری تصویر

عدو تو کیا کہ ٹہرتی نہین ہی میان مین تیغ — ترا یہ رعب ہے ای سایۂ خدای قدیر

کہ جس طرح سی کوئی سانپ کینچلی ڈالی — نکل کی بہاگتی ہی یون نیام سی شمشیر

خجل ہو دیکھہ کی جوہر تری شجاعت کے — برنگ مورچہ شمشیر سی رواں ہو خمیر

نجومی دیکہین تجہی پالکی مین تو یہ کہین — کہ برج قوس مین آیا ہی آج مہر منیر

ہوا پہ ہو جو ترا تخت ای سلیمان جاہ — غبار اوڑ کی ندی پہر زمین ہی ابر مطیر

قلم ترا ہے کہ مری ہاتھہ سی نکل جائی — تری سمند کی چالاکی گر کرون تحریر

ہزار بار پہر آئی وہ ربع مسکون مین — نگہ کو تا مژہ ہوئی آئی مین تاخیر

فلک کے ساتون طبق ایکدم مین طی وہ کری — تری سمند کو کیونکر کہون نہ عرش مسیر

جو دیکہی اوسی نام خدا تو اوڑتا ہی — بجا ہی رنگ پریدہ سی گر کہی تصویر

اوسی ہی تار نگہ تازیانے سی افزون — جو دیکہی تو نکل جای صفحے سی تصویر

سوار فیل پہ دیکہین تجہی تو سب یہ کہین — کہ آج رات کو نکلا ہی مہر عالمگیر

لکہون وہ فیل کی تعریف مین نیا مضمون — قلم نی آج تلک جو کیا نہو تحریر

جو فیلبان ہے فرہاد تو ہی تیشہ کچک — پہاڑ فیل اگر ہی تو دانت چشمۂ شیر

بہ جلد رو ہی کہ ٹہری نہ ایکدم ہرگز — اگرچہ سطرین ہون مضمون فیل کو زنجیر

یہ خل کیا ہی تری مدح کر سکی گویا / تری صفت مین ہی قاصر شہا لب تقریر
اوٹھاؤن بہر دعا ہاتھ اپنی ای ولی / کہ تو ہی شاہ زمن مین ہون ترے در کا فقیر
الٰہی تا رہی قائم یہ آسمان و زمین / الٰہی تا کہ رہے آفتاب و ماہ منیر
فلک پہ تا رہین اختر زمین پہ آدم زاد / الٰہی تا کہ رہی برق و رعد و ابر مطیر
مژہ کو تیر کہین اور کمان ابرو کو / ہمیشہ یار کی زلفون کو تا لکہین زنجیر
نگاہ یار ہو یارب بلای جان جب تک / سواد چشم پری تا ہو سرمۂ تسخیر
کمان چرخ تری دوستوں کی ہو حلقہ بگوش / تری عدو کو لگائی شہاب ثاقب تیر
الٰہی شرق سی تا غرب تیرا حکم رہی / کہا کرین تجہی سب آفتاب عالمگیر

قصیده

بہار نی یہ کیا گلشن جہان مین اثر / کہ کہل گی غنچۂ تصویر ہو گئی گل تر
خیال قامت جانان مین نالۂ عشاق / بنی ہین سرو دہن سی جہان ہوے باہر
زبسکہ خوف کف برگ کی ہی سیلی کا / جہان کی باغ سی اب ہو گئی ہوا صرصر
خزان غصے سے ہر اک مثل سرو ہی آزاد / سیہون کو غنچہ روش اب ہنسی سے ہو ٹہبر
خوشی سی پہول تو پہولی نہین سماتے ہین / نہال ہو گئی ہین گلشن جہان کی شجر
ہر ایک خار ہو سوزن برای بخیہ گری / بغیر لطف گریبان گل ہو چاک اگر
یہ نازکی ہی پگہلتی ہی آتش گل سی / گمان شمع ہے ہر ایک شاخ گلبن پر
زمین پہ گر گی نزاکت سی ہو گیا ہی کبود / وگرنہ سایۂ گل تہا برنگ گل احمر

پڑا ہی عکس جو تپلی کا وقت نظارہ
یہہ عندلیب کو ہی خوف اوڑ نہین سکتے
صفا روش کی نہین کچہہ بیان ہو سکتی
عجب نہین ہی جو ہون آہو فر کی شاخ سبز
زیادہ آئینے سی ہی صفا ہی ہر دیوار
کمال جوش یہ گلزار کی ہی رنگینی
سیاہی دیکہہ کی سنبل کے شام کا ہو گمان
غلط ہی یہہ جو مجہی ہی گمان شبنم کا
ہر ایک رنگ سی یہ ہو رہی ہی نیرنگی
جو نشہ می کا ہی پانی مین جوش مستی سے
ہر ایک مرغ نوا سنج ہی جو نغمہ سرا
یہ رنگ دیکہہ کی حیران ہوا ہین آئینہ دار
بہار فیض سے اوسکے ہی یہ جہان گلشن
محیط پنجہٴ مرجان سے ہی نکالی ہاتہہ
تمام خلق کو اوسنی زربس نہال کیا
بڑہون حضور مین اب لاجواب اک مطلع

ہوا ہی لالے کو وہ ناز کی سی داغ جگر
ہوا کی صدمی سی ہوتی ہین گل جو نیلوفر
نظر کرو تو پہسلنے لگے ہی پای نظر
کہ اب مثال تصاویر مین لگی ہین ثمر
ادہر سی صاف نظر آی جو کہڑا ہو ادہر
پڑی جو عکس گل تر تو لعل ہو پتہر
سمن کی دیکہو سپیدی تو جیسی صاف صبح
کہ یہہ اوترتی ہین گلگشت کے لیی اختر
کہ صاف رنگتی طاؤس طائران نظر
تو ہر حباب لب جو ہی صورت ساغر
تو تال دیتی ہین کہنای برگ سی بہی شجر
کہا خرد نی کہ ای سادہ لوح فکر نکر
ہی جسکی ابر سخا کا ہر ایک قطرہ گہر
سخی ہی دست سخا کی ہین اوسکے دست نگر
برنگ غنچہ ہی مفلس کے مشت مین بہی زر
اگرچہ وصف سدا غائبانہ ہی لب پر

مطلع

تری بہارِ کرم کا ہی فیض عالم پر
کہ پہل تو رکہتی ہی تلوار او پہول ابر

ہر ایک فیض سی تیری ہی زندہ جاوید
یہہ کیا ہی دخل کوئی ہو یتیم جز گوہر

فقیر در پہ ترے جو گیا بناؤ غنی
کہ تیری خاکِ قدم مین ہی کیمیا کا اثر

نسیم صبح کو گر حکم ہو حفاظت کا
نہ چاک ہووی گریبانِ غنچہ بارِ دگر

ذرا الم ہو کسیکو تو ہو زیادہ خوشی
جو نکلے آنکہہ سی آنسو وہین ہی گوہر

ہلال بنتا ہی تسلیم کو مہِ کامل
صباح آتا ہی مجری کو خسروِ خاور

نگاہِ گرم سی گلشن برنگ مجمر ہو
شمیم لطف سے بن جائے مثل گل اخگر

جہان کو ہی یہ تری چشم پرورش سے فقیر
کہ طفل اشک کو دامن ہی دامنِ مادر

تری تو عہد مین غم بہی ہی راحتِ جان سے
کہ سر کی کٹنی سی ہوتی ہی شمع روشن تر

مثالِ سرو بنی شمع باغ ہو محفل
کری جو بزم مین تیری نسیم لطف گذر

برنگ شمع ہر اک نخل جلنی لگ جائے
گذر کری سوے گلشن سموم قہر اگر

حجر بہی مثل شجر ہو گئے ہین سب سرسبز
بنی ہین سبزۂ تر سنگ سے نکلی شرر

تری قلم نی بہی لکہا نہ لفظ دلکو شکست
کسیکی دل شکنی تجہسے ہو بہلا کیونکر

ذرا جو سر کو اوٹہائی وہ تری حکم بغیر
ہلال گردنِ گردون پہ پہیرے خنجر

گمان سبکو ہوا برسہ کی پاس سے برق
گر ایک جا ہو رکہی تیری تیغ اور سپر

ترا جو اسپِ فلک سیر ہووے گرم خرام
ہر ایک ہووے اوسی دیکہہ دیکہہ کر ششدر

کوئی کہی کہ یہ بجلی چمکتی ہی بی ابر
کوئی کہی کہ یہہ شی ہی قیاس سے باہر

کوئی یہ کہنی لگی ہی سمند برق خرام
ابھی زمین پہ تہا جا تارہا ہی گردون پر

اگر تو شرق سی دوڑای اشہب جانب غرب
سمند وہم کی لی باگ کوئی اور بشر

قدم اوٹہاے جبتلک کہ باد پا تیرا
ادہر سی جائی ادہر اور ادہر سی آئی ادہر

جو تو سوار ہو ہاتہی پہ اور فوج ہو ساتہہ
تو کہیں تو ہی قمر فیل چرخ فوج اختر

نظر پڑا ہی ترا جب سی فیل چرخ خرام
کسیکی چرخ مین ہی عقل اور کوئی ششدر

ہر اک کو فکر ہی دونون مین کون ہاتہی ہی
کبہی نگاہ فلک پر ہی گاہ ہاتہی پر

ہی تیری وصف مین قاصر زبان گویا گی
کردن دعا پہ قصیدی کو ختم ہی بہتر

زبسکہ ہاتہ سی ہوتا ہی تیر سبکا بہلا
دعا یہہ مانگنی لازم ہی سبکو شام و سحر

الٰہی تاکہ رہی آسمان اور زمین
الٰہی تاکہ منور رہین یہ شمس و قمر

خدا کی فضل سی مانند دانۂ تسبیح
مدام ہاتہ مین تیری گردش اختر

قصیدہ در مدح حضرتِ خاقانِ زمان خدیو گیہان ابو المظفر معز الدین شاہِ زمن غازی الدین حیدر بادشاہ غازی ادملکہٗ

ہوا ہی آتشِ گل سی یہ عالمِ گلزار
کہ نخل طور ہین گلشن مین اک قلم اشجار

عجب ہے نامِ خدا لطفِ رنگ خاکِ چمن
حنائی ہوتی ہین پای بتان ہم رفتار

نسیم گل بن ہی تاثیرِ معجزۂ عیسیٰ
نہ کوئی دیدۂ نرگس کو اب کبہی بیمار

خروشِ خندۂ گل اسقدر ہی گلشن مین
کہ کان تک نہین آتی نوای بلبل زار

گذر جو زاغ کا ہو تو برنگ طوطی ہو
عجب نہین ہے جو زنگی بہی ہو وین گلرخسار

جو گرد باد اوٹھی خاک سی بنی وہ سرو
چمن مین لائین اگر عندلیب کے تصویر
جو یادِ صبحِ بناگوش مین کرون مین آہ
زمین تو غیرتِ آئینہ ہی عجب کیا ہی
اوگا ہی خندۂ گل تخمِ اشکِ بلبل سے
بسانِ شمع کہ روشن ہو شمع روشن سے
خمیدہ شاخ ہر اک گل کی ہی تر اک سی
کہین نظر کی نہ صدمے سے نیلو فر ہو جائے
یہہ پاسِ ناز کی شاخِ گل ہی گلشن مین
برنگِ عارضِ خوبان ہین صاف دیوار
شراب و وش ہی گل جامِ غنچہ مینا ہین
چمن مین پھرتی ہی مستی سی لڑکھڑاتے ہو
یہ عندلیبون کے گاتے ہین نغمہ رنگین
ہمرنگِ شمع ہین گلچین کے اونگلیان روشن
فلک عطا کرے شبنم سی پھر او سے عینک
ہر ایک شاخِ گل تر ہی گردنِ طاؤس
دماغ سب کا فلک پر ہی اب عجب کیا ہی

چلی جو بادِ خزان بھی تو ہو نسیمِ بہار
تو صفحے سی وہ نکل جاتی ہی یہ جوشِ بہار
زبان تاک آتی ہی آتی بنی نسیمِ بہار
لگی جو بولنی طوطیِ سبزۂ گلزار
کہ کچھ تلف نہین کرتی بہار فیض آثار
رکھین جو شاخ ثمر دار پر عصا ہوئی بار
ہوا ہی رنگ بھی اپنا گلو تگی اوپر بار
نگاہ کر نہین سکتی ہی گل پہ بلبلِ زار
کہ دم چراتی ہوئی پھرتی ہی نسیمِ بہار
مثالِ گیسوئے محبوب سایۂ دیوار
نسیم لاتی ہی گردش مین ان کو ساقی وار
کسی روش پہ صبا اور کہین نسیمِ بہار
کہ رشکِ غنچۂ گل ہی ہر ایک کی منقار
زبس فروغ پہ ہی آتشِ گلِ گلزار
رکھی جو ضعفِ بصر چشمِ نرگسِ بیمار
چمن مین بوقلمون چلتی ہی نسیمِ بہار
اوڑے جو کہ شتابان جگر سی تیر

قلم بنا کی اگر کوئی شاخِ گلبن کا | خط غبار لکھی تو بنی خط گلزار
برنگِ شمع ہر اک نخل ہی عیاں اوس سے | مگر ہی غیرتِ فانوس باغ کی دیوار
چمن کی سبزے پہ آکر گرا جو شاخ سے پھول | سنا نہ تھا کبھی ہوتی گل پیادہ سوار
برنگِ تیر ہی شاخ برگ گل ہین پر | مثال مرغ خزان کو کیا چمن نے شکار
طراوت ایسی ہی گر چاک جیب گل کو سی | رواں ہو دیدۂ سوزن سے آب جو تار
ہر ایک شی مین رطوبت نی یہ کیا ہی اثر | بنا ہی کاغذ ابری برنگ ابر بہار
بہار دیکھی جو یہ مینی باغ باغ ہوا | بسان غنچۂ گل کھل گیا مرا دل زار
گل طرب سی ہوی شاد لیکہ بلبل طبع | خیال آیا کہ رنگین کہی کچہہ اشعار
کہ ناگہان یہ خرد نی کہا کہ اوسکی مدح | سبب سے جسکے ہی اس گلشن جہان کی بہار
صبا سی کہدو کہ اب برگ گل کی لای ورق | ہی اب مجہی نے نرگس قلم کی حاجت کار
عوض دوات کے لازم ہی غنچۂ سوسن | عوض مین آب کی شایان ہی شبنم گلزار
لکھوں مین مدح مین شاہِ زمن کے دو مطلع | کہ جسکے عقد ثریا بجان و دل ہو نثار

مطلع

جو بیٹھا شاہِ زمن تخت پر بعز و وقار | تو چتر بنکے پھرا سر پہ گنبد دوار
جو ماہ رخ ہی ترا چاندنی قبا پر زر | گلی مین روکش مہر دین سے موتیونکا ہار
جو تیرا ابر کرم بحر پر ہو سایہ فگن | حباب مین ہون بسان صدف در شہوار
لگی جو سنگ کو ٹھوکر تری تو پارس ہی | قدم کی فیض سی اکسیر ہوے گرد و غبار

صبا کرے جو تری جود کا چمن میں بیان
تو گل صدف بنے شبنم بنے دُرِ شہوار

کروں میں عرض وہ رنگین مطلعِ ثالث
کہ جس پہ برگِ گلِ تر ہزار کیجے نثار

مطلع

تری سحابِ کرم کا جو دشت میں ہو گذار
تو شاخیں آہوؤں کی سبز ہو کے لائیں بار

زمین پہ ہاتھ جو تو دھوئے اے سحابِ کرم
تو آب خاک کو کر دے طلائے دست افشار

جہان و اہلِ جہاں تیرے زیرِ دست ہیں سب
زمین پہ دستِ سخاوت ترا ہے ابرِ بہار

ہے ایک آینہ بردار تیرا اسکندر
مثالِ قیصر و خاقان ہیں تیرے خدمتگار

جو بیٹھے تخت پہ تو سب کہیں سلیماں ہے
ہوں دست بستہ کھڑے انس و جن یمین و یسار

اگر بلندیِ اقبال کا نظارہ کرے
سرِ فلک سے گرے آفتاب کی دستار

شہا تو ظلِ الٰہی ہے اور خلیفۂ حق
قدم جو کرسی پہ رکھے تو ہووے عرش وقار

چلی رکابِ سعادت پکڑ کے افریدون
بجا ہے گر کبھی ہو دارا کو غاشیہ بردار

رکھا جہاں کہ قدم تو نے اے سحابِ کرم
بنا ہے ابرِ درافشاں زمیں سے اوٹھ کے غبار

ہر اک صدف سے تھی آب نیساں سے درِ خوشاب
ترا جو دستِ سخاوت رہا ہے گوہر بار

کرے نہ جیب سحر چاک پنجہ سے خورشید
شمیمِ زلف جو ہو تیری حامیِ شبِ تار

گزند عہد میں پھر تیرے کس طرح ہووے
دہن میں رکھتی ہیں تریاق بدلے زہر کے مار

نسیم حفظ جو حافظ ہو تیری دریا پر
سرِ حباب پہ آوے نہ موج کی تلوار

کتان و ماہ رہیں مل کے اک جا میں
گیاہ و شعلہ ہیں یوں جیسے سنگ و شرار

یہہ عدل ہی کہ نکالی ہی گرگ ناخن سے — جو لگ کے ٹوٹ رہا پای گوسفند مین خار

یہہ عیش عدل سی ہی اب کہ صورت قطرہ — مگس بچاتی ہی سنا دیسی عنکبوت کا تار

ہوا سی صورت آتش چراغ روشن ہو — بسان دوست ہے دشمن ہر ایک کا غمخوار

نگاہ گرم سی دانی انار کی ہون شرر — شرار سنگ تم لطف سی دانہائے انار

بسان راغ کمان تیر سی نہ پونہچی گزند — اگرچہ مرغ کا ہو خانہ کمان مین گذار

رہی ہی آب سمندر کیطرح آتش مین — پلی ہی صورت ماہی میان آب شرار

ہزارون قلعی ہوئی ہین مفتوح تیری حکم سی یون — کہلین نسیم سی جس طرح غنچہ گلزار

کبہی ٹھہرین تری سامنی تری دشمن — اگرچہ ایک تو یکتا ہوا اور وہ لاکھہ ہزار

زمین تو مثل فلک بہاگی اور جیون اختر — مثال مہر جو نکلی پکڑکے تو تلوار

عدو کے سر نظر آتی ہین قطرہ باران سے — برنگ برق نکلتی ہی جب تری تلوار

زبسکہ ہی تری تیغ خمیدہ کی ہیبت — چلا نہ سر کو اوٹھا کر یہ گنبد دوار

ہمیشہ کاٹ کا اوسکی خیال رہتا ہی — ہی آگی آنکھون کے آٹھون پہر تری تلوار

عجب نہین ہی کہ دشمن بصورت احول — جو ایک شی کو کبھی وہ دیکھی دو دو کو چار

کمان قوس قزح ہی شہاب ثاقب تیر — فلک ہے تیر فگن ایک چاکر سرکار

ق
تری سمند کی کس سی بیان ہو چالاکی — مصورون کو ہی تصویر کہینچنا دشوار

ق
کفل پہ یعنی قرار جو گیا جو خامہ مو — نکل گئی وہین تصویر صفحی سی یکبار

تری سمند کا مضمون اور کوڑی کا — جو ایک بیت مین باندہی کوئی یہہ ہی دشوار

جو ہاتھ آئے ہی مضمون اوسکا اوڑ جائے — برنگِ طائرِ رنگِ حنا ہو آخر کار

ق مصور اوسکا پری چہرہ جب بناتا ہے — اور اوسکی کرتا ہی اعضا کو تب وہ ہشیار

نہین بناتا ہی پا اوسکی خوفِ جولانی سے — نہ گرد کھینچ لی جب تک کہ چرخ دیوار

گر اوسکی گرم روی کا بیان کرے کھینچ بھی — تو شکلِ برق بنی پھر مرا لبِ اظہار

عیان ہے صاف شبِ قدر سر کی چوٹی سے — طلوعِ صبح ہی اوسکی جبینِ پر انوار

ہوا کی دوش پہ گویا کہ سنبلستان ہے — ہی اوسکی گردنِ موزون پہ یال سنبل بہار

دُم سیاہ ہی یون جلوہ گر عقب مین — کہ درمیان مہ و مہر ہی عیان شبِ تار

پھر آئی روی زمین ہر سنا گام اوس مین — کہ جیسی صفحۂ قرطاس پر پھرے پرگار

یقین ہی سیکڑون فرسنگ اوسکی جائے صدا — لگا ہی ساز مین مطرب موی یال کا تار

شہا صفت تری توسنکی مجھسی کب ہو بیان — خوشا وہ مرکبِ عالی کہ جسکا تو ہے سوار

ق سوار ہوتی ہی جو فیل سیاہ رنگ پہ تو — تو کہیے تو مہ تابان ہی اور وہ شبِ تار

جو دیکھین اوسکو کہین سب کہ چھا گئی ہی گھٹا — کہین چمک گئی بجلی جو دیکھہ لی رفتار

اگرچہ دانت ہی حلقی ہون سطرِ متن زنجیر — نہ ٹھہری تپ سے بھی مضمونِ تیزیِ رفتار

جو پانی پھینکی وہ خرطوم سی کہین دہقان — ہماری کشت پہ برسائے آج ابرِ بہار

کرون دعا پہ قصیدے کو ختم ای گویا — کہ مدح کر نہین سکتا مرا لبِ گفتار

نسیم صبح اجابت ہوئی ہی جنبش مین — مین اپنی دستِ دعا کھولون غنچہ سان یکبار

الٰہی تا ہی گلزار خلد و باغ جہان — چمن مین پھرتی رہی جب تلک نسیم بہار

بگوشِ دل سنین جبتک سخنکو صاحب فہم
صدف مین قطرۂ نیسان ہوتا در شہوار

رباب و چنگ و دف و نی ہوا کرو تو بزم
پیالہ اور صراحی ہو مئی ہوا ور میخوار

شہا بحشمت و اقبال و شوکت و اجلال
ترا مدام رہی تخت و تاج و جاہ و وقار

نسیم عیش سی خندان ہو غنچۂ دل دوست گل روش
چمن مین عمر کی اونکی رہی ہمیشہ بہار

گرہ کشا سی جبین ہو صبا نہ دشمن کے
برنگ غنچۂ تصویر تا بروزِ شمار

کہا کری یہ عدد سوزِ آتشِ غم سی
جلا جلا و قنا ربنا عذاب النار

غزلیات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا کیا کرون مین شکر خدای قدیر کا
بخشا ہی مجھ فقیر کو رتبہ امیر کا

مانگون خدا سی عشق بشیر و نذیر کا
ردکب کری کریم سوال اک فقیر کا

خون ہو وے چشم زخم سی مین تیری یاد مین
یارب نشانہ ہون تری الفت کے تیر کا

دل تڑپے مثل برق تری ذوق و شوق مین
عالم ہو میرے چشم مین ابر مطیر کا

روشن ہو تیری یاد سی دل مثل آفتاب
عالم جبین مین سجدی سی ماہِ منیر کا

بخشش ہے وہ جو آئی تو اہل نعیم سے
ہرگز ملی داغ نہ اہل سعیر کا

بیدار ہون نصیب جو آنکھین ہو خواب مین
دیکھون جمال تیری بشیر و نذیر کا

وعدہ کری تو حور کا اور مین کرون قصور
تیرا تو وہ کرم یہہ قصور اس قصیر کا

اس بندہ پروری کا بہلا کس سی شکر ہو
جب ہو خیال پہلے تو لدسی شیر کا

پاپوش جسکی سر پہ رکہی بادشاہ ہوا
اللہ ری مرتبہ تری در کی فقیر کا

یارب مین تیری راہ مین ثابت قدم رہون
چھوٹی نہ مجھسی ہاتہ مری دستگیر کا

بیہوشی مین بہی ساقیِ کوثر کا نام لون
ایسا ہون مست بادۂ خمِ غدیر کا

سلطان ہی سلیمن کی گویا صفت کرون
کیا موںہہ بہلا ہی مجہہ سی فقیر حقیر کا

تصور تہا جو وقتِ مرگ اک لیلی شمائل کا
مری تابوت پر دہوکہا ہوا مجنونکو محمل کا

وہی تہا جسکو مین سمجہا صنم تو ایک پریکا
زہی غفلت ہا ہین مدعی دعوای باطل کا

تعلق ہو وہی انسکیر سالک کا یہہ ممکن ہے
نہین آبِ روان کو خوف موجونکی سلاسل کا

نہین ہے علم جانبازی مین کچہ حاجت معلم کی
تڑپتا آپ ہی استاد ہی تعلیمِ بسمل کا

خدا کی یاد سی غافل نکر اس قلبِ خاکیکو
کہ نورِ ذکر و فوق بخش ہی اس تیرہ گلکا

بسانِ اشک بی تاثیر ہین اس کشتِ عالم مین
ارادہ میر دلی نی رکہے کوئی حاصل کا

نہین ملتی ہی ہاتہونکو گریبان سے کبہی فرصت
پکڑنا قیس کو دشوار ہی دامانِ محملکا

سویدا ہی سوادِ منزلِ مقصود زاہد کو
نہ پہونچا کعبے کو جو نابلد ہی وادی دل کا

ز زندانِ تن ہی روحِ صافی کیون نگہبرائے
ملک کو کسطرح خوش آئی مسکن چاہِ بابل کا

نہ دیکہون عکسِ دریا تشنگی مین بید باغی سی
اگر مین غرق ہون اس کہی پکڑون نساحل کا

بھرا ہی جام مہر و ماہ مین شربت شہادت کا
یہہ مینائے فلک شیشہ ہی اک زہر ہلاہل کا

ازل سے چلتے چلتے گور تک پونہچی ہین مشکل سے
کنارہ اب تلک پایا نہین مقصد کے منزل کا

برنگ غنچۂ انگور تھین لاکھون گرہ دل مین
کھلا اک جام سے ساقی کی عقدہ ہی مشکل کا

زبان کی نبد ہر حباب سے روزن کھل گئے دل کے
نظر کی نبد پردہ اوٹھہ گیا بس سد حائل کا

نہین ممکن کوئی سیراب ہووے دریائے الفت سے
باین قربت ہمیشہ خشک لب رہتا ہے ساحل کا

بنایا کعبہ ابراہیم نے اوسکا یہہ باعث ہے
کہ بنا سخت مشکل تھا کسی سے کعبۂ دل کا

تجرد سے رہا ہو کر پھنسا دائم تعلق مین
بڑا نادان ہی آسانی سے جو خواہان ہو مشکل کا

جنون بہتر ہے جو ہنستے ہین وہ لذت سے غافل ہین
کہ ہی مذکور دیوانونکا اکثر نقل محفل کا

مثال دانۂ تسبیح سو کی ہاتھہ تک پونہچا
کسی سے حل ہوا عقدہ نہ ہرگز میری مشکل کا

مری مشکل کشائی غیر ممکن ہے کہون کس سے
مگر مشکل کشا مشکل کشا ہو میری مشکل کا

ملین ہین روح کو شہپر برائے عرش پروازی
نہو پابند ای گویا تو جسم پا در گل کا

اگر نامے مین لکھدون حال کچھ بیتابی دل کا
ابھی عالم ہو مرغ نامہ بر پر مرغ بسمل کا

یہہ کسنے ہاتھ سے اپنے لیا گل شمع محفل کا
ہوا گلگیر مین عالم جو منقار عنادل کا

بوقت ذبح موںہہ کو پھیر کی تکبیر کہتا ہے
عدو قاتل ہی کیا اللہ اکبر اپنی بسمل کا

گرفتہ خاطرونکو زخم کاری ہی کشاد دل
کری وا ناخن شمشیر عقدہ سری مشکل کا

برنگ گل جگر ہوتی ہین ٹکڑے ہنسی والونکے
نیا انداز ہی بلبل ہمارے شیون دل کا

ہوئی ہی جب سے الفت یار چاہِ زنخداں سے
ذرا تو بھی تو آ کر دیکھ طرفہ سیر ہی ظالم

مرا سر کاٹ ڈالا آج او ترا بوجھ گردن سے
موی پر بھی ہی فکرِ زینتِ معشوق عاشق کو

جنون تھہرتے ہین مرنی پہ نازک دماغی سے
لکھون وصفِ رخِ پرنورِ جاناں روشنائی سے

یہی آتا ہی دل مین چشمۂ شیرین مین جا ڈوبون
تماشا شیشہ بازیگا دکھایا اوس پریرو کو

مراد دشتِ وحشت خیز ہی لیلی جو آ نکلے
مین مانگی جا دعا بعد گسیچہ سو تلوارین یار کی تو

زمین پر یار جب چلتا ہی دل پامال ہوتا ہے
تو وہ ہی شمع رو جسے اگر شیشہ دیتا ہین

الٰہی لف سی آئینہ رخ صفا کہہ بیٹھے
شبِ فرقت کا گر وہ حال پوچھی کہیو ای قاصد

جو وحشت مین قدم رکھون تو ہیچ آسمان کا نے
پتنگ ایسا غمِ فرقت سے عاشق بن ڈہی جب مرتا

جفا گر وہ کریگا تو وفا مین ہی دکھا دونگا

فرشتون کی طرح محبوس ہی دل چاہِ بابل کا
تماشائی ہی عالم آج تیری صیدِ بسمل کا

دہانِ زخم تا محشر کریگا شکر قاتل کا
حنائی ہو گیا خون سی ہمارے ہاتھ قاتل کا

رکھا ہی پھول چھاتی پر تو گویا بوجھ ہے سل کا
زمینِ شعر مین دکھلاؤن جلوہ ماہِ کامل کا

گوارا ہی جدا ہونا لب اوس شیرین شمائل کا
کہا یون حال قاصد نی مری بیتابیِ دل کا

برنگِ گل ابھی ہوتا ٹکڑی ٹکڑی پردہ محمل کا
دہانِ زخم سی مین کام لون کیا سائل کا

قدم ہی عرش پر پڑتا مری خورشیدِ منزل کا
فلک پروانہ بن جاتا چراغِ ماہِ کامل کا

کہ ہی بچنا او بجھنا ہر کسی سی کام جاہل کا
بہت رویا بہت پیٹا بہت تڑپا بہت بلکا

ہلا دی عرش کی زنجیر کو نالہ سلاسل کا
بتا دیتی قضا جو گھات مجھکو تیغِ قاتل کا

دہانِ زخم سی لی لی گا بوسہ تیغِ قاتل کا

برہنہ کیا ہی تیغ دریا مین گویا تیغ عریان ہے
ہوا ہی مردم آبی مین عالم نیم بسمل کا

کوئی مجھسا دیوانہ پیدا نہو گا
ہوا بھی تو پہر ایسا رسوا نہو گا

نہ دیکھا ہو جسنے کبھی اوسکے آگے
ہمین لن ترانی سنانا نہو گا

کیا ہو گا گلگشت کو جبکہ وہ گل
تو گلزار پہولا سمایا نہو گا

قیامت کے منکر جو ہین ای ستمگر
تری قد و قامت کو دیکھا نہو گا

کبھی اسکی ہمسی بنجای گی ہرگز
فلک جب تلک خوب سیدسا نہو گا

و ایسا نہین جیسا ہے بات سُنکر
کوئی اور ہووے گا گویا نہو گا

صندلی رنگ پہ مین مر ہی گیا
درد سر کسکا یہان سر ہی گیا

جی سراتن سے سفر کر ہی گیا
و تو گہر مین رہی یہان گہر ہی گیا

کیا لکھین خط کہ تری خط نکلا
کہیو قاصد کہ و دفتر ہی گیا

میری قاتل کا لڑکپن دیکھو
دیکھہ کر خون کو مری ڈر ہی گیا

مین موا کون کریگا وہان شور
آپ کی کوچی سی اب شر ہی گیا

قتلِ عشاق سی اب نفرت ہی
تیغِ ابرو سی یہہ جوہر ہی گیا

واہ ری رشک نہ تنہا چھوڑا
جی مرا تیرے برابر ہی گیا

او مسیحا نہ خبر لی تو نے
و جو بیمار تہالی مر ہی گیا

پانوں تو مینے ادب سے نہ دہری — راہ مین تیری میں اسر ہی گیا
جان بہی میری گئی ہے ہمراہ — نامہ کیا لے کے کبوتر ہی گیا

اور **گویا** سی وہ کیا کہتا ہے
ایک سر تہا وہ فدا کر ہی گیا

پڑگیا ہی عکس اوسپہ جو تیری گال کا — ماہِ کامل بنگیا ہی چاند تیری ٹہال کا
اودہری ہیکل مین دیوانہ ہون تیری چال کا — طوق ہو میری گلی مین حلقۂ خلخال کا
گرم رفتاری وہ اپنی دیکھکر کہنے لگا — شعلۂ جوّالہ ہی حلقہ مری خلخال کا
حالِ دل لب تک نہ آیا ہی یہی حکمِ وفا — مہرِ خاموشی رکہا ہی نام پاینخال کا
تو قدم جسجا رکہی آنکہین بچہائین خوبرو — حلقۂ چشمِ پری حلقہ بنی خلخال کا
وصف اوس موی کمر کا خط مین لکہدین ہم اگر — دائرہ ہر اک کبوتر کو ہو پہندا بال کا
یہ یقین ہی دم مین زین خم خشک ہو جائے ہار — ہون وہ گریان کہین بہتا ہا گرتی ڈال کا
میکشی جب ہجر مین کے دل ہوا جلکر کباب — مونہہ سی جب سباغ لگا عالم ہوا تپخال کا
تو نئی ہو جاتا کہ ہو پشت ہوا مجہسی عمل — ہوگا تیری ہاتہہ مین نامہ میرے اعمال کا
یان تلک رویا کہ پونہچا تا فلک دریای اشک — عقربِ گردون پہ ہوکا ہوگیا گہڑیال کا
دیکہکر داغِ دلِ سوزان سرا نالان ہوا — آفتابِ حشر کو دہوکا ہوا گہڑیال کا
جو اوٹہاتا ہی طمع سی ہاتہہ وہ رنج ہی — طائرِ رنگِ پریدہ کو خطر کیا جال کا
پاؤن مین پہنا جو تونی ماہ کا ہالا گیا — تہا برنگِ ماہ کو حلقہ تری خلخال کا

جب تری مونہہ سے دہوان نکلا بنا ابر بہار
دم مین کہل جائیگا غنچہ بہی ترجہنال کا

مت چہپا رخ کو لب بام فلک کی نور ہی
مہر و مہ مین بن تری عالم ہوا اجمال کا

استقدر محجوب ہے شکل اوسکی گر پڑ جائے عکس
نقش ہو آئینہ مو تصویر مین تمثال کا

دیکہہ لیتا ہون جو مہر و مہ کو بارہ مرتبہ
پہر تو ہوتا ہی یقین اوس تیغ مجکو سال کا

جو کہ دنیا مین ہی وہ پستا ہی تیری چال پر
باغ عالم مین ہی عالم سبزۂ پامال کا

قتل کرنیکو جو آیا ہو گئی بس مجکو عید
تیغ قاتل کو مین سمجہا چاند ہی شوال کا

یاد ان پرے مہو کرین کہاتی تہی گویا کی عمر
نقش پای یار ہی نامہ مرے اعمال کا

ہی جو مضمون فتنہ انگیز اسمین تیری چال کا
اب نہ زمین شعر مین بہی خوف ہی بہونچال کا

مردی جی اوٹہتی ہین سنکر ہیچ طرز گفتگو
ایک عالم جیسے مرتا ہی وہ عالم حال کا

ابر کہتی ہین جسے ہی سایۂ مژگان تر
دامن دریا ہی اک گوشہ مری رومال کا

خون ناحق لی نہ سر پر مہندی ہاتہون مین مل
دل لیا جاتا ہی او ظالم تری پامال کا

چاندنی کا دنکو بہی خمی تری کہتی ہین خوف
پرتو افگن ہی زمین پر چاند تیری ڈہال کا

ہی یقین آنکہین مری اب ترسینگی دیکہنے تجہے
حسرت دیدار مین ہوگا مرض بہال کا

ہی پریشانی سراسر گیسوی خمدار مین
پڑ گیا ہی صبر ظالم کس پریشان حال کا

مین فقیری مین بہی خوشچشمو نسی بہتر رہا
بستر اپنے بنایا ہی ہرن کی کہال کا

کیا وہوان ہار آج ہمسی شعر موزون ہوگیا
بندہ گیا مضمون جہتے جہکی مہنال کا

شبنمی کی مہتاب پر عکس ہان سرخ سی — صاف ہو جاتا ہی وہو کا لعل کی مہتاب کا

عیب سے آگئی طائر دیکھنا ہو نگی اسیر — کہا کی بل موی کمر بنتا ہی پہندا بال کا

دیکھکر رفتار او ظالم ہوی جاتی ہی خلق — کم نہین تلوار کی چلنی سی عالم چال کا

کیون نہ بن جائی مین قد ہو نگی نیچی آسمان — ہی بر رنگ ماہ نو سایہ تری خلخال کا

تیری عکس رخ سی ہی شبو سپر پہول مین — روغن گل سنگیا ہی صاف روغن ڈہال کا

بہیجکر خط انتظار ایسا کبوتر کا کیا — ہو گیا آنکہو نمین آخر عارضہ پربال کا

تو گجر بجتی گیا اور مین ادہر بس مر گیا — کوس رحلت کی صدا نالہ ہوا گہریال کا

ہم فقیری مین بہی گویا بادشاہی کرتی ہین
زیر سایہ اپنی ہی سایہ ہما کی بال کا +

وصف لکہا ہی کس گل تر کا — ہی رگ گل جو تار مسطر کا

آپ سے جب گذر گئے پہونچے — یاد ہی راستا ترے گہر کا

آہ موزون کے ساتھہ نالہ کرون — خوب مصرع ہی یہہ برابر کا

یاد دندان مین ہم جو روئین ابہی — اوٹہے طوفان آب گوہر کا

کب تلک ان بتون کی ظلم سہون — ای خدا دل نہین ہے پتہر کا

ہون وہ ثابت قدم کہ صورت شمع — کٹ گیا سر ولی نہ مین سر کا

ہی مجہی عشق ساقی کوثر — ساقیا جام دیجو کوثر کا

کون سویا تہا کہول کر زلفین — تار سنبل ہی تار بستر کا

اوسنی صندل لگایا ماتھے پر
ورد دونا ہوا سر کا

کیا بنائی کمان ابروکے
جو بھے ہاتھہ اوس کمانگر کا

طائر جان کو نامہ بر سمجھے
کون احسان لی کبوتر کا

کہو ابر بہار سے آئے
دیکھہ لے جوش دیدۂ تر کا

وہ پری رتبے مین سلیمان ہی
نقش پا آینہ سکندر کا

خال مہروسی دیا ہی جو تمثال
ہی فلک پر داغ اختر کا

زخم پانی چوراتے ہین ظالم
مین وہ پیاسا ہون آب خنجر کا

داغ دل گرد کہاءن ای گویا
ہو گمان آفتاب محشر کا

یہ اشارہ کر رہا ہی ہمکو حلقہ دام کا
ہی کف صیاد مین دانہ تمھارے نام کا

گر کبھی ہم چشم ہو چشم بت گلفام کا
پوست کھینچا جائے اس تقصیر پر بادام کا

کھل گیا گیسو چمن مین کس بت گلفام کا
موج بوی گل مین عالم ہو گیا گلدام کا

آنکھہ پڑتی ہی جو ای صیاد نخچیر کی
آنکھہ کا ڈورا ہی گیا ہر ایک ڈورا دام کا

مجھمین و مرادسین ابسا ہی ہجوم اختلاط
دخل ہوسکتا نہین ہی بیچ مین پیغام کا

بھول جای اپنا بل کرنا ہی شاخ غزال
پیچ کھلا دی جو تو گیسوی عنبر فام کا

تھی الفت چشم جانانسی مجھی طفلی مین بھی
شیر کی بدلی سدا شیرہ پیا بادام کا

ہم اسیرون نی کیا جو نرگس گلشن کا ذکر
آنکھین وہ کھلانی لگا حلقہ ہر اک گلدام

چشم کی ابلق کو جسدم لایا جولانمین یار — رہ گیا ہی پیچھی توسن گردشِ ایام کا

واہ رے قسمت کے خوبی آگیا پیغام موت — پر جواب آیا نہ وہان سے انہلک پیغام کا

اپنی پہلو مین جگہہ دی کون غیر از سوزِ غم — آہ مین ہا شکِ چکیدہ ہون کبابِ خام کا

نکلے سنگِ آسیا سی برق بنکر ہر شرر — ایکدانہ سمجھے اسے گویا جو میرے نام کا

واہ ری تلوونکی رنگت نقش پا گلگون ہوا — ہای قدِ سرو جسکے سایہ سے موزون ہوا

مصرعۂ ابرو مگر رکہدیا استاد نے — اوس سے بہتر دوسرا مصرع نہ موزون ہوا

دیکہتی ہی زلف کا مضمون ہاتہ آیا مرے — مجکو سنبل کا نظارہ سانپ کا افسون ہوا

وقت فکر آیا یہہ کسکے تیر مژگان کا خیال — صفحۂ کاغذ پہ بسمل طایرِ مضمون ہوا

جای اشک ایسا انکہونسی غبارِ دل گرا — ای جنون اب من ہمارا دامنِ ہامون ہوا

ہوگیا تاراج اپنا کشورِ صبر و قرار — ملکی مستی پان کا کہانا ہمین شبخون ہوا

انقلابِ عشق آخر چرخ نی دکہلایا — یعنی وہ لیلی شمائل ہی مرا مجنون ہوا

مہندی ہاتہون مین لگا کر یار پچتایا بہت — مفت مین جب اوسنی دیکہا عاشقون کا خون ہوا

تذکری ہی رخ کی گویا صاف تہی آثار صبح — ہوگئی شب بہر جو ذکرِ گیسوِ شبگون ہوا

ناتوانی سی یہ نقشہ ہی تنِ رنجور کا — سمجھے پای پیل گر صدمہ ہو پای مور کا

ہی دمِ گریہ جو دہیان اوس چشمِ مخمور کا — آنسوونمین بہی ہی عالم خوشۂ انگور کا

وہ اگر خالی نہ کر جاتا مری آغوش کو
کس لیے مشتاق مین پہرتا کنار گور کا

دار مژگان پر اسے کیون کھینچتی ہو تم کہو
کیا مری دل پر گنہ ثابت ہوا منصور کا

مو ویون کے خانہ برباد مین ہی اکثر بہلا
شہد ہاتہ آیا جو گہر ویران ہوا زنبور کا

کیون نہ مین تاکون دم گلگشت گلشن تاک کو
تاکنی والا ہون اوسکے نرگس مخمور کا

حق پہ سر کٹوا دیا ابن علی نی دیکہو لو
طعن ناحق ہی جو سر کاٹا گیا منصور کا

مثل دوزخ جسم سے جنت مین اوٹہتا دہوان
بعد مردن بہی یہہ عالم ہی تن محرور کا

وصل کا وعدہ وہ کب لکھتا ہی نامی مین مجھے
نام وصلی پر نہین لکھتا جو مجہہ مہجور کا

بادشاہی کو فقیری سی سمجہتا ہی ذلیل
حوصلہ تو دیکہو گویا سی بیقدور کا

کشتہ ہون تیغ نگاہ نرگس مخمور کا
زخم ہی ہر ایک ساغر بادۂ انگور کا

وصف گر لکہون نہین اوسکی عارض پر نور کا
ہاتہ مین میری قلم بن جای شعلہ طور کا

دیکہ لے آگے زمین کے آسمان جہکتا ہے
خاکساری سر جہکا دیتی ہی ہر مغرور کا

اشک مثل آبلہ ہین اور مژہ چشم خار
ضعف سے اب چشم کی گردش سفر ہی دور کا

جا بجی حق حق سے ہنسنے لگین زاہد انا الحق خدا سے
رشتہ تسبیح گر ہو پنبۂ منصور کا

جس نے دیکھا بس ہمین دنی لگا مانند زخم
چشمۂ خورشید ہی چشمہ مری ناسور کا

جام مے پی یار ہمکو آفتاب حشر ہی
قلقل مینای ساقی صاف نالہ صور کا

لب کبھی شکوی سی اپنی آشنا ہوتی نہین
ہی دہان شکر ہر اک زخم مجہہ مشکور کا

بنگیا وہ طور مین جس کوہ پر نالان ہوا
شمع سان سو بار سر کٹکر مرا پیدا ہوا
اپنی جھومر کو جو وہ دیکھی نگاہِ مست سے
ابر تر مژگان تری برقِ آہ شعلہ بار
گیسوی مشکین مین اوسکی دل کو ہوا الم خال
مونہہ چھپا لیگا جو زلف سے صبحِ حشر
زلف پیچان کا خیال آ جای گر ہنگامِ فکر
دل کو کس گل کا عرق آلودہ رخ آیا ہی یاد

نالۂ سوزان فتیلہ ہی چراغِ طور کا
بوجھہ او ترنی پر نہ چہٹکارا ہوا مزدور کا
ہو ہر اک موتی ہین عالم دانۂ انگور کا
بیقراری سی یہ نقشہ ہی تری رنجور کا
رنج ہو جاتا ہی افزون ات کو رنجور کا
روزِ محشر پر گمان ہوگا شبِ دیجور کا
باندہی سو پیچ سی مضمون شبِ دیجور کا
عطردان کا مونہہ بنا ہی مونہہ ہر اک ناسور کا

نام اک میخوار کا ایسا کیا گویا نی ورد
دانۂ تسبیح دانہ بنگیا انگور کا

ہمنے جب روی یار کو دیکھا
خط و رخسار یار کو دیکھا
صاف تو کہدے کیون مکدر ہے
یہ تڑپ کر جو گر پڑی بجلی
تجھسا کوئی نہین گلِ رعنا
دل صد چاک سی کیا شانہ
نہ اوسے لا سکے تو مر گئے آپ

صنعتِ کردگار کو دیکھا
سبزہ و لالہ زار کو دیکھا
کیا ہمارے غبار کو دیکھا
کیا دلِ بیقرار کو دیکھا
چمنِ روزگار کو دیکھا
پیچ سے زلفِ یار کو دیکھا
جب اوس اختیار کو دیکھا

اپنی غفلت ہی عین ہشیاری
موت آئی مگر نہ یار آیا
یاد آیا مرا تن پر داغ
دیکھکر مجھکو بزم مین بولا
چھٹ گئی ہاتھ سے عنان شکیب

خواب مین ہمنی یار کو دیکھا
اثر انتظار کو دیکھا
اوسنی جب لالہ زار کو دیکھا
باغ مین ہمنے خار کو دیکھا
جسنے اوس شہسوار کو دیکھا

ہو گیا مست جب سے گویا نے
ساقی گلعذار کو دیکھا

جلوہ گر آنکھومین گروہ بی نشان ہوجائگا
چاند قاتل کی سپر کا جب عیان ہوجائگا
جی نکل جائیگا تن سی تو گیا صیاد اگر
حسن روز افزون کہا ئیگا جو وہ یوسف جمال
موت جب نزدیک آئی پھر سے اوس نے کیا
مین ہوگریان ہون کہ بعد از مرگ تربت پرمرے
وصف قاتل کا کرونگا مین دہان زخم سے
ای سعلم مت پڑہا اوس طفل کو زیر و زبر
ہو گئی زلفون سے صفائی روی جانانکی سبب
جلوہ فرما ہی جو آب ہیری لب شیرین ملیں

ہر مکان اپنی نظر مین لا مکان ہوجائگا
جامہ اپنی زندگانی کا کتان ہوئگا
طائر جان دیکھنا بی آشیان ہوجائگا
پھر مانند زلیخا پھر جوان ہوجائگا
فائل گرو ہوا تو یہ زیان ہوئگا
ابر رحمت کا مقرر سائبان ہوئگا
ٹوٹ کر گر رہ گیا خنجر زبان ہوئگا
جنبش لب سی تہ و بالا جہان ہوجائگا
صلح ٹھیرگی جو قرآن درمیان ہوجائگا
سبزہ خط طوطی شیرین زبان ہوجائگا

کھول دینگی شعلہ رو زلفین تو روئیگا جہان
آنکھ سی نکلین گے آنسو جب رواں ہو جائیگا

پست ہوگا آسمان ہوگی زمین سیتی بلند
میری نالون سے تہ و بالا جہان ہو جائیگا

جو ہوا کامل وہ کرتا ہی خموشی اختیار
ماہِ نو جب بدر ہوگا بی زبان ہو جائیگا

آستانِ یار چہوڑیگا نہ بعد از مرگ بہی
سنگِ مدفن مجکو سنگِ آستان ہو جائیگا

دل جلا تو آئیگا لب پر مقرر دود دل
آگ بھڑکی گی وہان اور ریان ہو جائیگا

سرخ موباف اوسکی چوٹی کا نظر آیا اگر
وصل مین یہ مجکو شب جینے کا گمان ہو جائیگا

شور ہوگا چار سوای یار المشتاق کا
ایکدم بہی تو جو نظرون سے نہان ہو جائیگا

ایک دل دیکی ہزار دل اوسکی بوسی لینگی ہم
فائدہ ہوگا بہت تہوڑا زیان ہو جائیگا

برق چمکی گی چمن مین گر تبسم سی ترے
نخلِ ایمن ہر نہالِ بوستان ہو جائیگا

گر رہی عشاق کی جانب یونہین تیوری چڑہی
آپکا یہ تیر ہم شکل کمان ہو جائیگا

خاک مین میری ملانی کی لیی گر دشمن تھا
مر گیا مین اب تو ساکن آسمان ہو جائیگا

جائیگا لیکر وہ ہوش و صبر و آرام و قرار
ساتھ اوس یوسف کے گویا کاروان ہو جائیگا

ہاتھ سی کچھ نہ ترے ای مہ کنعان ہوگا
ہان جو ہوگا تو مری مونہکا سامان ہوگا

ساقیا ہجر مین میخانہ بیابان ہوگا
دور ساغر بہی رم چشم غزلان ہوگا

ہوگی تلوار تری ہاتھ مین پہونچی بہری
خونِ عشاق سی جو ہر گل خندان ہوگا

دیکھ کہدیتی ہین ہو جائیگا کل طعمۂ مور
آج بالفرض جو تو مثل سلیمان ہوگا

شعلۂ رخسار شب عرس دل آئینگے
اسطرحسی مری تربت پہ چراغان ہوگا

می ہوائی خون جگر جلکی راب بیدل اٹہو کیا
کسی غمخوار کا غم سینے مین مہمان ہوگا

جب سے چھوٹا ہون نہین کہتا ہے یہی زندان
یارب آباد یہہ کب خانۂ زندان ہوگا

کوچۂ یار وہ جنت ہی جو ہان روئینگی ہم
طفل اشک آنکہہ سی نکلیگا تو غلمان ہوگا

ای تہو کل تو ہی اللہ کو مونہہ دکہلانا
آج مونہہ ہمکو دکہاؤگی تو احسان ہوگا

لب جان بخش صنم کی جو لکہیگا تعریف
نام گویا ترا اعجاز رقم خان ہوگا

پھر یہہ دل شیفتۂ زلف پریشان ہوگا
پھر مرا جوش جنون سلسلہ جنبان ہوگا

ای جنون پھر بھی خوش آئی لگی عریانی
پھر نہ دامن ہی رہیگا نہ گریبان ہوگا

پھر بہار آئی ہوا جوش جنون پھر مجکو
چاک پھر گل کی روش ہیر گریبان ہوگا

پھر ہوا شوق شہادت مجھے پھر ہونگا شہید
پھر گلا میرا تہ خنجر بران ہوگا

پھر لگی لالہ رخون سی مجھی الفت ہونے
سینہ پھر داغون سی مانند گلستان ہوگا

پھر چلین گے ترا قد دیکہہ کی گلزار و نمین
پھر ہر اک سرو چمن سرو چراغان ہوگا

پھر ترے قد کا خیال آنے لگا گلشن مین
نخل ماتم مجھے پھر سرو گلستان ہوگا

پھر کسی آینہ رخسار سے الفت ہوگی
صورت آینہ پھر دل مرا حیران ہوگا

زعفرانی کسی تلوار کا ہے پھر رومال
پھر ہر اک زخم مری جسم کا خندان ہوگا

چاہ پھر تیرے جنکا یگے کوئین ایوسف
پھر یہہ دل شیفتۂ چاہ زنخدان ہوگا

پھر کسنو نگا تری رفتار کی خط مین تعریف
نامہ بر پھر مرا یہ کبک خرامان ہوگا

گھر مین دل پھر مرا گھبرانی لگا آپسی آپ
ای جنون پھر یہ مکان خانۂ زندان ہوگا

پھر ہوا عشق ترے ناوکِ مژگان سی مجھے
پھر عوض دل کی مری سینے مین پیکان ہوگا

یاد پھر یار کے ترپانگی بجلی کی طرح
ابر پھر ساتھ مری راتونکو گریان ہوگا

پھر مرے نالون سے ہو جائیگا محشر برپا
چاک پھر صبح قیامت کا گریبان ہوگا

پھر خوش آتی ہی مری لکو شب ماہ کی سیر
عشق پھر چاند سی مکھڑیکا دیدۂ خندان ہوگا

پھر ہوا جوش جنون جاؤنگا پھر صحرا کو
پھر ہر اک آبلے مین خار مغیلان ہوگا

مجھ سے پھر مرنے پہ خونفشانیِ چشم کریگی کاش
سبزہ پھر قبر کا پامالِ غزالان ہوگا

پھر طبیعت مری آنے لگی اک کافر پر
پھر نہ دل ہوگا نہ دین ہوگا نہ ایمان ہوگا

پھر مرا عشق کا چمکینگے مرے زخم جگر
ہاتھہ مین پھر مرے قاتل کی نمکدان ہوگا

اندنون پھر تجھے گویا جو ہی چپکی سی لگے
پھر ارادہ طرفِ ملکِ خموشان ہوگا

یہ سر کے عار خلائق مین دردمند ہوا
کہ سگ کو بھی نہ مرا استخوان پسند ہوا

ہلال نعل بنا چرخ نعلبند ہوا
سمند یار کو تسخیر بھی ناپسند ہوا

سپند وار کئی خال لب نے بھی نالے
برنگِ نے مرا نالان یہ بند بند ہوا

نہ آئی آپ مین ہم یار پھر گیا اگر
مزاج اپنا یہ خود رفتگی پسند ہوا

شراب پیکی مین اے محتسب دہا دونگا
جو روز جمعہ درِ میکدہ نہ بند ہوا

وہ ناتوان ہون پہر اسر ہا جو پتہ پہرا
پڑا جو سایہ جدا میرا بند بند ہوا

یہ اندنون مرے یوسف کا گرم ہے بازار
قدم رکہا جو خریدار نی سپند ہوا

جو خال رخ ترا دیکہا تو چشم بد کی لیے
ستارۂ سحری چرخ پر سپند ہوا

بنا ہما یار مری استخوانکا کیا سو فا
تمہاری زاغ کمان کو جو ناپسند ہوا

کمان بہی دیکہہ کے موہنہ پہیر لے تو کیا ہی عجب
مین وہ ہدف ہون کہ ناوک کے ناپسند ہوا

پلادے لب ساقی سی لب بصورت جام
شراب پیکی مین بیہوش ہوشمند ہوا

ہوا اسیر محبت مین دیکہکر ای طفل
ترا یہ طوق جہی حلقۂ کمند ہوا

مدام دزد حنا سر بکف جو ہی قاتل
حنائی ہاتہ سی مرنا مگر پسند ہوا

لہو یہہ خشک ہوا خوف صید افگن سے
نہ میری خون سی ترا وسکا شکار بند ہوا

خیال روس شہ خوبان کا دلمین ہی لگا
مکان فقیر کا اب بادشہ پسند ہوا

اوٹھا جو بزم سی ساقی پکڑ لیا دامن
مین آج دست سبو کا نیازمند ہوا

تمہاری تودی کی تا عمر خاک چہانتی
گرا اپنا تیرون سی غربالی بند بند ہوا

لگائی تونی جو گولی وہ بنگئی گیندی
لگا جو تیر وہ میرے قبا کا بند ہوا

کمان تہا سینہ مرا تیری تیر کی قابل
کرم جو تونی کیا مین نیازمند ہوا

کہا اسیر محبت کلام شیرین سنے
بہہ دو ہی باتون مین گویا تمہارا بند ہوا

نہ اجل آئی نہ وہ یار آیا یہ بہی نہوا وہ بہی نہوا

نہ تو وصل ہوا نہ وصال ہوا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

ہر رگ کو شوق تھا نشتر کا مشتاق گلا تھا خنجر کا

لیکن نہ مٹا یہ مقدر کا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

تاثیر نہو جب ان مین ذرا روئی تو کیا تڑپی تو کیا

بجلی نہ گری طوفان نہ اوٹھا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

نہ تو صدمہ کوہ الم اوٹھا اور زار یہ ہون تنکا نہ ہلا

مجھ سے تو سنا ای کاہ ربا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

تڑپا نہ تہ خنجر مین ذرا سر اپنا دیا شکوہ نہ کیا

تھا پاس ادب جو قاتل کا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

کہتا تھا ہوا اوس سے وصال مرا یا جلد کہین ہو وصال مرا

تھا خواب مگر یہ خیال مرا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

مینہ ہای نہ برسا تیرونکا اور اون ابری شمشیرونکا

کچھ بس نہ چلا تدبیرون کا یہہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

بازار محبت گرم رہا اوس یوسف سی سودا نہ بنا

نہ تو مول لیا نہ تو آپ بکا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

مین نزع مین تھا بلوا نہ سکا کوئی مجھی وان پونہچا نسکا

وہ آنسکا مین جا نسکا یہہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

نالۂ بلبل گلزار نے سونے نہ دیا

تھا جو افتادگی شعار اپنا	نہ زمین سے اوٹھا غبار اپنا
ناز نے دی نہ رخصت آگی کے	دو قدم جب بنا مزار اپنا
آپ مین عمر بھر ہم آ نہ سکے	نکلا ہم کو جسم زار اپنا
نہین معلوم کیا صبا نے کہا	کہ ہوا ہو گیا غبار اپنا
ساقیا یون بنا دی گنبد قبر	بھر دی اک شیشی مین غبار اپنا
ہو گئین آنکھین نہ بند تو یہ کھلا	نہ گیا مر کے انتظار اپنا
خون بہا اس سے مانگیے تو کہے	کوڑی رکھتا نہین کٹار اپنا
جاگ اوٹھی بخت لیسی نالی کیے	دل سا دشمن ہی دوستدار اپنا
بوسی لیتا ہون یار بی گنتے	دیکھنا شوق بیشمار اپنا
بندھ گیا اب خیالِ زلف دراز	طول کھینچیگا انتظار اپنا
نخلِ سبزہ ہین سب بیگانے	گل ہی اپنا ہوا نہ خار اپنا
کھولدی کسنی رخ پہ زلفِ سیہ	ہو گیا تیرہ روزگار اپنا
تب فرقت نصیبِ غیر ہوئے	آج نکلا دلا بخار اپنا

اوس کے سر پہ ہوا ہون ای گویا
بی نشان چاہیے مزار اپنا

تیر کہا کہ تری قربان جو قربان ہوا	منتظر تھا تری قربان کا سو قربان ہوا

کر گئی ہمنفسان قطع منازل تا عرش
لخت دل کہاں سے اخون جگر بیتیا
تیری کوچیکی فضا جسکی نظر مین آئے
ہاتہ مین سبحہ تو زنار رہا گردن مین
تشنگی کی لب دریا سے نہ لگا کہ گلی
کون ہین وہ جو کیا کرتی ہین انسانکو قتل
زہر سے زیر کیا چاہیے نفس بد کو
سخن بد نہ کبھی فائدہ بخشی ہرگز
آسیا آرد سی خالی ہے فلک کے یارو
عشق کا بار اوٹھا سب سے گردن نے رکھا
برق وش جب مجھے وحشت نے اوٹھایا ہے
سینۂ گرم مرا خود ہی تنور روشن
عیب عالم کا نہ دیکھا مری آنکھون نے کبھی
اک غزل اور سناؤ کوئی گویا ہو
دیکھہ کر کون تری چہرے کو حیران نہوا
بیکسانہ مین ہوا خنجر قاتل ہی شہید
جب مین سمجھا کہ یہ ہی سایۂ گیسو دراز

ہمسے خواہش کا کبھی قطع بیابان نہوا
بہر یک نان کبھی منت کش دو نان نہوا
کبھی مائل وہ سوے روضۂ رضوان نہوا
ہمسے آزردہ دل گبر و مسلمان نہوا
اگر اک روز وہان جا کے مین گریان نہوا
ہمسے سیماب سے کشتہ کسی عنوان نہوا
آپ سے خر تو کبھی مائل پالان نہوا
خس و خاشاک کبھی سنبل و ریحان نہوا
اس سے کوئی کبھی منت کش دو نان نہوا
حامل اس نوع جمہ کا جب گنبد گردان نہوا
اک قدم ملک و عالم مرا جولان نہوا
مین کسی سی کبھی منتکش اک نان نہوا
کبھی آلودہ غش دامن پاکان نہوا
اس سے آسودہ ہمارا دل نالان نہوا
کسی دیکھین تری زلفین جو پریشان نہوا
کوئی جز زخم مری لاش پہ گریان نہوا
پھر مجھی کچہ غم طول شب ہجران نہوا

زاہد نی طوف حرم کیا ہندو نی بت کو کیا سجدہ

ناکام وہ ہون مجھ سے گویا یہہ بہی نہوا وہ بہی نہوا — ی

چشم جانان کو دل زار نے سونی ندیا
رات بیمار کو بیمار نی سونی ندیا

آنکھین دکھلا کی مجھی یار نے سونی ندیا
رات اوس فتنہ بیدار نی سونی ندیا

درد کی رنج و الم کی غم تنہائی کی
قبر مین بہی انہین دم چار نی سونی ندیا

اپنی آنکھون مین کھٹکتا رہا تنکی کیطرح
مجکو اس میرے تن زار نی سونی ندیا

طور پر برق کی مانند مین تڑپا شب ہجر
ایکدم حسرت دیدار نی سونی ندیا

یاد دلوا کی مجھی یار تری آنکھونکی
باغ مین نرگس بیمار نے سونی ندیا

یاد مژگان سی نہ آنکھون مین مرے نیند آئی
آہوونکو خلش خار نے سونی ندیا

نگہ و ابرو و مژگان نے تری کاوش کے
تیر نی برچھی نی تلوار نی سونی ندیا

پانون سو جائے تو گردش سی تھکن ہیچ کوئی
انکو زنجیر کی جھنکار نی سونی ندیا

خواب مین بہی نہوا اوس ماہ کا تا وصل نصیب
اس لیے چرخ ستمگار نی سونی ندیا

روز کرتی ہین گلہ میرا اسیران کہن
نالہ تازہ گرفتار نی سونی ندیا

رہیو شاہد مری ای شمع شب فرقت تو
صبح تک آہ شرربار نی سونی ندیا

وہن گور سی نالان مین ہا حشر تلک
مر کی بہی حسرت دیدار نی سونی ندیا

موت بہی ہجر کی شب سوتی رہی عیسی بہی
ایک مجکو دل بیمار نی سونی ندیا

اس سی طوفان وہ اٹھا او گرا نی بجلی
چشم کی آہ شرربار نے سونی ندیا

یہی دھڑکا رہا پہر کاٹینگی مر مر کر رات
دل کو بھی خوفِ شبِ تار نی سونی نہ دیا

برق کیطرح سی بی یار مجھی تڑپایا
بارشِ ابرِ شبِ تار نی سونی نہ دیا

نغمہ سازنی وان شب تمہین بیٹھ کر سلا دیا
یان ہمین آنسوؤنکی تار نی سونی نہ دیا

سو گیا شب کو جو مین اوسنی جبین جھنکر آئے
کبھی طالع کو مری یار نی سونی نہ دیا

جیتی جی سمجھی تھی آئی گی عدم مین ہمین نیند
سو خیالِ ہمہ تن یار نی سونی نہ دیا

تیغ نی اوسکی گلی لگ کی سلا دیا مجھکو
کیا ہوا ساتھ اگر یار نی سونی نہ دیا

خار کو بی کفِ پا میری تہ آرام آیا
پاؤنکو آرزوِ خار نے سونی نہ دیا

یار نی وصل مین جاگا کہ مجھی نیند آئے
پہر مری طالعِ بیدار نے سونی نہ دیا

اوسکی آنکھونکی تصور نے اوڑا دی میری نیند
اپنی بیمار کو بیمار نے سونی نہ دیا

وصل مین آنکھ لگی تھی کوئی دم اوسکی عوض
عمر بھر چرخِ جفاکار نی سونی نہ دیا

تمہین نیند آئی نہ وان فکر خیانت مین
یان ہمین دیدۂ خونبار نی سونی نہ دیا

ہی یہ مشہور غلط سولی پہ بھی آتی ہی نیند
ہمکو یادِ قدِ دلدار نے سونے نہ دیا

بال سا آنکھونمین کھٹکا کیا میری شب ہجر
یادِ موی کمرِ یار نے سونی نہ دیا

جلد تلوار اوٹھالی مری پیتر کہکر
سایۂ تیغ مین بھی یار نے سونے نہ دیا

ہجر مین سبع آتی تو کیا وصل مین منہ دکہلاتی
خیر گذرے جو غمِ یار نی سونی نہ دیا

قبر مین جنکو نہ سونا تہا سلایا اوسکو
پہر مجھی چرخِ ستمگار نی سونی نہ دیا

چونک اوٹھا سبزۂ خوابیدہ چمن مین گویا

ہم وہ بلبل ہین قفس مین رہے ساری عمر
گذر اپنا تو کبھی سوی گلستان نہوا

اس تمنا مین ہم افسوس ہے سودائے ہوئے
ترسی ہاتھون سی اگر چاک گریبان نہوا

جبتلک باندہی نہ خورشید رخون کی مضمون
مطلع صبح مرا مطلع دیوان نہوا

ابر مین کب نہ چھپا شرم سی تیرے آگی
ماہ کس رات چراغ تہ دامان نہوا

تو نہ رسوا ہو یہی پاس مرے دم ذبح رہا
خون سی آلودہ ہمارے ترا دامان نہوا

رشتہ برسات کے تو بجلی بہی چمکتی ہی ضرور
تو تو اک روز مری رونی پہ خندان نہوا

نہوا وصل میسر کبھی اوس مہروش سے
ای فلک کوئی بہی ہم پر ترا احسان نہوا

نظر آیا نہ کبھی یار کی تلوار کا گھاٹ
غسل میت کا ہماری کبھی سامان نہوا

کوئی بت تیری سوا ای بت کافر بخدا
قبلہ دین نہوا کعبہ ایمان نہوا

مین تو مجنون تری صحرا کو سمجھا ہر شفا
یان بہی آیا تو مری درد کا درمان نہوا

بی چہری نہ پنجہ خورشید ابہی کٹ جاتا
خیر گذری کہ مرا ماہ نہ کنعان نہوا

مرض عشق مرا دیکھ کے عیسی نے کہا
ہی یہہ وہ درد کہ جسکا کبھی درمان نہوا

کبھی گردش مین نہ گردون مرے پونچا ہمراہ
کبھی مجنون مرا ہمراہ بیابان نہوا

میری آنکھون مین شب و روز پہرا کرتا ہے
چشم بد دور کوئی یون تو خرامان نہوا

نہ بچتا ایک گریبان سحر ہجر کی شب
چاک یون غم مین ہے کسکا گریبان نہوا

ہجر مین کون سی عاشق کے نہ تو کام آئے
ای اجل ایک ہمین پر ترا احسان نہوا

سر مرا تا خم شمشیر نہ پہونچا ہیہات
یہہ وہ گو ہی جو کبھی قابل چوگان نہوا

میری اشکو نمین مجهی تهی مگر و تیغ سی تلوار
یهه جنون جمار گی پنچے مجهی چهٹا ہی مسر

جو لگا زخم مری جسم په خندان نهوا
کبهی دامن جو چهوڑا یا تو گریبان نهوا

قتل ہونیکا مزا کچهه بهی نه اوٹها گویا
میری زخمون پی جو قاتل نمکافشان نهوا

وصف دندان مین کیا ہی جو اوس رخسار کا
دیکهکر ہاتهه آگیا مضمون لف یار کا

ہی گریبان ہجر مین گردن جهای تیغ
سمجهو مت کنگهی کی دندانی کهه ہین دندان

اس ادب سی رهگئی دلدین ٹپکی ہوس
صبح محشر ہی بیاض صفحه خامه صور سی

آسمان اک آبله ہی پاؤنکا اپنی جنون
دیکهکر چہری په تیری زلف مشکین کی بہا

ہاتهه پر روشن صبحکو تها پنجه خورشید سان
ایک کافر کی غم فرقت نی زار ایسا کیا

سر جهکاتا ہی تیغ شمشیر ہراک آن کر
ہر گل ہر ایک تجهه بن تیغ خون آلود ہی

رونیسی حالی کی صد پاره جگر ہو گیا

چشم آئینه بنا روزن لہر کی دیوار کا
ہو گیا نظاره سنبل بهی گیسوی یار کا

سر په کیون احسان لون قاتل کی تلوار کا
حلقه گیسو مین عالم ہی دہان یار کا

پاس تها خون بهی نه آلوده ہو دامن یار کا
وصف لکهتا ہی جو ہمنی پای کی رفتار کا

ایک کانٹا ہی ہلال اپنی کف پرخار کا
ہو قلق پهر باغ جنت کو فراق یار کا

ہاتهه مین جو ہاتهه دیکها خواب مین شب یار کا
میری ہر رگ پر گمان ہی رشته زنار کا

ہی خم محراب شاید خم تری تلوار کا
بن تری ہر سرو پر مجکو گمان ہی دار کا

اشک خون ہر تهه ہوا گلزار کی دیوار کا

شام کو پڑھنی نماز صبح اجب ہو گئی
روی عالمتاب سے سحر کا جو گیسوی یار کا

چشم جانانکا بیماریسہ وصف جو لکھتا نہین
ہو گیا ہی اب قلم میر اعصا بیمار کا

گلشن دنیا کا پہل ہر ایک ہے جیسکا پہل
چوب بان ہی نہال خشک اس گلزار کا

مرے جی دیکھتے ہین نالی سنکی ہی گویا مری
بندہ گیا ہی یہ تصور یار کی گفتار کا

جو داغ سینہ ہے چشم ہی خورشید تابانکا
شعاع مہر ہے جو تار ہی میرے گریبان کا

ہما کی سایہ سے سمجھی مرغ خالف سان گریزان ہون
اندھیر اپنی دیکھا ہی جو اکثر شام ہجرانکا

خیال یار زمین نی کر دیا ایسا اسی نازک
اوٹھا سکتی نہین ہے آنکھ اپنی بوجھہ مژگانکا

دہان شکوہ وا رہتا ہی در ہجر جانان سے
کوئی مرہم نہین جز وصل اس زخم نمایانکا

تصور یار کا بندھتی ہی خشک آنسو ہو گئی میرے
اوڑی ہی نرگس سے شبنم دیکھہ جلوہ مہر تابانکا

دہن مین دیکھکر دانت اوس منہ کی خضر کہتا ہے
خدایا کیا عدم مین بھی ہی چشمہ آب حیوانکا

کیا کرتا ہون شانہ یا غمین گیسوی سنبل کو
پی تسکین تصور باندہ کر زلف جانانکا

شعاع مہر سی ثابت ہوا ہے کو ای گردون
کہ خورشید درخشان ہے نشانہ تیر مژگانکا

سیہ کارون ہی کی خاطر ہی رحمت خاص ازل سے
بھرے ہے ظلمات کے قسمت مین چشمہ آب حیوانکا

زبان سے میرے ہوئی ہے صاف مچھلی آب گوہر کی
کیا ہی وصف از بس ہینی اوسکی سلک دندانکا

تعجب کچھ نہین ہی طوطی خط ہو اگر گویا
کہ عارض رشک آئینہ ہی اوس مسیح دورانکا

دُرِ دندان کو دکھلایا تو ہوتا
حنائی ہاتھ دکھلایا تو ہوتا
کبھی دیدار دکھلایا تو ہوتا
تبسم منہ مین فرمایا تو ہوتا
نہ آنیکا ترا شکوہ عبث ہے
کہین سے گے کیا یہہ دعوای خدائی
قیامت کے جو منکر ہین ستمگر
نپوچھو سیر کیون ہو زندگی سی
نہ حیلہ دن کا گر ہوتی ابھی رات
و رہتا یا نہ رہتا لیکن ای چرخ
اگر آتا نہین ہی وان سی قاصد
سخن گو چشم ہی گر بیدہن ہو
کبھی کب سرو کو آزاد بندہ
سمجھتے ہم ہین مصحف تیرے جنکو
چراغ زیر داہن کیون نہ ہو
بس اے مردان اوسی ای جذبۂ دل
نجاتی یار یون جلد اوس گلی سی

ذرا دریا کو لہرایا تو ہوتا
کبھی منہہ خون کا برسایا تو ہوتا
خدا رابت کو شرمایا تو ہوتا
ذرا بجلی کو تڑپایا تو ہوتا
کبھی مین آپ مین آیا تو ہوتا
بتون سے منہ کو پھرایا تو ہوتا
او نہین قد اپنا دکھلایا تو ہوتا
ہماری طرح غم کہایا تو ہوتا
تو زلفین کھول کر آیا تو ہوتا
بھلا مینہہ تونے برسایا تو ہوتا
پیام موت کا سن آیا تو ہوتا
کچھہ آنکھون ہی سی فرمایا تو ہوتا
خط آزادی کا لکھوایا تو ہوتا
ہمارا ہاتھہ کھوایا تو ہوتا
دوپٹہ منہ سے سرکایا تو ہوتا
لحد تک کھینچکر لایا تو ہوتا
جنازہ میرا ٹھیرایا تو ہوتا

اگر آنکھین ہمین دی ہین خدا نے
دکھا کر رہ گئی کیا تیغ کا گھاٹ
جو کاہیدہ تھا مین تو کہا سے
بنایا ای خدا گر اوسکو یوسف

کبھی اوس بت کو دکھلایا تو ہوتا
لہو مین ہمکو نہلایا تو ہوتا
مری لاشے کو اوٹھوایا تو ہوتا
ہماری ہاتھہ بکوایا تو ہوتا

اگر کہتے ہو تم آئینہ رخ کو
کبھی گویا کو دکھلایا تو ہوتا

غم نہین اسکا ب مجھے مین مر گیا
اولٹی دکھلائی مسیحائی نے مجھے
ضعف سے جب پانون اپنی رہ گئے
مرنے پر بھولا نہ مجھہ وحشی کو وہ
میرے ہوتے غیر پر کرتا ہی ظلم
تھم گئے آنسو تو دل کہنے لگا
تب کسی راہِ عشق مین گمراہ ہون

غم یہ ہے قاتل کا خنجر بھر گیا
یعنے مین ہر بات پر مر مر گیا
راہ مین تیری ہمارا سر گیا
آگی اک چھاتی پہ پتھر دھر گیا
اوستم ایجاد کیا مین مر گیا
ہاتھہ سے کیا کیسہ گوہر گیا
صبر سا جب سے مرا رہبر گیا

طوق منت کا دکھا کر دوستو
آج گویا کو وہ مجنون کر گیا

کس ناز سے واہ ہمکو مارا
سو پیچ مین لا کی آخر کار

کی ترچھے نگاہ ہمکو مارا
ای زلف سیاہ ہمکو مارا

اوس مہ نی دکھائی کاکل و رخ
ہر شام و بگاہ ہمکو مارا

خواہندہ تری تھی ای پری ہم
کیون خواہ نخواہ ہمکو مارا

اعجاز ہے یا ہی سحر اوسمین
زندہ کیا گاہ ہمکو مارا

ای دل پہلو مین بیٹھہ کر آہ
تونے واللہ ہمکو مارا

کعبے کو جو ہم چلے بتون سے نے
کہکر گمراہ ہمکو مارا

شکوہ ہمین کچھہ نہین فلک سے
تونے اے ماہ ہمکو مارا

کہتا ہی مسیح جنکو جان بخش
اون ہونٹھون نے آہ ہمکو مارا

چاہِ ذقن صنم دکھا کر
تونے ای چاہ ہمکو مارا

ایسے ہین ضعیف مرگئے ہم
جسنے پر کاہ ہمکو مارا

اوسکے زلفِ دراز نے شب
قصّہ کوتاہ ہمکو مارا

شمشیر نگہہ سے اوسنی ہیہوت
خالق ہی گواہ ہمکو مارا

بوسے کی طلب مین اوسنے گویا
ناکردہ گناہ ہمکو مارا

زلف کو دیکھہ کے سنبل ہی پریشان کیسا
اوسکا منہ دیکھکے ہے آینہ حیران کیسا

تمکو ای قافلہ والو مہ کنعان کی قسم
سیر یوسفکا بھمیہ ہے چاہ زنخدان کیسا

ہینے آنکھونسی نہ دیکھا کچھو اہو تمنو سے
کیا بتاؤن کہ ہی وہ سیب زنخدان کیسا

قامت [illegible] ہے ای بتجہاں قمری [illegible]
دیکھ [illegible] تھی [illegible] و خرامان کیسا

سرو یا دست و بغل کا لگی رکھدین تو سہی
تجکو دکھلاتی ہین ہم گنج شہیدان کیسا

بلبل زار ہون صیاد نہ کہہ قید ہے مجھے
اندنون دیکھہ تو ہی رنگ گلستان کیسا

اوسکی جاتی ہی ہوا صورت بسمل ہر گل
ہو گیا صحن چمن گنج شہیدان کیسا

تحت دل دیکھہ کے مژگان ہی مری کہتا ہے
آج دریا کی کناری ہی چراغان کیسا

توڑ سکتی نہین اک تار بہی اب ضعف سی ہم
چاک کرتی تہی کبہی اپنا گریبان کیسا

ابر ہی تجکو قسم نوح کی آنکہ بہی دیکھہ
آج ہم کرتے ہین ان اشکون سی طوفان کیسا

کون سی فصل کو برسات ہین کہتے گویا
اشک بن ہم نی مدیکھا کہ ہی باران کیسا

گہر مین اک ماہ لقا کی ہی گذارا اپنا
اندنون برج قمر مین ہی ستارا اپنا

آتی ہی بحر محبت سی یہہ ہر آن صدا
گور کہتی ہین جسی ہی وہ کنارا اپنا

نقد دل دیجیے اور زلف کا بوسہ لیجے
ای جنون خوب ہے اس سودے مین وارا اپنا

منہ سی اوس بت کی نکلتا ہی کہ سبحان اللہ
جب وہ آئینے مین کرتا ہی نظارا اپنا

گذری جب آپ سی جا پونہچی در جانان تک
ایتو بی منتِ پا وان ہے گذارا اپنا

قبر کو دیکھکے اوس ماہ نی منہ پہیر لیا
کیون فلک اب بہی ہی گردش مین ستارا اپنا

ہم وہ بیتاب ہین بن دیکھین کبہی پاکی طرف
سوے آپ بر دم خنجر ہے اشارا اپنا

منع کرتی ہو مجھے دیکھنے سے تم اپنے
شاید ابتک نہ کیا ہوگا نظارا اپنا

دیکھو آئینہ مین اکبار ذرا شکل اپنے
تب مین جانون کہ نہ منہ دیکھو دوبارا اپنا

ہم سا ہوگا نہ کبھی بلبیسر سامانِ جنون
آج گل سی تو نہین ملک سخن نرگین
دیکھکر تشنۂ دیدار مجھے کہتے ہین وہ
وہ مسیحا مرا غیرون ہی کا دم بھرتا ہے

کبھی عریان تو گریبان ہی پارا اپنا
اس قلمرو مین ہے مدت سے اجارا اپنا
مانگتا ہی نہین پانی کبھی مارا اپنا
ای اجل اب ہمین مرنا ہی گوارا اپنا

اوٹھہ گیا آنکھون سے جسوقت دوئی کا پردہ
غیر کی دید بھی گویا ہی نظارا اپنا

چشم بیمار نے ہمین مارا
تیر سے لگ گئے ہنسی لیبہ
اپنا لاشہ بھلا ملے کیونکر
دیکھنا دونون مصرع ابرو
دامنِ گل سے ہو کفن اپنا
مر گئے اوس قبا کے زرد پہ ہم
چرخ کجرو ہو گنبد مدفن
کج ہے مژگان یار بھی ہمسے
لاکھہ وعدے کیے نہ آیا یار
بلبلو ہم سے خوشی پھول گئے
بی نشان چاہیے نشان مزار

مردم ازار نے ہمین مارا
لب سوفار نے ہمین مارا
کمر یار نے ہمین مارا
حسن نکرار نے ہمین مارا
پھول سے یار نے ہمین مارا
زعفران زار نے ہمین مارا
ترچھے رفتار نے ہمین مارا
بس ہاسی خار نے ہمین مارا
اوسکے اقرار نے ہمین مارا
پھول جب یار نے ہمین مارا
دین یار نے ہمین مارا

ناز و غمزے نے چشم و ابرو نے — انہین دو چار نے ہمین مارا

سنگ اغیار سے گران گذرا — پھول جو یار نے ہمین مارا

دعوی خون بہا کرین کس سے — چشم میخوار نے ہمین مارا

شب فرقت کی رنج دکھلا کر — چشم بیدار نے ہمین مارا

ہو سیہ پوش کیون نہ مردم چشم — نگہ یار نے ہمین مارا

طور پر جا کے لاشہ رکھدینا — شوق دیدار نے ہمین مارا

مرگئی بس اسی تمنا مین — نہ کبھی یار نے ہمین مارا

بند جسنے کیا ہی گویا کو
اوسکی گفتار نے ہمین مارا

ہمسے برگشتہ ہوئی ابروِ خمدار جدا — پھر گئی بخت کیصورت مژہ یار جدا

ہم بغل تجھسی جو ہوین ہو نہ تنِ زار جدا — جس روش گل سی ہی رگ گل نہو زنہار جدا

عشق اسی کہتی ہین لب پر یہ دعا ہے تیغ — سر جدا ہو پہ نہو قاتل خونخوار جدا

شمع کیطرح کہڑی ہین یہ جلی جاتی مین — تیری دلسوختون کی سب سے ہی رفتار جدا

دیکھکر دلکو مری پھیری یون آنکھہ اوسنے — جسطرح ہو کوئی بیمار سی بیمار جدا

ہی مرادہ مہ کنعان کہ جسنے یکہ کی ہون — اونگلیان پنجہ خورشید کی دو چار جدا

دل سی جاتی نہین اوس نرگس مخمور کی یاد — میری کبھی سے نہین خانہ خمار جدا

رات دن بس مین اسی سوچ مین رہتا ہون دلا — شہسوار ایسا ہوا کونسا غمخوار جدا

ابلق چشم ہی گردش مین اور آنسوون سی عنان
جا کر آوارہ جدا پھرتی ہین ہر سو جدا

پیچ مین لائین گے وہ دیکھیے اب کس کس کو
ایک دم سر سی نہین ہوتی ہی دستار جدا

تیرہ بختی مری اتنی تو بھلا کام آوے
ہو نہ سر سے مرے گر کبھی سایۂ دیوار جدا

فکر وصف در دندان مین جمع ہون اہی گویا
ہاتھ سے ہوتی نہین کلک گہربار جدا

درد سر مین سر پٹکتا ہی دو دے عندلیب
شاخ گلبن چوب صندل ہی برای عندلیب

سارے عالم کی ہی لب پر ماجرای عندلیب
ہی صدای گلفروشان نالہای عندلیب

کہہ رہا ہی وہ گل تر ماجرای عندلیب
یاد دامان گل سے آتی ہی صدای عندلیب

اوس بھبھوکی کی رخ گلرنگ کو گر دیکھ لے
آشیانہ آتش گل سے جلائی عندلیب

یہہ سمجھ مین نقد جان اپنی یوسف کے لیے
کوڑی کوڑی گل کے بین لینی نہ آئی عندلیب

نالۂ دل کوچہ دلدار تک جانی لگے
گلشن فردوس تک پہنچی صدای عندلیب

ہر قدم پر کھلتی ہین گل نقش پای یار سے
کفش پا سے ہی لگی آئی صدای عندلیب

زخم ہنستی ہین جدا گریا ہی جدائی جدا
خندۂ گل سنون پایا ہی عندلیب

یہہ بھی قسمت سے کوئی عاشق کوئی معشوق ہے
ورنہ اک ہی ہی خدای گل خدای عندلیب

یار نے گل کر دیا ہی منہ سے اپنی شمع کو
جا ہی پروانہ کہو محفل مین آئے عندلیب

تو ہی گل تیر اگر ہو دے کبوتر نامہ بر
ہم ہین عاشق خط ہمارا لیکے جائے عندلیب

کفش پا مین گل لگائی ہین مر صیاد نے
جا ہی پر ہر قدم آنکھین بچھائے عندلیب

اب گلابی کپڑی پہنی ہین مرے صیاد نی ‏— چاہیے گہر بیٹھے اوسکے ہاتھ آئی عندلیب

مثل شبنم ہر گل تر سی ٹپکتا ہی گلاب ‏— گرم ہی از بسکہ آہ شعلہ زای عندلیب

باندہی ہی وہ رشک گل پٹکا جو بلبل چشم کا ‏— چومتی ہین آج یہ غنچی چشمہای عندلیب

چشم جاناں سے کہا احوال نالہ و غم مین ‏— نرگس بیمار سے پوچھی دوای عندلیب

تو اگر جاوے چمنکو برگ گل کا فرش ہو ‏— ہم بہی جا نکلین تو پہر آنکہین بچہای عندلیب

تو وہ گل ہی ہاتھ مین ہے اگر تلوار لے ‏— آہ جو ہارے چمن سے بہی جدا عندلیب

شاخ گل ناوک فگن ہی برگ گل شمشیر زن ‏— مژدہ اے صیاد آ پہونچی قضای عندلیب

بلبلونکو دیکھہ کر دریا کا جانا چہوڑ دے ‏— کب وہ گل جاوے گلستان مین برای عندلیب

کوئی بلبل مر گئے تو دیکھہ لینا باغبان ‏— بیچکر پہولونکو لوگا خونبہای عندلیب

یاد گل ویان مین کیا گویائی کہینچی آدبس
ہو گئے ہین گل چراغ داغہای عندلیب

کیا ہین سب سبزہ قد یار درخت ‏— ہین جو شبنم سی اشکبار درخت

دیکھین گر سرو قد یار درخت ‏— خاک پر لوٹین سایہ وار درخت

اشکبار اونہ ہین جو مرغ چمن ‏— پہنے ہین موتیون کا ہار درخت

سرکشی کی ہی کیا تری قد سے ‏— کاٹے جاتے ہین بیشمار درخت

کیا ترے قد سے دون مثال او سے ‏— کہ ہی انگشت زینہار درخت

تری جلوے سے نخل طور بنے ‏— ہین جو بالای کوہسار درخت

ابلق چشم ہی گردش مین اور آنسو مین سوار ان
جا کر آوارہ جدا پھرتی ہین ہر سو جدا

پیچ مین لائین گے وہ دیکھیے اب کس کس کو
ایک دم سر سی نہین ہوتی ہی دستار جدا

تیرہ بختی مری اتنی تو بھلا کام آوی
ہو نہ سر سے وہ کبھی سایۂ دیوار جدا

فکرِ وصفِ دُرِ دندان مین جو ہون اہی گویا
ہاتھ سے ہوتی نہین کلکِ گہُربار جدا

درد سر مین یہ ٹپکتا ہی وہ اے عندلیب
شاخِ گلبن چوبِ صندل ہی برای عندلیب

سارے عالم کی ہی لب پر ماجرای عندلیب
ہی صدای گلفروشان نالہ ہای عندلیب

کہہ رہا ہی وہ گلِ تر ماجرای عندلیب
یاد ہانِ گل سی آتی ہی صدای عندلیب

اوس بھبھوکی کی رخ گلرنگ کو گر دیکھ لے
آشیانہ آتشِ گل سی جلا ہی عندلیب

یہہ ہمین مین نقدِ جان اپنے یوسف کے لیے
کوڑی کوڑی گل کین لینی نہ آئی عندلیب

نالۂ دل کوچۂ دلدار تک جانی لگے
گلشنِ فردوس تک پونہچی صدای عندلیب

ہر قدم پر کھلتی ہین گل نقشِ پا ہی یار سے
کفشِ پا سی بھی لگی آتی صدای عندلیب

زخم ہنستی ہین جدا کرتا ہی دل نالی جدا
خندہ ہای گل سنون یا ماتا ہی عندلیب

یہہ بھی قسمت سے کوئی عاشق کوئی معشوق ہے
ونیرا اک ہی ہی خدا کی گل خدای عندلیب

یار لی گل کر دیا ہی منہ سی اپنی شمع کو
جا ہی پروانہ کہو محفل مین آئے عندلیب

تو ہی گل تیر اگی ہو دی کبوتر نامہ
ہم ہین عاشق خط ہمارا لیکے جای عندلیب

کفشِ پا مین گل لگائی ہین مرے صیاد نے
جا ہی سر ہر قدم آنکھین بچھا ای عندلیب

اب گلابی کپڑی پہنی ہین اگر صیاد نے / چاہیے گہر بیٹھے ادسکے ہاتھہ آئی عندلیب

مثل شبنم ہر گل تر سی ٹپکتا ہی گلاب / گرم ہی از بسکہ آہ شعلہ زای عندلیب

باندہی ہی وہ رشک گل چٹکا جو بلبل چشم کا / چوہتی ہین آج یہ غنچی چشمہای عندلیب

چشم جانان سے کہا احوال نالہ سے دم نہین / نرگس بیمار سے پوچھی دوای عندلیب

تو اگر جاوے چمنکو برگ گل کا فرش ہو / رہم بھی جانکلین تو پھر آنکھین بچھای عندلیب

تو وہ گل ہی ہاتھہ مین نے اگر تلوار لے / آی جو ہر کے چمن سے بھی صدای عندلیب

شاخ گل ناوک فگن ہی برگ گل شمشیر زن / مژدہ اے صیاد آ پہنچی قضای عندلیب

بلبلونکو دیکھہ کر دریا کا جانا چہوڑ دے / کب وہ گل جاوے گلستان مین برای عندلیب

کوئی بلبل مر گئے تو دیکھہ لینا باغبان / ہیچکر بہہ لونکو لوٹیگا خونبہای عندلیب

یاد گلرویان مین کیا گویا کہینچی آہ سرد / ہو گئے ہین گل چراغ داغہای عندلیب

کیا ہین سبز ئے قد یار درخت / ہین جو شبنم سی اشکبار درخت

دیکھین گر سرو قد یار درخت / خاک پر لوٹین سایہ وار درخت

اشکبار اونپہ ہین جو سرو چمن / پہنے ہین موتیون کا ہار درخت

سرکشی کی ہی کیا تری قد سے / کاٹے جاتے ہین بیشمار درخت

کیا تری قد سے دون مثال او سے / کہ ہی انگشت زینہار درخت

تری جلوے سے نخل طور سنے / ہین جو بالای کوہسار درخت

بید مجنون کو دیکھہ او سے لیلے — ہی یہ مجنون کا یادگار درخت

دیکھکر تجھکو بھول جائین گے — گل کھلائین سے گے بی بہار درخت

زندگی مین نہ مینی بہس بایا — ہو نہ میرے سر مزار درخت

فائدہ بھی یہان تو نقصان ہے — سنگ کھاتی ہین باردار درخت

داغ تن کہل رہے ہین صورت گل — ہم ہین گویا شگوفہ دار درخت

او ٹہہ گیا یار خفا کیا باعث — ہای مین مر نہ گیا کیا باعث

کیون لیا منہ کو چھپا کیا باعث — ہمسے اور ایسے حیا کیا باعث

کچھہ تو فرماؤ تکدر کیون ہو — کیا گنہ کیا ہے خطا کیا باعث

لگ چلا ایک سہی قد سے دل — آپ نے بولی یہ چڑہا کیا باعث

جو گیا کوچے مین تیری قاتل — جیتے جی پھر نہ پھرا کیا باعث

ای صبا تو ہی خبر لادے بھلا — قاصد ابتک نہ پھرا کیا باعث

کاش سر تن سی جدا کرتا وہ — کیون ہوا مجھسے جدا کیا باعث

دل تو تھا چاہ ذقن پر شیدا — کنوئین مین گر نہ پڑا کیا باعث

مرتے ہین حضرت عیسی تجھہ پر — چشم بیمار بتا کیا باعث

مر گیا گیا تری کوچے مین کوئی — خاک اوڑاتی ہی صبا کیا باعث

کھربا گر ترا دیوانہ نہین — سنگ سے چپے جو لگا کیا باعث

وہ تو ہر بات مین روٹھا گویا
ہای بتلاؤ تو ان مین کیا گیا باعث

کب بھلا وہ غنچہ جوان آ بیٹھی ہم پیروں نگے ہیچ
تیر جو میرے لگا ہی سو لب معشوق ہے
ای جنون کچھ اوس کی سی سلسلہ کھنتا ہی نہین
آئینہ خانی مین عکس اپنا جو دیکھا ہر طرف
گرچہ دیوانہ ہون پر ملحوظ ہی اخفای راز
تشنہ کام ایسا ہون او قاتل کہ سیری واسطے
کیا چمن کو جاؤن مین دیوانہ نازک مزاج
جب صنم خانی مین جاتا وہ بت نام خدا
باندھی شب فتراک سی صیاد چھوٹا مجھے
رنگ اوڑ جاتے سبھی کا تیری رعب حسن سے
تشنگی جب سے شہید کربلا کی ہی سُنی
مرضی حق مین کبھی رکھا نہ ثابت قدم

جو کمان کو بھی نہین رکھتا کبھی تیرون کے ہیچ
اس لیے ہی ناز تجکو ساری نخچیرونکی ہیچ
طوق مین گردن ہی وان پاؤن زنجیرونکی ہیچ
بنگیا تصویر حیرت آپ تصویرونکی ہیچ
قید سے چھوٹے مین تو نالی بھی زنجیرونکی ہیچ
جوہر تیغ ہیچ موج نہر آب شمشیرونکی ہیچ
موج بوی گل سی ہو جاتا ہون زنجیرونکی ہیچ
جان پڑ جاتی ہی سب تیری کی تصویرونکی ہیچ
مین ہیچ کیا جیبہ پر یون تھا سارے نخچیرونکی
گر تری تصویر رکھدین لکھ تصویرونکی ہیچ
آبدارہ کا نہین ہی نام شمشیرونکی ہیچ
عمر ساری کٹ گئے اپنی تو تقصیرونکی ہیچ

واہ کیا کہنا ہی اوسکا سحر ہی باتین نہین
بند کر دیتا ہی جو گویا کو تقریرن کی ہیچ

اوس کی شکل آفتاب گر دیکھ پای صبح
خجلت سی تابہ شیر نہ پھر منہ دکھائی ہیچ

چوٹی کی بال پیٹھ پر اپنی وہ کھول کر
آجاتی ہی ہنسی مجھی یاد ایک صبح کی
بند قبا جو کھولی تو اے رشک آفتاب
تیرا رخ صبیح اگر دیکھ لے کبھی
کس نازنین سے سیکھی ہی اس نے سبکروی
چپکن کی تیری بند جو دیکھی تو یہ کہی
جائیگا یار ادھر تو مین مرجاؤنگا ادھر
کپڑی سفید پہنی ہے وہ رشک ماہتاب
پھیری ہین آہ سرد نہ پھرو تمین تعجب ہی بجا
زلف دراز چلنے مین لپٹی ہی پانو سی
کیونکر نہ آفتاب سے تجکو مثال دون
ہمکو شب وصال مین بھی غم ہوا نصیب
آئی وہ رشک ماہ کسی شب نظر نہین
آیا نظر جو یار مرا منہ ہوا سفید
گویا یہ رات مصرع صنا پڑھا گیا
نظر آیا نہ کسیکو کبھی عنقا ہی وہ رخ
مہر و مہ تھے ہین ابتک نہین دیکھا ہی وہ رخ

کہتا ہی ہنسکے شام ہی دیکھو قفای صبح
روتا ہون دیکھ دیکھ کی مین خندہ ہای صبح
کیونکر نہ اپنی جیب کو ٹکڑی اڑای صبح
خورشید کی نظر مین نہ ہرگز سمای صبح
دیکھا زمین پر نہ کبھی نقش پای صبح
تار شعاع مہر سے بند قبای صبح
ظاہر ہی مجھ پہ شام ہی سے ماجرای صبح
یا آفتاب پہنے ہوئی ہی قبای صبح
او نوجوان ہوتے ہی ٹھنڈی ہوای صبح
ای ماہ شام جو تیتی ہی یا کہ بای صبح
تو منہ چھپاتی تو نہ کبھی منہ دکھای صبح
دہر کا یہی رہا کہ کہین ہو نہ جای صبح
یارب ہو مستجاب ہماری دعای صبح
نکلی جو آفتاب تو کیون ہو نہ جای صبح
غافل مشو ز خندۂ دندان نمای صبح
سچ بتاؤ کہ کسی نے کبھی دیکھا ہی وہ رخ
مہر خورشید کا دیکھو تو تماشا ہی وہ رخ

باعث روشنی دیدۂ بینا ہی وہ رخ
سب نظر آتی ہین جتنک نظر آتا ہی وہ رخ

چاندنی سایۂ شب زلف ہی اختر افشان
جسکو مہتاب سمجھتے ہین کسی کا ہی وہ رخ

دید سی اسکی ہین دیکھنے سی اوسکے جبین
آنکھین ہین قاتل عالم تو مسیحا ہے وہ رخ

مچھلیان کانکی بالیکی یہہ کہتی ہین پکار
موج ہی خط جبین حسن کا دریا ہی وہ رخ

قد قیامت ہی تو ہی صبح قیامت ٹھرا
ایسے قد کی لیی سچ یون ہے اگر زیبا ہے وہ رخ

دیکھنا محو تصور بسا اسی سے کہتے ہین
جسکا منہ دیکھون تو مجکو نظر آتا ہے وہ رخ

اوسکے ہون کافر و دیندار نہ کیون پروانے
کہ چراغ حرم و شمع کلیسا ہی وہ رخ

کیون نہ انگشت نما ہو وہ مہ نو کیطرح
کہ ہمین بعد مہینے کی دکھاتا ہی وہ رخ

آنکھین نرگس ہین میں غنچہ ہی عارض گل ہین
پھولون کی ڈالی ہین اب نظر آتا ہے وہ رخ

فاصلہ شام و سحر مین نرہا ای گویا
دیکھ لے متصل زلف چلیپا ہی وہ رخ

جو ہم غنچے ہین ہو رنگ وہی جانان رخ
لہو یہہ روئین کہ ہو جیب سرخ و دامان سرخ

خیال آتش گل ہین ہین بسکہ گرم فغان
ہوا ہی شعلۂ آواز عندلیبان سرخ

کری جو قتل وہ مجکو نہین کرون رسوا
لہو سی میرے کبھی ہو نہ تیغ جانان سرخ

لگا یا انکھو تسی جو یار کا حنائی ہاتھہ
تو میری پلکین ہوئین مثل شاخ مرجان سرخ

قبای سرخ صنم سی ہی کیا اوسی نسبت
کہ عندلیب فقط گل کا ہی گریبان سرخ

گمان ہی سبکو کہ الماس ہوگئے یاقوت
جو پان کہانی سی اوسکی ہوی ہین دندان سرخ

ہر ایک خار مین عالم ہوا رگ گل کا
بہا یہہ تلوون سے خون ہو گیا بیابان سرخ

مین کیا بتاؤن کہ کیسی ہین سرخ وہ لب یار
نہ لعل سرخ ہی ایسا نہ ایسا مرجان سرخ

جو عندلیب کو غیرت ہو روے ایسا خون
کہ گلفروش کی ہو جاے سارے دکان سرخ

قبا سفید جو پہنی تو سرخ ہو جاے
فزون ہی گل ہی کہین رنگ جسم جانان سرخ

پس از فنا بھی جو ہی ہے بیان دست نگین کا
تو ہڑیان ہین مری مثل شاخ مرجان سرخ

برس رہا ہی لہو میرے چشم سے خون
وہ دیکھی آگی نہ دیکھا ہو جیسی باران سرخ

ہمارے قبر پہ شوخ جیسی اوسنے پہینک کے پیک
کہا کہ چاہیے تھا مرقد شہیدان سرخ

پسند طبع ہی گویا یہہ مصرع صائب
بود ز لعل لب او رخ بدخشان سرخ

ایضاً فی نعت شریف

[illegible]

فلک ہے زیر فرمان محمد
بڑی ہی عرش سے شان محمد

بیان اوسکا بیان کبریا ہی
کلام حق ہے فرمان محمد

مکین ہی وہ مکان ہی اوسکا کونین
یہہ عالم سب ہے مہمان محمد

چراغ ماہ ہی پروانہ جسکا
وہ ہے شمع شبستان محمد

ہوا وہ باعث ایجاد عالم
دلا ہی سب پہ احسان محمد

کہون کیونکر نہ مین دربانکو رضوان
کہ جنت ہے گلستان محمد

چراغ آسمان اک دم مین گل ہو
نہو گر زیر دامان محمد

مسیحا کی موئی امت کو دم مین
جلا دیوین غلامان محمد

خدا سی کم زیادہ سب سے کہیے ۔ یہی کلمہ ہے ثنایان محمد
محمد سے صفت پوچھو خدا کے ۔ خدا سے پوچھیے شان محمد
کہان ہی منہ جو اوسکے کر سکین مدح ۔ ملک ہون گر ثنا خوان محمد
رہون محشر مین بھی یارب مین خندان ۔ برای چشم گریان محمد

گنہ گویائی یارب بخشدی سب
بحق آل و یاران محمد +

ردیف دال مہملہ

صورت صبح کرین چاک گریبان تا چند ۔ رنج سہتے رہین ای مہر رخشان تا چند
کب نظر آئیگی یارب مجھی زلف جانان ۔ دیکھون تسکین کے لیے سنبل ریحان تا چند
دل مجروح مرا خانۂ زنبور ہوا ۔ رہی ظالم ہدف ناوک مژگان تا چند
یار سی کیون نہ بھلا دست گریبان ہوئین ۔ ای جنون کرتی رہین چاک گریبان تا چند
دیکھونگا جو تصور مین تو کیا کیجیگا ۔ میری نظرون سی بھلا رہیگا پنہان تا چند
بن گیا چرخ مری اشک کے دریا کا حباب ۔ رہون ای ماہ تری ہجر مین گریان تا چند
شکل فانوس خیالی ہون سدا گردش مین ۔ تجکو ڈہونڈھا کرون ای شمع شبستان تا چند
کر دی قاتل نی ہین زخم سی خندان مجکو ۔ مین رہون آزردۂ قلمین گریبان تا چند
کہا گیا آہ ترا غم تو کلیجا میرا ۔ ای ستمگار کرون دعوت مہمان تا چند
پاؤن رہ جاتے ہین چلنے سی تو پھرتا ہے ۔ رہون سر گشتہ مین ای گنبد گردان تا چند
کہائی زخم اوسکی [illegible] ۔ [illegible] کا احسان تا چند

ہر ایک خار مین عالم ہوا رگ گل کا
مین کیا بتاؤن کہ کیسی ہین سرخ وہ لب یار
جو عندلیب کو غیرت ہو رو وے ایسا خون
قبا سفید جو پہنی تو سرخ ہو جاے
بس از فنا بھی جو ہی فہ بیان دست نگین کا
برس رہا ہی لہو میرے چشم سے خون سے
ہمارے قبر پہ شو خیسی اوسنے پھینک کے پیک

بہا یہہ بلوون سے خون ہو گیا بیابان سرخ
نہ لعل سرخ ہی ایسا نہ ایسا مرجان سرخ
کہ گلفروش کی ہو جاے سارے دکان سرخ
فزون ہی گل سے کہین رنگ جسم جانان سرخ
تو ہڈیان ہین مری مثل شاخ مرجان سرخ
وہ دیکھی آگی نہ دیکھا ہو جسنی باران سرخ
کہا کہ چاہیے تہا مرقد شہیدان سرخ

پسند طبع ہی گویا یہہ مصرع صائب
بود ز لعل لب او رخ بدخشان سرخ

فلک ہے زیر فرمان محمد
بیان اوسکا بیان کبریا ہی
مکین ہی وہ مکان ہی اوسکا کونین
چراغ ماہ ہی پروانہ جسکا
ہوا وہ باعث ایجاد عالم
کہون کیونکہ نہ مین دربانکو رضوان
چراغ آسمان اکدم مین گل ہو
مسیحا کی موئی امت کو دم مین

بڑی ہی عرش سے شان محمد
کلام حق ہے فرمان محمد
یہہ عالم سب ہے مہمان محمد
وہ ہے شمع شبستان محمد
دلا ہی سب پہ احسان محمد
کہ جنت ہے گلستان محمد
نہو گر زیر داما‌ن محمد
جلا دیوین غلامان محمد

خدا سے کم زیادہ سب سے کہیے / یہی کلمہ ہے ثنا یان محمد

محمد سے صفت پوچھو خدا کے / خدا سے پوچھیے شان محمد

کہاں ہے منہ جو اوسکے کرسکیں مدح / ملک ہوں گر ثنا خوان محمد

رہوں محشر میں بھی یارب میں خندان / برای چشم گریان محمد

گنہ گویا کی یارب بخشدے سب
بحق آل و یاران محمد +

صورت صبح کریں چاک گریبان تا چند / رنج سہتے رہیں ای مہر درخشان تا چند

کب نظر آئیگی یارب مجھے زلف جانان / دیکھوں تسکین کے لیے سنبل پیچان تا چند

دل مجروح مرا خانۂ زنبور ہوا / رہے ظالم ہدف ناوک مژگان تا چند

یار سے کیوں نہ بھلا دست گریبان ہوویں / ای جنون کرتی رہیں چاک گریبان تا چند

دیکھونگا جو تصور میں تو کیا کیجیگا / پھیری نظر و نے بھلا ہیگا پنہان تا چند

بن گیا چرخ مری اشک کے دریا کا حباب / رہوں ای ماہ تری ہجر میں گریان تا چند

شکل فانوس خیالی ہوں سدا گردش میں / تجکو ڈھونڈھا کروں اے شمع شبستان تا چند

کردی قاتل دہن زخم سے خندان مجکو / میں رہوں آرزو قتلمیں گریان تا چند

کہا گیا آہ ترا غم تو کلیجا میرا / ای ستمگار کروں دعوت مہمان تا چند

باقی نہ رہ جاتے ہیں جلنے سے تو پھرتا ہے / رہوں سرگشتہ میں اے گنبد گردان تا چند

کہاں تک زخم اوسکی [illegible] / [illegible] احسان تا چند

بھولتی دل سی نہین یاد کسی مطرب کی
کبھی کاشانہء دل مین نکیا تو نے گذر
تنگ ہین نسبت سی ہم سے سر و بالِ گردن

دیکھیے نی کیطرح رہتے ہین نالان تا چند
خانہ آباد مرا گھر رہے ویران تا چند
تیری مشتاق رہین خنجر جانان تا چند

نظر آتا نہین گویا مجھی سامانِ وصال
دشت وحشت مین پھرو ینگے بے سر و سامان تا چند

از ادب چشم سوی زخمِ دلِ من نکند
نالم و حیف لبِ بام تو شیون نکند
جامه گر چاک شد از تار کفن دوخته ام
زیر دیوار تو از رشک نگهبان باشم
عشق گیسوی تو گر سلسله جنبان نشود
چون پرد مرغ دل من نه گفت ای صیاد
استخوانم بغمِ عشق چو نی می نالد
ننگرم روی گلی پیش رخِ رنگینت
جان من لب مکشا و در دندان منما
لائقِ سوختن مرقد عاشق نبود
هست باقی اثرِ نالهء من بعد فنا
سوخت کاشانهء دل این شررِ آتش با

تا مسیحا دخو از چشمهء سوزن نکند
گریه ام و اشک روان دیده روزن نکند
چون منِ زار کسی خواهش مردن نکند
که نگه بر رخِ تو دیدهء روزن نکند
کار زنجیر بگردن رگ گردن نکند
طائرِ رنگِ حنا میل پریدن نکند
حیف باشد که سگ کوی تو شیون نکند
رنگ من گر بپرد روسوِ گلشن نکند
در گوشت نگه از دیدهء روزن نکند
شمع را گر نگهِ گرم تو روشن نکند
بس لبِ گور چه سان ناله و شیون نکند
ابر آن گرد من برق بخرمن نکند

از عرق شعلۂ حسن تو دو بالا گردید

آنکه از چاه ذقن چشمۂ زمزم دارد

دامنِ یار نگیریم چسان ای گویا

ہر روش خاک اڑاتی ہی صبا میرے بعد

کتنی دن یار نی شانہ نہ کیا میرے بعد

خون مرا کر کی لگا نا نہ حنا میرے بعد

کوئی لاشی پہ میری آنہ پہرا میرے بعد

کر دیا اوسنی اسیر ذنکو رہا میری بعد

ذکر اوس مصحف عارض کا کیا میرے بعد

قتل سی اپنی بہت خوش ہوں ولے یہ غم ہی

ٹھوکریں سر مرا کھاتا نہ پہرا کس کے

سنگ سی پھوڑینگی سر جام جو ہیں مست ہوا

تھا دم قتل بھی یہ دہیان نچھوڑوں اوسکو

استخوان میری سگ یار تلک پہچا دے

صدمۂ تیغ سی اور فرط نزاکت کی سبب

چمن جوہر شمشیر سی منگوائی پہول

کیا ہی مرنی سی مرے شاد ہیں اللہ اللہ

آب با آتش آن کرد که روغن نکند

حیف باشد که بغم تشنگی من نکند

با گریبان کند آن دست که دشمن نکند

ہو گئی اور ہی گلشن کی ہوا میری بعد

کیا پریشان ہی زلفِ دوتا میرے بعد

دستِ رنگین ہوں انگشت نما میرے بعد

استخوان کھانی بھی آیا نہ ہما میرے بعد

طائرِ رنگ حنا تک نہ رہا میرے بعد

اس طرح یاروں نے قرآن پڑہا میرے بعد

دستِ قاتل کو بہت رنج ہوا میرے بعد

کون ہی دوست کہ دشمن نہوا میرے بعد

کاٹ ڈالیگی صراحی بھی گلا میرے بعد

خون بھی قاتل ہی کی جانب کو بہا میرے بعد

اتنا احسان کری مجھپہ ہما میرے بعد

پہلے میں گر پڑا اور یار گرا میرے بعد

خوب قاتل نے سوم میرا کیا میرے بعد

بت کیا کرتی ہیں اب شکر خدا میرے بعد

نرہی بعد ترے نامہ و پیغام کی رسم
منہ دکہاتا تو کہان باتین بہتین اوسکی مجہہ تک
کیا ہوا غم نہ کیا اوسنے مری مرنیکا
چاک کرتا ہون اسی غمسی کفن مرقد مین
مجہسا بدنام کوئی عشق مین پیدا نہوا
کبریائی تری ثابت نرہیگی اوبت
استخوان کو نہ جلا دیجیو ای آتش غم
دہن گور ابہی وا ہو بیان کرنیکو
سر اوٹہایا مری وحشت نے پس از مرگ بہی
سنگ مدفن کی عوض کہدیا دفن پہ مرے
سبسے پہلے ہون مین او سرو خرامان کا اسیر
تیری آنی کی دعا مانگی ہی اول سے مینے
اوٹہہ گیا صفحۂ ہستی سی نگین کیصورت
وہ جو برگشتگی بخت سے ہرگز نہ گئے
آخر اوسنی مری مٹی کا بنایا تو وہ
ولولہ جوش جنونکا تہا مجہی تک گویا

خاک اوڑائی پہرے گلیون مین صبا میرے بعد
لن ترانی کی بہی آئی نہ صدا میرے بعد
اوسکا گیسو تو پریشان رہا میرے بعد
کہلے رہتے ہین تری بند قبا میرے بعد
ہان مگر قیس کا کچہہ نام ہوا میرے بعد
کوئی کہنے کا نہین تجکو خدا میرے بعد
آگئی مایوس نہ پہر جا ہما میرے بعد
آگی پوچہے نہ اگر حال مرا میرے بعد
بید مجنون مری تربت پہ اوگا میرے بعد
گو وہ غم جیکہ کسی سی نہ اوٹہا میرے بعد
طوق قمریکی بہی گردن مین پڑا میرے بعد
ساقیا ہاتہہ سبو کا بہی اوٹہا میرے بعد
نرہا مین تو مرا نام بسا میرے بعد
خاک مرقد ہی مرے چاک بنا میرے بعد
کوئی تیر دلکا نشانہ نہوا میرے بعد
نظر آیا نہ کوئی آبلہ پا میرے بعد

مجنون نے داغ کی گریبان پہ پڑے

سنبل تر بہی پریشان ہوا میرے بعد

بنگیا شوق کی مضمون سی کبوتر کاغذ
خودبخود یار تلک جائیگا اوڑکر کاغذ

خط یہ خط میں نے لکھے پر نہ لکھا تم نے جواب
کہیو قاصد کہ ہوا کیا تہ بستر کاغذ

حال ونیکا اگر کاغذ ابری پہ لکھون
صورت ابر ہمیشہ وہ رہے تر کاغذ

سیکڑون بہیجے ہین خط تجکو صبا نے شاید
اوڑتے پہرتے ہین تیری کوچہ مین اکثر کاغذ

حال لکہا ہی تیری چین بجبین ہونیکا
جیسے رکہتا ہی شکن صورت مسطر کاغذ

اس قدر یار کو خط مینے لکھے ہین قاصد
شہر مین اب نہین ہوتا ہے میسر کاغذ

دم تحریر گری قطرۂ خون آنکھون سے
بنگیا تختۂ گل اپنا سراسر کاغذ

اب کبوتر کی عوض خط مرا بلبل لیجائے
عطر گل ہی ہی کیا ہنی معطر کاغذ

آتش رنگ حنا سی نہ کہین جل جائے
کہتے ہین دست حنائی مین وہ لیکر کاغذ

وصف ہمنی جو لکہا او سکے لب گلگون کا
بنگیا صورت برگ گل احمر کاغذ

آج بہیجا اوسی بے نیت قاصد نامہ
ایسے روئے کہ گیا ہاتھ سے بہکر کاغذ

قمریو سرو کو آزاد کیا یار نے کب
ہین دکہلاؤ تو آزادی کا لاکر کاغذ

یاد آیا جو خط عارض جانان گویا
دم تحریر یہہ روئے کہ ہوا تر کاغذ

طبیعت آئی ہی اُن ورقون کی طرف برہمن
ہوا ہیہ تبہ زلف یار کا گنگہے کی کرنمیسے

گمان ہی نالۂ ناقوس کا اب ہیر تیتو پر
ہوا پر ہی اوڑی جاتی لگا شانیکی ناگن پر

ہمیشہ ملکر لڑا دو ستمین ہی دشمنی دیکھے
نظر آتی ہی مسی کی دہڑی پر پان کے سرخی

ہوا یہہ پانی پانی دیکھکر اوس غیرت گل کو
شب مہتاب مین ہنستا تمہارا یاد آگیا برق

تبسم دیکھکر اوس شعلہ رو کا جل گئے ہین گل
دہوان جب دیکھے اوٹہتا تری ان سیر کرتی ہین

نہ کیونکر سینہ و دل خانۂ زنبور ہو جاتین
ہوا تار نگہ مین رشتۂ زنار کا عالم

منور ہو گئی میری لحد کس مہ کی پرتو سی
کوئی خورشید تابان جلوہ گر ہی اوسکی آنچلمین

منور ہو گیا ایسا مکان اوس مہ کی جلوہ سے
بنایا ہی زمین کو آسمان انکے شور جنون نے

مری زنجیر پر یون سنگ طفلان آکی لگتی ہین
اگر مجھہ ناتوان کو رخصت گلگشت گلشن نہین دیتی

چمک سے تیری دانتون کے اونہین عوا مجہہ تماشا ہے
مری چہاتی پہ جا کے شمع روشن پنجشاخہ ہی

ہوئی جب صرف بیجا دوستی بس دشمنی ہی ہی

دلِ پرداغ کیون شیدا ہوا ہے زلفِ پرفن پر
کسی نے برگ گل بار رکہہ دیا ہی برگ سوسن پر

طلب کرتا ہی اوڑ جانیکو ہر بلبل سی گلشن پر
گری گی آگ اون بجلی مہِ تابان کے خرمن پر

بجا ہی گر کہون بجلی گری بہولونکی خرمن پر
تواک کالی گہٹا سی یار چہاجاتی ہی گلشن پر

طبیعت آگئی ہی اک نگاہِ ناوک افگن پر
ہماری آنکھہ پڑتی ہی جو اک طفل برہمن پر

چڑہائی چادر مہتاب کس نے میرے مدفن پر
شعاع مہر کا کیونکر گمان ہوجے نہ چلمنون پر

ستارونکا گمان ہوتا ہی دیوار و در کی روزن پر
مہ نو کا ہی عالم ہر نشانِ نعلِ توسن پر

کہ بیٹھا بانہ دوڑے جیسے مقناطیس آہن پر
بجای خار بٹہلاوین سر دیوار گلشن پر

بہی مٹی خدانی ڈالدی ہیر و معدنکے ان پر
پڑہا ہی فاتحہ یہہ ہاتہہ رکہکر کسی مدفن پر

نہین کم بجلی گرنیسے اگر منہہ پر ہنسی خرمن پر

پس از مردن بھی کیا وحشت نے گویا سر اوٹھایا ہے
اُگا ہوا ہی بید مجنون جا بجا سبزہ مرے مدفن پر

کھول دی ہی زلف کس نی پھول سی رخسار پر
چھا گئی کالی گھٹا سی آن کر گلزار پر

کیا ہی لی فشان ہی جبین ابروِ خمدار پر
ہی چراغان آج کعبی کی در و دیوار پر

نقش پا سی یہ پنجشاخہ قبر پر روشن کرو
مر گیا ہون مین تمہاری گرمیِ رفتار پر

چشمِ بد دور آج ہی یہ کون گلرو جھانکتا
چشم نرگس کا ہی عالم روزن دیوار پر

ناتوانی کا بھلا کس منہ سی مین شکوہ کرون
خال ہی یان مہرِ خاموشی لب گفتار پر

ہم ازل سی انتظار یار مین سوتی نہین
آفرین کہیی ہماری دیدۂ بیدار پر

کفر اپنا عین دینداری ہی گر سمجھی کوئی
اجتماع سبحہ یان موقوف ہی زنار پر

ٹھوکرین کھائیگا اک دن سرکشی اتنی نہ کر
او سرِ بیمغز کیون بھولا ہی اس دستار پر

زلف اوسکی اپنی حق مین دیکھی کہتی ہی کیا
ہی ہمارا فیصلہ ابتو زبانِ مار پر

گر چمن مین ہمسری کی برگون کو جا دیتی نہین
خار کی مانند بٹھلا دین سرِ دیوار پر

ہی اگر عرفان کا طالب خاکساری کر شعار
دیکھتی ہین آئنہ اکثر لگا دیوار پر

ابرو و مژگان ہی اوسکی دیکھین دل کیونکر بچی
ابتو نوبت آگئی ہی تیر اور تلوار پر

انتہا ہی عشق مین دی جان ہنستی اسلیے
لالہ با صد داغ اوگتا ہی مرے کہسار پر

رابطہ گر غیر سی ہو یار کو چاہون نہین
مین وہ بلبل ہون کہ مرتا ہون گلِ بیخار پر

دل جلا ایسا ہون میرا نام لی بیٹھا جو وہ
پڑ گئی چھالی زبانِ مرغِ آتشخوار پر

اوٹھ کے تجھ سے مسجد کو اگر جاونگا تو
حیف کوئی یار تک پونہچی نہ میری آہ آتشین
سو کہہ جائین گر ہماری آبلونکی جہاگلین
بعد مرنے کے ہی باقی میری نالونکا اثر
تیری آب تیغ سے ظالم جو ہو طوفان بپا
خط او سنے لکھے ہین نے کروان بھیجکر جواب
حشر تک ممکن نہین اب چمکی تیغ آفتاب
کفش پا کی گل کر کھا کر ہنسکے یون کہنے لگا
دیکھیو ضد میرے مرغ نامہ بر کیو اسطے

سیکڑون ٹوٹینگی تسبیحین ترے زنار پر
مدتون اگر ہما بیٹھا رہا دیوار پر
یاس سے کانٹے نظر آئین زبان خار پر
تار مسطر کا ہی عالم ہر کفن کی تار پر
حوت تڑپی مثل ماہی گنبد دوار پر
بیٹھے رہتے ہین کبوتر سیکڑون دیوار پر
باڑہ رکھوا تا ہی ظالم مغربی تلوار پر
ہیر کو کیون جاؤن گلشن سے ہر اک پر زار پر
قینچیان لگوائی ہین بیرحم نے دیوار پر

یار کو معلوم ہوتا ہجر مین سویا نہین
خط لکھون گویا بیاض دیدۂ بیدار پر

جو کوئی وہ چشم و ابرو دیکھتا روتا ضرور
تیری آگی ہوتا یوسف پر گمان یعقوب کا
گردش چشم سیاہ یار یاد آئی مجھے
بیخبر ہی تم وجہ اللہ سے کچھ بھی خبر
رات دن رستم کو گو تیغ و تبر سے کام تھا
تجکو خندان دیکھکر ہوسی سمجھتا برق طور

عاشق تجھے مین گر آہو دیکھتا روتا ضرور
قد و قامت دست و بازو دیکھتا روتا ضرور
گر کبھی رم کردہ آہو دیکھتا روتا ضرور
ہی یہ لازم تجکو ہر سو دیکھتا روتا ضرور
یار کی شمشیر ابرو دیکھتا روتا ضرور
سامری گر چشم جادو دیکھتا روتا ضرور

رہی یقین مجکو کہ پیہم چشمۂ زمزم کیطرح
آہِ سوزان لب پہ تہے آنسو روان تہے مثلِ شمع
کس طرح کٹتی ہین راتین کسطرح گذری ہے دن
ایسا رویا گل کہ شرمندہ ہوا ابرِ بہار
جو صبا کی ظلم رانی ہی ہماری حال پر
گرچہ یوسفکا بہی تہا مصرع است قالا اخواب
ہی یقین و اللہ مجکو حافظِ قرآن ہے اگر
دیکہ لیلے کو ہنسا جب مین تو مجنون نے کہا
بجلی جب چمکے تو منہہ کا بہی برسنا چاہیے
باغ مین لا کہ نہرین ہون وان اے اشکِ گل
چشمِ بد دور آنکہین ہے میری غیرتِ لیلی کی گر
بنگیا ہون غم کی مین تصویر اوسکے ہجر مین
لامکان تک مین تلاشِ یار مین پہرتا رہا
خلق تو ہنستی ہی تیری مبتلا کی حال پر

شیخ کعبہ گر وہ ابرو دیکہتا روتا ضرور
مجکو روتی رات گر تو دیکہتا روتا ضرور
میری حالت گر وہ بدخو دیکہتا روتا ضرور
میرا رونا وہ سمن بو دیکہتا روتا ضرور
اوسکو ای غافل اگر تو دیکہتا روتا ضرور
یار کی گر بیت ابرو دیکہتا روتا ضرور
آکی اوسکا مصحفِ رو دیکہتا روتا ضرور
میری آنکہون سے اگر تو دیکہتا روتا ضرور
مین تجہی ہنستی جو چہرہ دیکہتا روتا ضرور
جب ترا مین گلشنِ گلرو دیکہتا روتا ضرور
وادیِ مجنونکا آہو دیکہتا روتا ضرور
مجکو وہ جو سر بزانو دیکہتا روتا ضرور
چرخ گر میری تکاپو دیکہتا روتا ضرور
تو ابہی گر ای پریرو دیکہتا روتا ضرور

خوف اگر اعمال کا نکی کاہلی ہی گویا مجہے
چاہیے یون جب ترازو دیکہتا روتا ضرور

دعائین مانگین ہین ہلتون تک جمکا کی سر ہاتہہ اوٹہا اوٹہا کر

ہوا ہون تب مین بتون کا بندہ خدا خدا کر خدا خدا کر
دعا لب جام نے بہی مانگی سبوئی بہی ہاتہہ اوٹہا اوٹہا کر
ہماری محفل مین آیا ساقی خدا خدا کر خدا خدا کر
دکہایا وحدت نے اپنا جلوہ دوئی کا پردہ اوٹہا اوٹہا کر
کرون مین سجدہ بتون کی آگی تو اے برہمن خدا خدا کر
ہین اشک خمون سے ابر جاری نہ دیکہی ہوگی یہ اشکباری
بنی ہین چشم پر آب قائل یہہ زخم پانی چورا چورا کر
کہان وہ شکلین کہان وہ باتین کہان وہ جلسے کہان وہ محفل
یہہ سبکا سب خوابکا تہا سامان چہپالیا بس دکہا دکہا کر
برنگ ساغر پلا دیا ٹہنہ جو منہ سے تیری خفا نہ ہوتا
کیا ہے بیہوش تو نے ساقی شراب مجکو پلا پلا کر
اوٹہایا یاروں نے پر نہ اوٹہا زمین سے ہرگز ہمارا لاشہ
یہہ کسنے ہمکو ہے مار ڈالا نظر سے اپنے گرا گرا کر
جو پہنچین سلم مرغ نامہ بر کو تو چٹکیون مین آکے اوڑا دے
اگرچہ وہ طفل کہیلتا ہی پر کبوتر اوڑا اوڑا کر
پس از فنا بہی اگر تو آئے کرون سگ یار میہمانی
کہ استخوانون کو اپنی تن مین رکہا ہماسی چہپا چہپا کر

کری اگر سرکشی یہہ مجھسے ابہی فلک کو زمین پہ پٹکون
کہ توڑ ڈالے ہین ایسے مینے ہزارون شیشے اوٹہا اوٹہا کر

کبہی مرے دل سے کرتی ہین بل کبہی ہین شانی سی یہہ اولجہتین
غرضکہ زلفون کو تونی ظالم بگاڑا ہی سر چڑہا چڑہا کر

شکست لکہتا تہا نام دل کا یہی ستی طفلی مین مشق تیری
بنا دیا دل شکن یہہ تجکو معلمون نے لکہا لکہا کر

بڑی اڑگی ہین اجل کو تجسے مسیحکو بہی بہت ہین شکوی
کہ دم مین تونے ہین مار ڈالے ہزارون مردے جلا جلا کر

بلانا پانیکا جام زاہد گناہ مشرب مین ہے ہمارے
ثواب لیتا نہین ہی کیون تو شراب مجکو پلا پلا کر

نہین کوئی راز دار ہمسا کیا نہ وحشت مین تجکو رسوا
کہ داغ مانند خار رہا ہی بدن مین رکہے چہپا چہپا کر

گلی ہزارون نے اپنی کاٹی ہزارون بیوجہ ہو گئے خون
بہت ہوا پہر تو یار نادم کف حنائی دکہا دکہا کر

نگہ کی صورت پہرو نہ ہر سو حجاب تم مردمک سی سیکہو
اب آؤ آنکہون مین سیر دیکہو مژہ کی چلمن اوٹہا اوٹہا کر

دکہائی اگلی سی عذار تو نے کیا ادا پہ اشتقان کو بلبلان

بنا دی گوشِ غیرتِ گل صدائے رنگین سنا سنا کر
گناہ کرتا ہی برملا تو کسی سی کرتا نہین حیا تو
خدا کو کیا مُنہ دکہائیگا تو ذرا تو ای بیحیا حیا کر
چلا ہی محفل سی اپنی ساقی دکہاؤ نمین پہ اشکباری
کرون بطِ می کو مرغ آبی ابہی سے دریا بہا بہا کر
رولائی برسون ہنسی تو جب سے دکہائی گر زلف مار رکہئے
کری تو در پردہ راہ دل مین جو دیکہی پردہ اوٹہا اوٹہا کر
یہ ہی اثر ہی جنونکا اب تک وہی ہی لڑکونکو اب بہی کاوش
کہ میری مٹی کی روز مجنون بگاڑتے ہین بنا بنا کر
عجب نہین نامۂ عمل کا دلا ہو کا غذا اگر خطا ئے
خطائین کین ہمنے آشکارا کیی ہین عصیان چہپا چہپا کر
اثر ہی چاہِ ذقن کی الفت کا بعد مردن بہی آہ باقی
کہ کہیلتے ہین ہمارے مٹی کی ڈول لڑکی بنا بنا کر
کیا ہی پوشیدہ عشق ہمنے کسے سی در پردۂ محبت
پڑی ہوی بسترِ الم پر جو روتے ہین مُنہ چہپا چہپا کر
جو خوفِ طوفانِ اشک سی اب نہین ہے جاتا نجای قاصد
روان کرون سوی یار جانی خطون کی ناؤ ین بنا بنا کر

ترا سا قد بن سکا نہ ہرگز تری سی صورت نہ بنسکی پھر
اگرچہ صانع نے لاکھون نقشے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر

ادہر مژہ نے لگائی برچھی اودہر نگاہون نے تیر مارے
شکست دے فوج صبر دل کو یہہ کسنے آنکھین لڑا لڑا کر

کٹی ہی گویا شب جوانی بس آن پونہچی ہی صبح پیری
بہت سی کی تونی بت پرستی اب ایک دو دن خدا خدا کر

ہی کفِ پا مین حنا کا گل عیان بالاے سر
شعلہ اوسکے زیرِ پا ہے اور دہوان بالاے سر

سینے نالون سے اوٹھا یا ہی مکان بالاے سر
ہون مین وہ بلبل ہی میرا آشیان بالاے سر

ہی حیاتِ موت مین بارِ گران بالاے سر
وان رخ مین بالاے سر یان آسمان بالاے سر

سیکڑون ہے دل مین کاکل مین پٹیان بالاے سر
کیا لیے پھرتا ہی یوسف کاروان بالاے سر

ناتوان ایسا ہون گر سایہ پڑے دیوار کا
گر پڑے گویا کہ سقفِ آسمان بالاے سر

ناتوانی سی مرا ایسا ہی مثلِ شاخِ گل
داغِ سودا ہے برنگِ گل عیان بالاے سر

ہی رخِ رنگین ترا گل قامتِ موزون ہے سرو
صدقے ہونگی بلبلین اور قمریان بالاے سر

زیرِ پا یار نالان اسقدر ہی دل مرا
حاملانِ عرش کرتی ہین فغان بالاے سر

ہی یہہ بیہودہ تلاشِ رزق مین سرگشتگی
آسمان ہمرہ لیے پھرتا ہے خوان بالاے سر

ہے یقین اب دور کچھہ تازی بلا نازل کری
بی سبب پھرتا نہین یہہ آسمان بالاے سر

قصر تیرے ناتوانکا ہی مثالِ گردباد
باد کا جھونکا اوٹھا لیگا مکان بالاے سر

شیشہ بازی کا تماشا گر تجھے دکھلاؤن مین
ہو کبھی پاؤن پہ گاہی آسمان بالای سر

دیکھ لے دنیا مین کم ہین دوست دشمن ہین بہت
سات زیر پا زمین نو آسمان بالای سر

تیر باران سے نہین کچھ کم ہی باران ہجر مین
کسلیے نکلے نہ اے گردون کمان بالای سر

سر کی کٹنی کی جو حسرت ہے کہون قاتل سے مین
ہو اگر شکل سنان میرے زبان بالای سر

آسمان آئی ہی دوپٹہ تاری افشان چاند منہ
مانگ گو سکے ہی برنگ کہکشان بالای سر

رہگیا ہی زخم سر مین یار کا پیکان تیر
وہ دہن بالای سر ہے یہ زبان بالای سر

اس لیے مجنون پڑا رہتا ہی محمل نشین
پاؤن اپنا کاش رکھدے ساربان بالای سر

سایہ افگن جلد ہو یارب ہمارے تیغ یار
ہو گیا بہر دعا ہر مو زبان بالای سر

گر چھوا عارض کو تو ناکر مٹائیگا وہ طفل
عارضی ہی کاکل عنبر فشان بالای سر

تھے سبکدوش آگئی پونہچی جلد یاران عدم
یان تو ہی عصیان کا اک بار گران بالای سر

مجکو اک سر درد ان کے عشق نی مجنون کیا
کیا عجب باندھی جو قمری آشیان بالای سر

کانپ کانپ اوٹھی ہی اکثر میری نالون سے زمین
کیون نہ یارب گر پڑا آئینہ آسمان بالای سر

ہو گیا اکثر سر شک چشم سی خانہ خراب
گر پڑی ہی بارہا سقف مکان بالای سر

اس زمین مین اور اک ایسی غزل گویا کہون
جسکو سنکر رکھدین سب اہل زبان بالای سر

چاند سورج ہین ترے ای جان جلن بالای سر
کیون نہو پھر پھیر کے صدقے آسمان بالای سر

کان مین پی اشک آب ریزان بالای سر
ہی ہر اک داغ جنون آتش فشان بالای سر

ہی زمین پا دُکے نیچے آسمان بالائے سر
ای خطِ نورستہ مجھکو تیرا جنون جانکر
سر حرما کرتو نی ای ظالم نگارا ہی اے
اس قدر رنگ کاریان کی ہین تیرے تلوار نے
مثل گلبن پاؤن گڑ جائین زمین مین اَی نسیم
پہرتے ہین صحرا مین سیر ہین گل داغ جنون
بادشاہی سی ہیہ نفرت ہے کہ ہو دیوانہ اگر
یان خزان مین ہے شگفتہ ہین گلِ داغِ جنون
مجھسے بارِ غم اوٹھتا نہین سکی ہوش
گر تری تیغ ہلالی ان پہ ہو پرتو فگن
بعد میر کوئی اُسکے ظلم سہنے کا نہین
سنگ طفلان کی ہی نظارے کی حسرت اسقدر
کون فتادو ہے دنیا مین زیادہ تو ہی
سر جہکا کر دیکھہ لینگے روز محشر ہم تجھے
لن ترانی حشر کی دن بھی بجائیگی تری
روز محشر وعدہ دیدار اس خاطر کیا
ہجر نی ایسا مجھی زار و خمیدہ کردیا

مہربان ہی زیر پا نا مہربان بالائے سر
طوطیون نے آکی باندہا آشیان بالائے سر
کرتی ہی بل کاکل عنبر فشان بالائے سر
زخمون سے سر کہتے ہین ہم اک گلستان بالائی سر
گر زرِ گل ہے رکہون مین ناتوان بالائے سر
خار اپنے زیر پا ہے بوستان بالائے سر
گر پڑے ظل ہما ای آسمان بالائی سر
کہداب بلبل باندہے آشیان بالائے سر
کاش رکہدیتا زمین پر آسمان بالائی سر
بٹیان ہون سر کے زخمونکی کتان بالائے سر
خاک اوڑائیگا ہمیشہ آسمان بالائے سر
داغ سودا بنگئے ہین چشم پایان بالائے سر
کیا اوٹھایا ہی زمین نے آسمان بالائے سر
غم نہین گر ہونگے چشم مرمان بالائے سر
وای حسرت ہونگی چشم مرمان بالائی سر
جانتا تھا ہون گے چشم مردمان بالائی سر
طوق گردن پاؤن مین بیڑیان بالائے سر

سر سے گذرے ہین سرشک چشم اکثر بحر مین
ہوگئی ہین بارہا دریا روان بالای سر

گر چمن مین یار آنے شگفتگی گل پھینکدی
بلبلین آنکھون پہ رکھین باغبان پالای سر

سر چڑہا یہہ حسینون کے بعد مرگ بھی
شانہ بنکر یہ پہنچی میری استخوان بالای سر

ہی ہماری بیقراری سی تہ و بالا جہان
ہر زمان زیر قدم ہے ہر زمان بالای سر

آسمان مثل زمین ہی گاہ پاؤن کی تلی
اور زمین ہی گاہ شکل آسمان بالای سر

دل ہمارا نعرہ زن ہے سر سے گذری اشک چشم
سینے مین گویا جرس ہے کاروان بالای سر

سر کٹ گیا مرا نہین مجکو خبر ہنوز
ہون آرزوی قتل مین سینہ سپر ہنوز

مین مر گیا ولی نہین اوسکو خبر ہنوز
باندہی ہی میری قتل پہ قاتل کمر ہنوز

اوس سرو قد کی دیکھی تھی رفتار باغ مین
آوارہ پھر رہے ہی نسیم سحر ہنوز

بلبل وہ ہون جہٹا نہیں پائے مرگ بھی چمن
گلبن تلے پڑے ہین مرے مشت پر ہنوز

سر کٹ گیا تو دور ہوا درد سر ولی
قاتل سے کہدو باقی ہی درد جگر ہنوز

باغ جہان مین آہ بہار آئی لاکھ بار
وہ نخل ہون صبا کہ نہ لایا ثمر ہنوز

ظالم تو قتل کرکے ابہی سی مگر نہ جا
مین تو تڑپ رہا ہون پڑا خاک پر ہنوز

گو خاک ہوگئی نگئی جستجوی یار
جون گرد راہ پھرتے ہین ہم دربدر ہنوز

کشتے ہین جیسے ہم تری شمشیر ناز کے
آگاہ تھی نہ دوش سی تیری سپر ہنوز

اکدن سنا تہا مجہ سی سرگشتگی کا حال
کہتا ہی یار ناز سی پہرتا ہی سر ہنوز

بیزار ہوں کہ موی بدن بھی وبال ہی
تسپر ہی دل مین الفت موی کمر ہنوز

سر چوب آستان پہ تیرے دے دے مارئے
صندل سے تو گیا نہ مرا درد سر ہنوز

آخر ترے فراق مین سیرا ہوا وصال
دیکھا نہ شام ہجر تجھے روی سحر ہنوز

گویا کا حال پوچھ وہ کہیو ای صبا
بیٹھا ہی مثل نقش قدم خاک پر ہنوز

سر کٹے پر کر نہ جور نگ ای ستمگر جلاد بس
تا کجا ظلم و ستم بس ای ستم ایجاد بس

تیرا ہی مصراع قد ہے خوب شاخین مت نکال
سرو کی مصرع پہ ظالم ہو چکا ایراد بس

یار کا نقشہ نہ ہرگز کہنچ سکا عشق آگیا
دیکھی صناعی تمہاری مانی و بہزاد بس

سن نہین سکتا ہے مرے نالو نہین السا درد
جب کرون فریاد کہتا ہے وہین فریاد بس

کسکو طاقت ہی سنی دیوانگی فریاد کو
سنکے زنجیر دنکا غل کہنے لگے حداد بس

مثل سبزہ ہو گئے دل قمریون کے پایمال
ہو چکا تیرا خرام ناز ای شمشاد بس

تا کجا جور و ستم تیری سہون مژگان یار
چھن گیا میرا جگر ای ناوک بیداد بس

ٹکڑے دل ہوتا ہی گویا نالۂ جانکاہ سے
کہتے ہین ہمسایہ سن سن کر مرے فریاد بس

اپنا جوش اشک کہلاتا ہی طوفان ہر برس
خانۂ آباد ہو جاتے ہین ویران ہر برس

آہ دکھلاتی ہی یہہ وحشت بیابان ہر برس
چاک ہوتا ہی ہمارا جیب داماں ہر برس

جب بہار آتی تو ہوتا ہی جدید جوش جنون
صورت گل چاک کرتی ہین گریبان ہر برس

ہی مراد اوسکی یہی عالم مرا دیوانہ ہو
طوق منت کا پہنتا ہی جو جانان ہر برس

یاد آجاتی ہین ہمکو گوہر دندان یار
جب بہار آتی ہی خواہش قتل کی کرتا ہی یار
آب نہر باغ سی کیا تیغ اوسکی تہی بہی

موتی برساتی ہین آنکہین مثل نیسان ہر برس
ہوتی ہی آلودہ خون تیغ جانان ہر برس
زخم میری مثل گل ہوتی ہین خندان ہر برس

جمع ہوتی ہین مری تربت پہ آکر شمع رو
اس طرح سی کرتے ہین گویا چراغان ہر برس

ایکسو آفت ہے اوس کاکل کا خم بالای دوش
ای پری موی کمر بہی تیرا بل کرنی لگا
گر گیا وہ بت مگر دل سی مجہی اوسکی قسم
چون ہما بیخود روان گشتیم سرگردان شدیم

[illegible]

ایکسو ہی قہر وہ تیغ دو دم بالای دوش
تیری زلفون کے جو دیکہی پیچ و خم بالای دوش
جسنے رکہا تہا محمد کی قدم بالای دوش
ہای کیا وہ دن تہے جو رہتے تہے ہم بالای دوش

از من ای گویا چرا گبر و مسلمان ناخوش اند
ہست مصحف در بغل زنار ہم بالای دوش

دیکہی سی تیری آئی زمین زمان کو غش
چلتی نہین زبان بہی اب اوسکی کیا کری
چہینٹا تو دی پسینے کا اپنی کہ ہی گلاب
گرمی سی چاندنی کی ہوا ہی عرق عرق
مستی ہین شب وہ ماہ جو گرم خرام تہا
نام خدا ابہی ہی یہ طفلی ہین حسن ہے

آجای بلکہ چرخ کی باشندگان کو غش
آتا ہی ہر سخن پہ تری تا تو انکو غش
آیا ہی تیری بلبل بے آشیان کو غش
آئی نہ اب کہین کسی سر دردان کو غش
آگیا تہا بزم مین پیر مغان کو غش
آیا ہی اوسکو دیکہکے پیر و جوان کو غش

ناقی کی ساتھہ چل نسکا فرط ضعف سے
آیا جو وہ تو اوڑگئی صبر و قرار و ہوش

لیلی سی کہدو آیا تری سار بانکو غش
یوسف کے دیکھنے سے ہوا کار وانکو غش

گویا وہ ساتھہ غیر کے جاتا نہو کہین
آنے لگا ہی آج جو مجھہ ناتوانکو غش

تمسے ہے تیرا بت خود کام رقص
لیگیا دل سے مرے آرام رقص

تیرے کانٹے سے زمین ہی وجد مین
کرتے ہین دیوار و سقف و بام رقص

آگئی ہی چرخ مین گرد و نکے عقل
دیکھکر ای ماہ سیم اندام رقص

تان کی ہمراہ نکلے میری جان
مفت مین اوسکا ہوا بدنام رقص

بولی گردون تلک ہی وجد مین
رقص سے یہہ بس ہے اسکا نام رقص

ہون وہ بسمل گر تڑپتا دیکھہ لے
دست قاتل مین کری صمصام رقص

تیرے دکھلانیکو ای مہ آفتاب
کر رہا ہی صبح سی تا شام رقص

دیکھکر تجکو تڑپ جاتے جو ہین
کرتے ہین صید اسیر دام رقص

نغمہ قلقل نے میخ تڑپا دیا
ہاتھہ مین کرنی لگا ہے جام رقص

تالی کرتا عاشقون کا نغمہ ہے
ہی تڑپتا بر سر ہر کام رقص

ہی گردش مین ترے بادام چشم
ای پری کرتا ہی یا بادام رقص

ساقیا دی مجکو جام آفتاب
کر رہا ہی چرخ مینا فام رقص

رقص کی اوسکے صفت گویا نہ پوچھہ

دل کو کر دیتا ہی بے آرام رقص

آنکھون مین آرہا ہی مرا دم برائے خط
لکھین ہین طالعونکی اوسنی نارسائیان
لکھتا ہون نامہ یار کو ای چشم صبر کر
اب لکھکے نامہ یار کو ایسا ہی رو اٹھے
نالان سب اوسکے ہاتھ سے ہین دیکھکے صبا
وحشی کیا ہی مجھکو پھرایا ہی خار پر
اوس رشک گل کو ہی گل بےخار سی مثال
ای جان ہم ہین صدقے تری بالبال پر
کچھ حال لکھیے یار کو رنگ پریدہ کا
قاصد ہو آہ مین یا کبوتر ہو یا صبا

اب کاش موت آی ویا اوسکا آئے خط
ڈرہی کہین نہ رستی مین قاصد گرائے خط
دریای اشک مین نہ کہین ڈوب جائے خط
قاصد اگر نہین تو بہلا بہہ جائے خط
خط کہو لیے تو آتی ہی اکثر صدا ہے خط
زلفونکی آہ جو رکھون یا جفائے خط
رخسار نکلین صاف اگر وہ بنائے خط
شیدے زلف دل ہی جگر مبتلای خط
تا مرغ نامہ بر کیطرح اوڑ جائے خط
خط غلامی لکھدون اگر کوئی لائے خط

گریان وہ ہون جو رونیگا گویا نکھون مین جال
ہر دائرہ ہو چشم اور آنسو بہای خط

زبان سے کیا مین کہون لیے جو اوسکا خط
شراب یار پلاتا ہے مجھکو ڈہکا کر
خوش آئی کیا ہے تجھے زاہدا خط خال صنم
گناہ ہوتے ہین او اب ہمسے خط کی لیی

لیے جو بوسے تمہارے اوٹھا گیا کیا خط
دکھا رہا ہی عجب دور جام صہبا خط
جسی جنون نہو اوسکو بہار سے کیا خط
الہی کاش نہوتا جہان مین پیدا خط

نہین ہی کم مجھی رونے سے خندہ ساغر
کبھی نہ لب ہوئے میرے آشنا شکایت سے

جو پاس یار نہ ہو میکشی کا پھر کیا حظ
جو دستے گالی بہ گالی اوٹھاؤن نا حظ

سے کہے چتون مین غزل ایسی ہمنے ای گویا
کہ جسکو سنکے اوٹھاتے ہی روح سودا حظ

اشک سے ای ہنی اگر گرتی ہی آب دانہ شمع
کس لیے ہے جمع کرتے خرمن پروانہ شمع

اگر اوٹھادی ہاتھ سے وہ سایہ مستانہ شمع
محفل مے مین دکھائی گردش پیمانہ شمع

بنگیا ساغر چراغ اوسکے جو ہاتھ مین
عکس رخ سے بنگئے موج مے پیمانہ شمع

یار اگر آئی تو روشن ہو مکان میرا
ہوئی کب روشن ہمارا خانہ ویرانہ شمع

صورت قلقل کری نالہ زبان شعلہ سے
ساقیا دیکھے جو تیرے نرگس مستانہ شمع

ہی بلورین جھاڑ سا روشن جو دیکھو دور سے
ساق و ساعد شمعین ہین اور چہرہ جانانہ شمع

ساعد روشن کی اوسکی تب خریدار اگر ہی
کاٹ کر سر رکھدے پہلے ہاتھ مین بیعانہ شمع

دود شمع داغ دل کر گیا آخر سیاہ
مثل کعبے سکے بنائی گی مرا بتخانہ شمع

رونی مین بھی ان حسینونکی سراسر کر گیا
آنسوؤنکے تار سے کہتے ہین ام دانہ شمع

ہی جہان نظر دنین آنے بازی شطرنج
مہرہ شطرنج ہمیان بھر ہی ہر خانہ شمع

یا الٰہی کون ہی برق تجلی جھانکتا
بنگیا ہی روشنی سے روزن کاشانہ شمع

ہی زبان شعلہ پر کیا کیا دھوم پیچ و تاب
زلف پر خم کا تری کہتے ہی کیا افسانہ شمع

تیری قد موزون گریگا کٹ کے سر لگیر سے
تو جو آئیگا گریگی سجدہ شکرانہ شمع

ساق وساعد ابھی دینے ہین تشبیہین مجھے
تاج شعلہ ہی دہوان کلغی پروانہ چراغ
تیری دیوانی کا وحشت خیز ہی ایسا مکان
آتش داغ جدائی کا جو لکھون خط مین حال
سنگ بھی اگر لگا پروانہ سان جلنے لگا
سامنے اوسکے ترا کافور ہوجائیگا رنگ
جب جدا ہون بھول جائین خوبرو حسن سلوک
مین وہ ہون بے وانہ دیوانہ گر محفل مین جاؤن
ساقیا یاد آگئی وہ گردن وچشم وعذار
نالہ جانسوز لاؤن لب تلک گر نہ ہم مین
ہمسری کی تھی جو ساق یار سے پائے سزا
پھینک دیگا ہاتھ سے اپنے اگر گل کرے کی بار

دیکھیے کیا کیا کرے گی ناز معشوقانہ شمع
بزم مین رکھتے ہی گویا شوکت شاہانہ شمع
کر رنگ شبتاب سان اوڑتے ہی بیتابانہ شمع
کیا عجب ہے گر بنے کاغذ قلم پروانہ شمع
بنگیا ہی آتش غم سے ترا دیوانہ شمع
دیکھ اوس خورشید رو کی سامنے جانانہ شمع
غیرت زنبور باہم یار مین پروانہ شمع
خانۂ فانوس سے آئی نکل طفلانہ شمع
رو دیا بس دیکھکر مینای می پیمانہ شمع
بھاگ جائے سامنے سے میر بیتابانہ شمع
باندہ کر لٹکائی ہی اوسنے میان خانہ شمع
سر کے بل گر گر کریگی سجدۂ شکرانہ شمع

بال سلجھاتا ہی وہ اپنے حنائی ہاتھ سے
پنجۂ خورشید سی کرتی ہی گویا شانہ شمع

ہی یقین گل ہو جو دیکھی گیسوی دلبر چراغ
ہاتھ سے اپنے کرے وہ ماہ روشن گر چراغ
کوچۂ گیسو مین داغونکے سبب بھٹکیگا دل

آگئی کالی کی بہلا روشنی ہی کیونکر چراغ
چرخ جیسا ہو دہوین سے اور بنے اختر چراغ
یعنی ہوتا ہی شب تاریک مین ہمسر چراغ

برات بن گئی ہی میرا حال تھا ای شمع
کس لیے جاتا ہی تو سیر چراغان دیکھنے
تیری بسہا ہے جدائی مین دیا کسنی نو رنج
سب حسینان جہان ہوگئین ہرجائی دلا
بیٹھے بیٹھے یہ خانہ ہمارا یار وحشت خیز ہی
آہ سی اک ابھی داغون مین لگ اوٹھتی ہی آگ
مار ڈالا ہی جواونسی داغ دی دی کر مجھے
ہو فزون قدر حسینان جسقدر ہوں یہ بعید
گرچہ جائی ہاتھہ مین لی جام وہ شمع رو
میری مژگان پر نہین ہی جلوہ گر لخت جگر
دیکھی جو گردنکشی اوس شمعرو کی بزم مین
اوسکی تیغ ظلم سے اب نام کو عاشق نہین

شعلے نظر و نہین میرا نکہ تھی وہ مجمر چراغ
یہین ہمین داغونکی بدولت دیا نو نسی تا سحر چراغ
اپنی شعلے سی دکھاتا تھا جبھی خنجر چراغ
دیکھہ لی ہوتا ہی روشن شام کو گھر گھر چراغ
کرمک شبتاب سان اوٹھتے ہین یان اکثر چراغ
ورنہ دیکھا ہی کہ گل کر دیتی ہی صرصر چراغ
جا ہے ہے دشمن کبھی آ آکی تربت پر چراغ
دور سے دیکھو تو آتا ہی نظر اختر چراغ
موج می ہو جائی شعلہ اوڑ نے ساغر چراغ
ہین لب دریا یہ روشن آ پری پیکر چراغ
منہ ہی کیا پہر آپنے شعلے سے اوٹھا ئے سر چراغ
ایک پروانہ نہ نکلے ڈھونڈ ہو گر لیکر چراغ

ذکر حق سی دل کو روشن کر جلاتا کیا ہے شمع
گل نہین ہوتا ہی ای گویا یہہ محشر تک چراغ

آپ سے جاتا نہین مین اوس ستمگر کیطرف
ہی دم گریہ چمن مین جو قد جانانکی یاد
یار کا روی منور یاد آجای سے مجھے

خود بخود گردن اکہنچ جاتی ہے خنجر کیطرف
آب جو ہی اشک جاری ہی صنوبر کیطرف
نکلیں آنسو دیکھون گر خورشید خاور کیطرف

کہیو قاصد ہے تری مفتون کو ایسا انتظار
اب تلک تیرے شکستہ کی انکھین ہتی ہین در کیطرف

ایک آنسو بھی گرا تو سیکڑون دریا بہے
چشم کم سے کیون ان ہم دیکھین سمندر کیطرف

بسکہ ای مہرو ترے دانتون کا رہتا ہے خیال
رات بھر آنکھین لگی رہتی ہین اختر کیطرف

اوڑ چلا دل فندقِ پائی نگارین دیکھکر
مرغ آتشخوار دوڑے جیسے اخگر کیطرف

یہ چرخ مینائی کو بدمستی مین مینا سمجھے ہم
ہاتھ دوڑے ہے مہِ تابان کے ساغر کیطرف

ہی قسم اوسکی قد رعنا کی ہمنی باغ مین
آنکھ اوٹھا کو بھی جو دیکھا ہو صنوبر کیطرف

جذب دل تب جانیے جب یار نکلے سیر کو
بھولکر رستہ چلا آئے مرے گھر کیطرف

بعد مردن بھی ہے یہ پیک صبا کا اشتیاق
خاک میری جاتی ہی اوڑ اوڑ کی کام صر کیطرف

تو نہین مجھسے ملاتا آنکھ پر خنجر ترا
دیکھتا ہی چشم جوہر سے مرے سر کیطرف

دیکھ لے اوس غنچہ لب کو بلبل گویا اگر
آنکھ اوٹھا کر پھر نہ وہ دیکھے گل تر کیطرف

ہاتھ پھر وحشت مین دوڑے گریبان کیطرف
پھر مجھی جانا پڑا کوہ و بیابان کیطرف

پھر بہار آئی گل رخسار یاد آنی لگے
مثل بلبل اوڑ چلا دل پھر گلستان کیطرف

پھر کسیکا چاند سا مکھڑا مجھی یاد آ گیا
دیکھتا ہون رات بھر پھر ماہِ تابان کیطرف

پھر کسیکی لنبی لنبی بال یاد آئی ہمین
روتے ہین پھر دیکھکر شبہای ہجران کیطرف

آینے کا اوس پریکو پھر گمان ہونے لگا
دیکھتا ہی پھر ہماری چشم حیران کیطرف

ای جنون پھر مجکو وہ خوش چشم یاد آنے لگے
روتی ہین پھر دیکھکر چشم غزالان کیطرف

یہ ہوا و نہین نقلونکا سوا سلسلہ عیان ہوا
پھر لگی جا جا کے رہنے سنبلستانکی طرف

پھر پریشانی کی حد مے کھینچنے مجکو پڑے
دل کھنچا جاتا ہے پھر زلف پریشانکی طرف

آستین پھر آنسوؤن سے ہای تر ہونے لگے
پھر لگے بہہ بہہ کے جانے اشک دامان کیطرف

ہی یقین پھر ابکی پھکو کنوئین جھنکوائیگا
دل ہوا مائل پھر اک چاہ زنخدان کیطرف

آبلون کے زخم پھر شاید کہ ہوجائین ہرے
پھر بہار آئی چلی خار مغیلان کیطرف

ای جنون گھای تن کو شوق نشتر پھر ہوا
دیکھتا ہون پھر کسیکی نوک مژگان کیطرف

جیب کے جانب جنون نے ہاتھہ ڈالا ہے پھر
چاک نے پھر پاؤن پھیلائے ہین دامان کیطرف

چھٹ گئی دست خرد سے پھر عنان اختیار
لیچلا پھر توسن وحشت بیابان کیطرف

پھر ہوا شوق شہادت آہ ای گویا مجھے
پھر جھکا جاتا ہی سر شمشیر عریان کیطرف

کاہش جان ہی لتب ہای فراق
کس بلامین ہی مبتلای فراق

کوئی دوزخ اسی پہونچتا ہے
نہ کسیکو خدا دکھای فراق

کھا گیا غم ترا کلیجے کو
دل مرا ہو گیا غذای فراق

جان دی اوسکا نام لی لی کر
بس ولا تھی یہی وفای فراق

دادرس کوئی بھی جہانمین نہین
مین کہون کس سے ماجرای فراق

سقف گردون دن جلادی کہین
ای مری آہ شعلہ زای فراق

دل بھی بیگانہ ہو گیا مجھ سے
مین ہوا جب سے آشنای فراق

خوار ہون زار ہون پریشان ہون
وہ ہی آیا نہ آئی آپ مین ہم

اوس سے کہدو یہہ ماجرای فراق
اسکو کہتے ہین انتہای فراق

روند آکر مزار کو اوسکے +
ہے یہہ گویا کا خونبہای فراق

بھولا ہی بعد مرگ مجھی دوست یان تلک
سگ بھی نہ اوس کا آیا مری استخوان تلک

گو ہم قفس سے جا نسکے بوستان تلک
اوڑ اوڑ کی رنگ چہرہ گیا پر وہان تلک

بلبل ہجوم گل ہی چمن مین یہان تلک
پھولون سے بہا گیا ہی ترا آشیان تلک

کب پہنچی آہ ضعف سے گوش بتان تلک
سو جا ٹھہر کے سینے سے آئی زبان تلک

پرواز پیش از زمین تھی مری آسمان تلک
ابتو چمن سے جا نہ سکون آشیان تلک

ایسا کیا ضعیف غم انتظار نے
آنکھونکو میری بار ہی خواب گران تلک

عالم ہون علم عشق کا مین کرکے سیر ہی
ای عندلیب تو ہی پڑے بوستان تلک

اوس مہ کے وصف سے یہہ ہوا مرتبہ بلند
پہنچی مری غزل کی زمین آسمان تلک

اس ادب ہا ہی جنون مین ہے اسقدر
آتا ہون سجدی کرتا تری آستان تلک

اوس مست کے ہین گیسونکی سلسلی مین ہم
ساقی مرید جسکا ہی پیر مغان تلک

رکھین ادب سے پاؤن ہم تیری راہ مین
باہر جب آپ سے ہون تو پہنچین وہان تلک

فصل خزان مین گل کا تو آنا محال ہے
بجلی ہی کاش آئی مری آشیان تلک

کیونکر نہ سر پھرے مرا اوس تیغ کی ای
گردش ہی جستجو مین ہی سنگ فسان تلک

سو بار اپنی فکر عدم سی پری گئی
لیکن نہو نہچی یار کی ہوئی میان تلک

اوس حور کا مکان ہی جنت سے بھی پرے
رضوان پہونچ سکے نہ کبھی پاسبان تلک

اس درجہ فرط ضعف سے ہم پیچھے رہ گئی
یعسبحی نہ آہ بھی جرس کاروان تلک

دل مین ہمارا اوسکی محبت نے گھر کیا
پونچا ہی اس مکان سے جو لامکان تلک

اللہ رہی داغ ذرا دیکھہ اہی ہما
آیا نہ بی طلب سگ یار استخوان تلک

اوس داغ نی جو سر مرا اٹھکر ایا پاؤن سے
پونچا داغ آج مرا آسمان تلک

نخل مراد یار ہوا آج بارور
صد شکر کٹکی سر مرا پونچا سنان تلک

پھر جائے تیر آگی وہ برگشتہ بخت ہون
رخ پھیر دیکھکر مجھی اوسکی کمان تلک

مرنیکی بعد ہی سگ جانان نکال انتظار
کہدو ہما نہ آئی مری استخوان تلک

سو بار آگئی موت بھی فرقت مین پھر گئی
برگشتگی نصیب کے کیسی کہان تلک

گویا یہہ نا توانیکا احسان مجھہ پہ ہے
آئی دیا نہ یار کا شکوہ زبان تلک

شمع بہا گی دیکھہ کر میری سیہ خانے کا رنگ
دیکھہ لی گر سوز دل اور جائے پروانے کا رنگ

ساقیا جب پنجۂ رنگین مین لے وہ مست ناز
سرخ ہو جائے اگر ہو سبز پیمانے کا رنگ

تو عبث دہوتا ہے قاتل دامن گل کی روش
میری خون کا تیری دامن سے نہین جانیکا رنگ

اوس پری کے چشم کی تعریف گر رکہون جو ورد
ہو سکیگا نہ مری سبحے کی ہر دانیکا رنگ

ساقیا تو ماہ ہی اور ساغر می آفتاب
آسمانی چاہیے اس سیر میخانیکا رنگ

نغمۂ رنگین کو سنکر مثلِ گل پہنتی ہین گوشِ
دامنِ گل کر دیا ہی دامنِ کہسار کو
جسمِ سُرخ ایسا ہے پہنا اوسنی جو متیکا ہاگ
زردیِ رخ نی بنایا اوسکو کشتِ زعفران
ناتوانی بعدِ مردن بھی نہین زائل ہوئی
کہیت مین ہے پیر شہیدون کے جو دہقان ہونگا

چھا رہا ہے بزم مین ایسا ہے تیر گانیکا رنگ
ابر سیکھی آ کی ہم سے اشک برسانیکا رنگ
ہر گہڑی مین صاف اب ہونگی کی ہی داغانیکا رنگ
ہنس رہین ہین دیکھ کر سب ہے یہ دیوانیکا رنگ
زرد ہی کیہو تمہارے گل کی ہی ہمانیکا رنگ
سُرخ ہو جائیگا بس گرمی ہی ہر دانیکا رنگ

مصرعِ اوستاد گویا پڑہتی ہین مستی مین ہم
سبز ہی میناکا رنگ اور سُرخ پیمانیکا رنگ

ہی تری رخ سی آفتاب خجل
جام پر ہنس رہا ہی ساغرِ لب
ہنسنے مین جب وہ دانت دیکھ لیے
دیکھتی ہی عرق عرق ہو جائے
جام سے اپنی منفعل ہے ماہ
برق نادم سے ہے بقرار ہی
کیون نہ انگارون پر سدا لوٹے
سرنگون ہے ہلال جو ای ماہ
یار کی دل سے وہ ہو سکا نہ غبار

کفِ پا سی ہی ماہتاب خجل
چشمِ میگون سی ہی شراب خجل
ہو گیا گوہرِ خوش اب خجل
آگی اوس گل کی ہو گلاب خجل
ہیِ گلگون سے آفتاب خجل
میری رونی سی ہی سحاب خجل
دلِ سوزان سی ہے کباب خجل
ہی تری دیکھ کر رکاب خجل
ہون مین ای دیدۂ پر آب خجل

آگئی گویا کے منفعل بلبل ؏
تجھ سے ای رشک گل گلاب خجل

رہتی ہین پامال مثل سایۂ دیوار ہم
نسبتیں بھی ہین خاطر گردون دون پر بار ہم

رشک اسی کہتی ہین آئی دین نہ اوسکو بار غم
بند کر لین تا نہ چشم نرگس بیمار ہم

ہو گئی ہین گرچہ اک عالم کی نظروں مین سبک
پر ہین تیر خاطر نازک پہ اب تک بار ہم

کچھ نہ پوچھو ہم سے جو اوٹھا شکر رنجی مین لطف
سمجھے ہین قند مکرر یار کی تکرار ہم

صورت مژگان جگہہ آنکھونمیں ہم خنجر کو دین
مثل ابرو منھ پہ کھائین یار کے تلوار ہم

اپنی کشتے ڈوبیگی تلوار ہی گھاٹ مین
دیکھکر مرجاہین گے وہ ابروِ خمدار ہم

کیون نہ اب جائے عصا مینا می ہو ہاتھہ مین
یعنی چشم مست ساقی کے ہوئی بیمار ہم

بنگئی ہی خاک بھی بعد از فنا رنگ روان
ڈھونڈتی پھرتی ہین اب تک کوچہ و بازار ہم

ہم تو کیا ہین حضرت عیسیٰ بھی دیکھین تو کہین
عین صحت ہے جو دن آنکھوں کی ہون بیمار ہم

تیغ ابرو کا تصور دلمین لا سکتی نہین
ہاتھہ مین یوانیکی کسطرح دین تلوار ہم

نالۂ پر درد ای گویا سنایا چاہیے
یار کہتا ہی سنین گی درد کے اشعار ہم

مری خون سے سرخ کر اور کفک تجھی ہاتھون کے رنگ حنا کی قسم
نہ اوٹھاؤنگا تیغ تلی سی مین سر بھی یار تیرے کف پا کی قسم ؏

کہا لیلی نی قدر شناس ہین ہم ہمین اپنی ہی مہر و وفا کی قسم
جو ہی قیس کو غم ہی یہان بھی الم کھو کھائین دو بار احد کے قسم

کہا لیلی نی ناقہ جو چل نسکا یہی قیس کا بن ہی خدا کی قسم
یہہ اوسی کی ہی عشق کا جذب ہوا اوسی وحشیٔ بی سر و پا کی قسم

کبہی باغ مین گل پہ کرون نہ نظر رخ یار کی حسن و صفا کی قسم
مری نظرونمین سانپ ہی سنبل تر مجھی حلقۂ زلف رسا کی قسم

کہین آیا بگولا نظر جو کبہی کہا لیلی نی باد صبا سے یہی
یہی حال ہمارے ہی قیس کا بہی اوسی وحشیٔ بی سر و پا کی قسم

تری ہجر مین آئی جو میری قضا ہی باغ جنا نمین بہی وہیان ترا
کسی حور کا بہائی نہ ناز و ادا مجھی تیری ہی ناز و ادا کی قسم

تھی جہانمین عجیب نصیب کی ہم کہ سہا کبہی تا دم زیست الم
ہمین کر چکی کشتۂ تیغ ستم تو وہ کہاتی ہین جور و جفا کی قسم

تب ہجر سی حال تہا میرا برا جو وصال ہوا تو وصال ہوا
نہ تو مین ہی رہا نہ مرض ہی رہا اوسی عیسیٔ وقت شفا کی قسم

کہا یار نی دیکھی جو شرم مری رہی قمر یکو اُنس نہ اوسنی کبہی
ہون لجا لو یہہ جتنی ہین سرو بہی مجھی اپنی ہی شرم و حیا کی قسم

گرا مستی سی شب جو وہ ماہ لقا وہین ساقی کی ہوش رہی نہ بجا
سبو ہاتہہ سی پیر مغان کی گرا اوسی مست کی لغزش پا کی قسم

جو ہو نجد کی بن مین گذار مرا کہی کانٹون سی جسم نزار مرا

کرو عضو ہر ایک فگار مرا تمہین قیس سے برہنہ پا کی قسم

ہوا قیس کا جب کہ چمن مین گذر کہا شرط وفا ہی یہہ باد سحر

کبھی دیکھون جانب سنبل تر مجھی لیلی کی زلف دوتا کی قسم

مین اکیلا پڑا ہوا روتا رہا کبھی ہنسی نہ خون کا قطرہ گرا

مری زخمون نے ساتھہ نہ میرا دیا مجھی ہجر کی شب کے بکا کی قسم

کبھی آیا جو اوسکا خیال ذرا مری آنکھون کے پردیمین وہ ہین چھپا

نہین دیکھی کسی مین یہہ شرم و حیا مجھی یار کی شرم و حیا کی قسم

کر ہی بات وہ گل جو اداکبھی لگی چٹکی سی بلبل زار کو بھے

کبھی چٹکی نہ کوئی چمن مین کلی مجھی اوسکی دہن کے صدا کی قسم

جو چمن مین وہ لالہ عذار نہین کسی گل پہ ذرا بھی بہار نہین

کہین نغمہ بلبل زار نہین مجھی جنبش باد صبا کی قسم

دل مضطرب آہ جو کہتی ہین ہو کہو سیدہی ہی بات تو ترچھی سنو

یہہ سمجھہ لو جو کعبہ بہی تم ہو بتو نکرون کبھی سجدہ خدا کی قسم

شب ماہ ہی اور چمن کے فضا لب نہر ہی اور ہی ٹھنڈی ہوا

کوئی جام شراب کا دی گویا تجھی ساقی ماہ لقا کی قسم

کوچہ جانان مین جب جاتی ہین ہم باغمین بی یار اگر جاتی ہین ہم	کیا ہی مایوسانہ پھر آتی ہین ہم بلبلونکی طرح چلاتی ہین ہم

شکل مژگان تیغ گو مونہہ موڑ لی — سر کو اپنی کوئی سر کاتی ہین ہم

کیون نہ کہیں جنگ ہی یہہ عین صلح — لڑتی ہی آنکہہ اوس سے ملجاتی ہین ہم

مول لیتی ہین لڑائی یار سے — دیکہہ دل آنکہین لڑا آتی ہین ہم

اسقدر ہم جنس بی مقدار ہین — لو جو تم نظروں مین تل جاتی ہین ہم

صید ہین پر کرتی رہتی ہین شکار — دام مین صیاد کو لاتی ہین ہم

ہجر مین جز غم نہ کہایا ہمنی کچہہ — یار کہانیکی قسم کہاتی ہین ہم

یاد آتا ہی جو وہ رنگین ادا — اشک خون آنکہون سے برساتی ہین ہم

آگی اوس شمشاد قامت کی مدام — بید کی مانند تہراتی ہین ہم

نقش پا کی طرح مت کر پائمال — ابتو او ظالم مٹی جاتی ہین ہم

رشک سی شانہ نہ کیون صد چاک ہو — ہاتہہ سی زلف اوسکی سلجہاتی ہین ہم

کہینچتا ہی جب کسی پر تیغ تو — قاتل اپنی سر کو نیہوڑاتی ہین ہم

بھاگ جائین کیون نہ آگی سی رقیب — اپنی تیغ آہ چمکاتی ہین ہم

آتش غم سی تری ای شعلہ رو — شمع سان ابتو جلی جاتی ہین ہم

مر گئی تھی آہ کس خوش چشم پر — آہوؤن کی ٹہوکرین کہاتی ہین ہم

اپنا غمخوار ابتو سمجھو تم ہمین — مدتون سی یار غم کہاتی ہین ہم

جب تو آئی لائین اوس عیسی کا دہیان — ای اجل کیا تجہکو ترساتی ہین ہم

اپنی رونی کی حقیقت ای صبا — کیا غزل اپنی لکہواتی ہین ہم

جلد دنیا سے اوٹھا لی اے فلک
اک خوشی آتی نہین تیری بغیر
خواب مین اک نور آتا ہے نظر
اور کچھہ حاصل نہین پر نام کو
کب بُتِ مہرو کی دیکھین گی قدم

چشم عالم سے گری جاتی ہین ہم
لاکہ شکلین دلکو دکھلاتی ہین ہم
یاد مین تیری جو سو جاتی ہین ہم
عاشقو نمین تیری کہلاتی ہین ہم
برہمن کو ہاتھہ دکھلاتی ہین ہم

جب سی حشت ہو گئی گویا ہمین
شعر وحشی روز پڑہواتی ہین ہم

جاتی ہین یا اوسکو بلواتی ہین ہم
بال تیری مونہہ سے سرکاتی ہین ہم
اے بت کافر تو نکلا سنگدل
کاہ ساں اوڑتی ہین فرطِ ضعف سے
اے غمِ دلدار سینی سے نکل جا
پیشوائی کی لیے آئی غزال
وہ پری پہنائی گر زنجیرِ زلف
ایک بہی غمخوار یہہ کہتا نہین
ان جفاکارونکو کہتی ہین عزیز
گفتگو کرتی ہین وصلِ یار کی

دلکو یہہ کہہ کہہ کی بہلاتی ہین ہم
شام کو اب صبح دکھلاتی ہین ہم
دل لگا کر سخت پچتاتی ہین ہم
پاؤن کی بہی ٹھوکرین کہاتی ہین ہم
ہجر مین دل تجھہ سے بہلاتی ہین ہم
کسکی آنکھین دیکھہ کر آتی ہین ہم
تو ابہی دیوانی بن جاتی ہین ہم
روٹھتی اوسکو لیے آتی ہین ہم
دشمنون کے دوست کہلاتی ہین ہم
پھر یہہ کہتی ہین کہ کیا گاتی ہین ہم

کھا کی بل کھتا ہی وہ موئی کمر
گیسوؤنکو پیچ سکھلاتی ہین ہم

تیر مژگان اوسکا پھر یاد آگیا
پھر کمان کی طرح جلاتی ہین ہم

تار ثابت جیب و دامن مین نہین
ای جنون تیری قسم کھاتی ہین ہم

آنکھہ مجھہ سی پھیر کر کھتا ہی وہ
گردش ایام دکھلاتی ہین ہم

تا لہو پوچھی وہ اپنی تیغ سے
زخم دامن دار دکھلاتی ہین ہم

ہجر کی شب ہمکو نیند آئی نہین
زلف شبگونکی قسم کھاتی ہین ہم

تو نے نظرون سی گرا یا کیا ہمین
سبکی نظرون سے گری جاتی ہین ہم

نامہ لکھہ لکھہ کر ترا وصلی پہ روز
ہجر مین یون دلکو بہلاتی ہین ہم

سامنی آتا ہی جو یوسف جمال
اوسکی ہاتھون مفت بک جاتی ہین ہم

ایسی خوش آئی ہی از خود رفتگی
آپ مین برسون نہین آتی ہین ہم

یہہ غذا لکھی تھی کیا تقدیر مین
کیون فلک یعنی ٹھوکرین کھاتی ہین ہم

بھیجتے ہین خط پہ خط او شہسوار
گھوڑی اب کاغذ کی دوڑاتی ہین ہم

درد سر کی یہہ ملی ہم کو دوا
سر تری چوکھٹ سے ٹکراتی ہین ہم

دیکھہ آتا ہی جو روے یار کو
پاؤن اوسکی چومنی جاتی ہین ہم

سر و بال دوش ہی گویا کو اب
تیری پاؤنکی قسم کھاتی ہین ہم

اوسکی غفلت پیش گر آتی ہین ہم
بھول جانا یاد دلواتی ہین ہم

بن تری جب باغ کو جاتی ہین ہم
دل ہی آیینہ وہ ہی پرتو فگن
بیقراری سی گرا دیتی ہین برق
محفلِ عالم مین ہم مانندِ شمع
یاد آتی ہین لبِ شیرین تری
کھینچتے رہتی ہین لیلیٰ کی شبیہ
ممکن اُوسکی ساتھہ اگر ہونا نہین
ہجرِ ساقی مین کہان ہی میکشی
خاکساری ایسی خوش آئی ہمین
حاملانِ عرش کہتی ہین مجھے
زندۂ جاوید ہو جاتی ہین پھر
دیکھتی ہین ہر مقید مین تجھے
ناتوانی یان پر پرواز ہے
یاد آتی ہین جو یارانِ عدم
رہتی ہی یان بیخودی آٹھون پہر
ترکِ مطلب نے کیا ہی بی نیاز
ہمہ جہان ہی کشتیِ بحرِ فنا

داغ تازہ دل پہ لی آتی ہین ہم
یار کو آغوش مین پاتی ہین ہم
منہہ اگر روکی برساتی ہین ہم
ہین کھڑی لیکن چلے جاتی ہین ہم
زہر میٹھا ہجر مین کھاتی ہین ہم
یون دلِ مجنونکو بہلاتی ہین ہم
پاؤن اب مدفن مین پھیلاتی ہین ہم
بھر کی اشک آنکھو نمین پی جاتی ہین ہم
پیرہن مٹی مین رنگواتی ہین ہم
تیری آہو سے جلی جاتی ہین ہم
پہلی مرنی سی جو مر جاتی ہین ہم
اور کو مطلق نہین پاتی ہین ہم
رنگِ رخ کی ساتھہ اوڑ جاتی ہین ہم
شہرِ خاموشان مین چلی آتی ہین ہم
اب بلاؤ بھی تو کب آتی ہین ہم
ہاتھہ کھینچا پاؤن پھیلاتی ہین ہم
بیٹھی ہین لیکن چلی جاتی ہین ہم

مرنیکو بھی لوگ کہتی ہین وصال
ضعف سی صاحب ہمین کہتی ہین لوگ
گھر سی کیونکر نکلین فرطِ ضعف سی
قبر مین او سنی کہا آؤن گا مین
دیکھیی اب شامِ غربت کیا دکھائے
ضعف سی رہتا اب پاؤن پہ سر ہے
زردی رُخ سی ہین کشتِ عفران

پہر اگر تیغ ہی تو مر جاتی ہین ہم
مفت مین آیوب کہلاتی ہین ہم
بیت کی مضمون کہلاتی ہین ہم
اس توقع پر سوی جاتی ہین ہم
رخصت ای صبح وطن جاتی ہین ہم
آپ اپنی ٹھوکرین کہاتی ہین ہم
جانئی گریہ ہی ہنسنے جاتی ہین ہم

بارِ عصیان سر پہ ہی گو یا بہت
کیا اوٹھائین سر جھکی جاتی ہین ہم

بی سوالے صبر کی دولت اگر پیدا کرون
مین تو کل سی شکیبائی اگر پیدا کرون
مقتضا طینت صافی کا ہے باغ دہر مین
عشق برخوردار جاہو کہ پہل ہوئی نصیب
تب تو اہلِ دل کی خوشبو سے معطر ہو دماغ
سیا ان ہی دل جو دائم پژمردہ رہے
تنگ آیا ہون سنگ باری سی عالم کی بہت
متحد ہونیکی لذت تب تو حاصل ہو دلا

مثلِ گل بی منتِ مخلوق زر پیدا کرون
خاکِ صحرا قناعت سے شکر پیدا کرون
رابطہ مثلِ صبا با خشک و تر پیدا کرون
پہلے آہ و اشک سے نخل و ثمر پیدا کرون
جستجو مثلِ صبا جب در بدر پیدا کرون
بقیہ رہین وہ اپنا ہم سفر پیدا کرون
بید سان کچھند شاخ بی ثمر پیدا کرون
پہلے جب کیفیتِ شیر و شکر پیدا کرون

بہلی مرجانیسی مین ای عشق ہو جاؤن خاک
پہر لگاؤن ہاتہہ مٹی کو تو زر پیدا کرون

مجہکو فارغ کر دیا حیرت نے اوسکی دید سے
خود وہ پردہ ہو جو مین نور نظر پیدا کرون

گر نہو بیم خزان لین نہ امید بہار
پہر تو نخل ناامیدی سے ثمر پیدا کرون

تا نہ پہونچی رنج یاران راحت نہین ہوتی نصیب
کٹ کے شاخ تاک سان اہل ثمر پیدا کرون

راہ مین ونکی کبہی پا ہر قدم پڑتی نہ پائی
منزل مقصود کی یہہ رہگذر پیدا کرون

دل کبہی خوف ندامت سے جو ہووی اشکبار
اوسکی ہر قطرہ پسینے سے مین سو گہر پیدا کرون

خوف عصیان سے اگر برساؤن اشک انفعال
تو تو نخل خشک سے بہی مین ثمر پیدا کرون

مجہکو بہی ہے کیسی آسائش باغ دہر مین
سنگ بہی برسین جو نخل بارور پیدا کرون

اس غزل نی ذائقہ دلکو نہ بخشا اوسقدر
اور نخل فکر مین گویا ثمر پیدا کرون

آہ مین گر ہجر کی شب مین اثر پیدا کرون
دامن شب سے گریبان سحر پیدا کرون

نخل ماتم ہو کبہی گر مین شجر پیدا کرون
پہل ہی تلوار کا جو مین ثمر پیدا کرون

وصف تیغ یار کو طرز دگر پیدا کرون
اک زبان مثل سنان بالای سر پیدا کرون

یا جو نخل قامت جانان مین گر رکہون قدم
تو نگین کیطرح پتہر مین شجر پیدا کرون

مدتون سے یان صبا کا بہی گذر ہوتا نہین
خاک کا اپنی کسی مین راہبر پیدا کرون

جوشش صد مے یہہ پہونچی کہ از خود ٹوٹ جائے
ہاتہہ مین مثل سبو گر زیر سر پیدا کرون

آشنائی تب ہو مژگان دراز یار سے
جا بجا ہو ہر عضو سی جب نشتر پیدا کرون

ناوکِ مژگان کا اوسکی تب ہدف ہووے درست
خانۂ زنبور سان جب مین جگر پیدا کرون

میری تربت پر اگر قاتل قدم رنجہ کری
زیرِ پا نقشِ قدم کی بدلی سر پیدا کرون

باغِ عالم مین اگر پیوندِ الفت ہو درست
تو تو شاخ بید ہے بہی مین ثمر پیدا کرون

ہووی شبنم کی طرح پرواز میری تا فلک
پر تو خورشید سے گر بال و پر پیدا کرون

طالعِ وارون سے دولت اندنون یہہ حال ہے
عیب بن جاتی ہین مین جتنی ہنر پیدا کرون

کھینچی یہہ چرخِ ستمگر مجھہ پہ تیغِ آفتاب
صورتِ شبنم جو اوس گلشن مین گہر پیدا کرون

سب جہان یعقوب سان آنکھون سے پنہان ہو گیا
اپنی یوسف کے کہان سے مین خبر پیدا کرون

یار تک کب اوڑ کی جاتی دیکھہ بخت نارسا
خود بخود کٹ جائین مین بال و پر پیدا کرون

ہون جو ای گویا ابھی بحرِ دل مین غوطہ زن
بی بہا اس بحر مین کیا کیا گہر پیدا کرون

ہون وہ بلبل چاہون مین گلشن اگر پیدا کرون
صورتِ طاؤس اپنی بال و پر پیدا کرون

تیغِ ابرو کی تری مضمون اگر پیدا کرون
اپنی ہر مصرع مین سیفی کا اثر پیدا کرون

آہ کی تاثیر مین گر کچھہ اثر پیدا کرون
گہر مین بیٹھی بیٹھی اوسکی دل مین گہر پیدا کرون

ہون وہ گریان بعد مردن تنے آخاکِ قبر
سبزۂ تر کی عوض مژگان تر پیدا کرون

خود بخود جلنی لگین پروانہ سان اپنی شعر و
گرد پھرنی کی لیے گر بال و پر پیدا کرون

خط اگر لکھون کبھی مین اپنی شکار گاہ کو
بیضۂ گردون سے مرغ نامہ بر پیدا کرون

خنجرِ غم سے ہی کردون سینے کو اپنی چاک چاک
تا دہن اوس ایک درّ کی لاکہہ در پیدا کرون

آسمان سی سب ستارے ٹوٹ کے ہو کر گر پڑے ہین
مین جو نخل آرزو مین بھی ثمر پیدا کرون

بغض ایسا ہے اوسی ہرگز نہ آئی بھول کر
نقش حب کسطرح گر کتنی ہی گھر پیدا کرون

ہو مرے ہمراہ جاؤنگا مین جدہر خانہ بدوش
چاہیے اب صورت آئینہ گھر پیدا کرون

وہ نہ اپنا ہوگا گر سر کاٹ کر رکھدے کوئی
پاؤن ٹیکنے کس لیے اب دوسرا سر پیدا کرون

یہہ وفور آتش غم نی دیا شعلہ بنا
آگ لگ اوٹھی اگر مین بال و پر پیدا کرون

یہ تپی پہناکر پہناؤن موتیونکا ہار اوسے
نخل قد یار مین برگ ثمر پیدا کرون

یار اگر عیسی ہے بیمار ہو جاؤن ابھی
وہ اگر صندل لگائی درد سر پیدا کرون

کیون اوٹھاؤن فرقت جانانکی صدمے رات بھر
شام ہی ہے حالت شمع سحر پیدا کرون

مین ہون اور ہے یہ خیال اوسکے دہان تنگ کا
دل مین بس ایسا مکان مختصر پیدا کرون

تھک چکا گردون خط زنہار مجنون نے لکھا
اب بتا وحشت کہان ہے ہمسفر پیدا کرون

اوس پری سے ہے صورت سایہ نہون گویا جدا
اس سیہ بختی مین اتنا تو اثر پیدا کرون

وہ چشم مہر سے جسدم نگاہ کرتی ہین
سپہر کے چاند کو بھی رشک ماہ کرتی ہین

جو ہم کبھی شب ہجر فرقت مین آہ کرتی ہین
تو ساکنان فلک کو گواہ کرتی ہین

نہ یہہ ادا نہ کرشمہ نہ دست و پا نہ دہن
برابری تری کب مہر و ماہ کرتی ہین

گواہی دیگا ہر اک عضو بر ملا اک دن
چھپا چھپا کی عبث ہم گناہ کرتی ہین

لکھا ہے نامے مین اک برق وش کی زلف کا وصف
بس اب حوالۂ ابر سیاہ کرتی ہین

سفر وطن مین ہمیشہ ہی دلربا یون کہ
فلک ہی پہری گو مہر و ماہ کی دستار

اگہ گہر مین بیٹھی ہین اور دلین راہ کرتی ہین
نگاہ کب یہہ تیرے زی کلاہ کرتی ہین

وہ عین عید ہی پر آتی ہین آج ای گویا
ہم اپنی آنکہہ کمخواب فرش راہ کرتی ہین

مونہہ ڈہانپ کی مین جو رو رہا ہون
اک پردہ نشین کا مبتلا ہون

کیا ہجر مین ناتوان ہوا ہون
تنکا نہ اوٹھی وہ کہربا ہون

تیری سی نہ بو کسی مین پائی
سارے پہولون کو سونگہتا ہون

بلبل ہی چمن مین ایک ہمدرد
مین بہی کسی گل کا مبتلا ہون

آئینہ ہی جسم صاف اوس کا
کیونکر نہ کہی مین خود نما ہون

کہتا ہی یہہ مشتری فلک پر
یوسف تری ہاتہہ مین بکا ہون

رخسار وہ رکہہ کی سو گیا تہا
گل تکیون کو روز سونگہتا ہون

خط لکہہ کی جو ہی تلاش قاصد
مانند قلم مین پہر رہا ہون

مرجان کہی دیکہہ دیکہہ وہ ہاتہہ
مہندی کی طرح مین پس گیا ہون

اتنی تو جفائین کر نہ ای بت
آخر مین بندۂ خدا ہون

ابتو مجہی غیب دان کہین سب
مین تیرے کمر کو دیکہتا ہون

گویا ہون وقت کا سلیمان
پر یون ہی پہ حکم کر رہا ہون

ثانی ترا کوئی نہین حسن و جمال مین
خالِ سیاہِ یار جو دیکھین تو ہون خجل
آنکھون نہین چار ہے کس انسان کا خیال

چلنے مین پاے یار سی آتی ہی یہ صدا
دہڑکا شبِ فراق کا دل سی نہ جائیگا
تہا دل مین بوسہ اک خطِ جانان کا مانگیے
دل نے جو عشقِ زلف مین صدمے اوٹہائی ہین
دلمین ہے مو کمر سی ہم آغوش ہو جیسے
دیکھی اگر تری لبِ جان بخش سی مثال

سورج کی قبضی مین ہے کرن چاند ہالہ مین
ٹہرین نہ پتلیان کبہی چشمِ غزال مین
آتی نہین فرشتی بہی اپنی خیال مین
نسبت نہین تدرو کو کچہہ چال ڈہال مین
ہو جائگا وصال ہمارا وصال مین
کانٹی سی پڑ گئی ہین زبانِ سوال مین
لاکھون ہی بال پڑ گئی ہین اس سفال مین
ہی کیا خیال اس دلِ نازک خیال مین
پڑ جائی جان لال کی مانند لال مین

سایے مین مثلِ آئینہ آتا ہے مونہہ نظر
گویا وہ بی مثال ہی حسن و جمال مین

شبِ وصال مین کیا یار سے دوچار ہو ہمین
نہ منع کر مجہی رونے سے ای گلِ خونے
اگر خیال تجہی صید افگنی کا ہے
سیاہ کیون نہ ہے مر نقشِ پا ہون مثلِ قلم
کہے مر کبہی تری صورت کو دیکھنی دونگا
یہہ کسکے کانکی بالی کی مچھلی دیکھی ہے

رہا فراق مین جیتا سو شرمسار ہو ہمین
چمن ہی کوچہ ترا ابرِ نوبہار ہو ہمین
لگا دی تیر ادہر مفت کا شکار ہو ہمین
طریقِ عشق مین کیسا سیاہ کار ہو ہمین
پڑونگا غیر کی آنکھون مین و غبار ہو ہمین
مثالِ ماہی بی آب بیقرار ہو ہمین

عوض صبا کی بناؤن سحاب کو قاصد ۔ کہ آج برق کی مانند بیقرار ہون مین
ہوا مین خاک کدورت نہ مٹ سکی اوسکی ۔ نہ مجہہ سی صاف ہوا آئینہ وہ غبار ہون مین
جو تیر تیغ جہان سی مجھہ سی موںہہ موڑے ۔ تو پہلی وار ہین دریائے غم سی پار ہون مین
جہون پڑین ہین سر نازک مزاجی پہ پتہر ۔ لگا ہین پہول جو لڑکی تو سنگسار ہون مین

مطلع

نگین کیطرح جسے ہر چند دل فگار ہون مین ۔ پر اپنی یار کی ہاتھون سے نام وار ہون مین
نہ کسطرح ہو بہلا مجھہ سی یار کو نفرت ۔ جو ننگ و عار ہی اوسکا بہی ننگ و عار ہون مین
برنگ برق تجلی ہے وہی طور جہان ۔ کسیکو نور ہون مین اور کسیکو نار ہون مین
ہر ایک عضو مرا شکل چشم بینا ہی ۔ تو دیکھہ لی ہمہ تن چشم انتظار ہون مین
ای آفتاب قیامت نگاہ کم سی نہ دیکھہ ۔ جلا دون دامن محشر کو وہ شرار ہون مین
سخن کو میرے جو سن سنکے ہی کٹا جاتا ۔ مگر عدو کی لیی تیغ آبدار ہون مین
ہنسے جو زرد مجہی دیکہی زعفران کیطرح ۔ خزان مین گلشن ایجاد کی بہار ہون مین
جو مجکو خار ہی اوسکی گلی مین ڈالا بار ۔ نہ کیونکر اوس گل تر کی گلی کا ہار ہون مین
بہانہ ساتھ مہوش سی ہی لپیٹی کا ۔ نہین ہون نشئے مین بیہوش ہوشیار ہون مین
نجائی بعد فنا خاک سی ہی بیتابی ۔ مرون تو شیشہ ساعت کا پہر غبار ہون مین
دل و دماغ مرا جانتی ہی کیا بلبل ۔ نہ اولجہون دامن گل سے کبہی وہ خار ہون مین
یقین ہے سر لب جو بہی بانی بانی ہو ۔ جو تیر پاؤن پہ سر رکہہ کی اشکبار ہون مین
ہر ایک داغ ہی گل اور آہ سرو نسیم ۔ وہ عندلیب ہون گلشن کا یادگار ہون مین

تو اپنی چاند سے مکھڑے کو گر کہے گلزار
ہلال کہنے لگی اس چمن کا خار ہمین

ادہر تو دیکہیو گویائی گل کہلائی ہین کیا
ہجوم داغ سی کہتا ہی لالہ زار ہمین

دماغ اور ہی باقی ہین ان حسینو نمین
یہہ ماہ وہ ہین نظر آئین جو مہینو نمین

خیال زلف ہی یون عاشقو نکی سینو نمین
کہ جیسے سانپ ہون بیٹھی ہوئی خزینو نمین

کمال حسن ہے ای چرخ ان حسینو نمین
ہین آفتاب عذارو نمین مہ جبینون مین

قسم خدا کی نظارہ کرین خدائی کا
لگائین آئینہ دل جو دوربینون مین

ہماری ماہ کو یہہ زاہدون نے سجدے کیے
ستارے بنگئی گھٹی جو تھی جبینو نمین

بتون سے دور ہین اب کیا خدا کی قدرت ہے
کبھی وہ دن تھے کہ ہم بہی تھی ہم نشینو نمین

خوشی کا روز ہی ابتو گلے لپٹنی دو
نظر پڑی ہو مہ عید یان مہینون مین

اس ایک خال پہ ای ماہ تو نہ ہو مغرور
ہزارون داغ ہین ان عاشقو نکی سینو نمین

جو ماہ شام کو نکلی تو صبح کو خورشید
ہی اتفاق نہین دیکھہ لو حسینو نمین

کیا ہی وصف سراپا جو ایک سرکش کا
ہی آسمان مرے اشعار کی زمینو نمین

خط عذار کا مضمون جو بندہ گیا ہم سے
وہ تنکی چبھنی لگی تہی جو نکتہ چینو نمین

ہزار دی مجہی گردش فلک نی مین نہ پھرا
یہی تو فرق ہی اشرافون اور کمینو نمین

بجھایا شمع کو فانوس مین لگادی آگ
کلائیان جو ترے دیکھین آستینو نمین

عدم کو قافلہ یارونکا آ کے جا پہنچا
لسان نقش قدم ہم ہین [illegible] نمین

نکال ساقیِ مہوش برنگ گل ساغر — نہ رکھہ تو غنچہ روش ہاتھہ آستینون مین

ادا ہو شکر ترا کسطرح زبانون سے — سمائی نام ترا کیونکہ ان نگینون مین

جو مہر ماہ کو ہو ذوق شمسہ اسکا — رکابین ہالۂ مہ کی لگاؤن زینون مین

کہو نہین کیون نہ گل اندام ان حسینونکو — گلاب کیسی کچھہ آتی ہی بو پسینون مین

نکیون ہو جام ہمارا برنگِ ساغرِ ماہ — ہی آفتاب نہان اپنی آبگینون مین

ہون بادشاہ سخن گو فقیر ہون گویا
مرا اجارہ ہی اشعار کی زمینون مین

کیونکر نہ خوش ہو سر مرا انکی دار مین — کیا پہل لگا ہی نخل تمنائی یار مین

جایا بہت ولی نہ ہوا ہجرِ یار مین — محبوب کیا اجل بہی نہین اختیار مین

موباف سرخ کیون نہو گیسوی یار مین — شبخون یعنی لاتی ہین شبہائی تار مین

موباف ہی کناریکا زلفِ نگار مین — یا برق کوندتی ہی یہہ ابر بہار مین

راحت کے ساتھہ رنج بہی ہی روزگار مین — ہنسنے پہ گل کی روتی ہی شبنم بہار مین

پنہان ہوا ہی خال خطِ مشکبار مین — ملتا نہین ہے ڈہونڈہے سے نافہ تتار مین

مرجاؤنگا خیالِ رخ و زلفِ یار مین — آجائیگی اجل اسی لیل و نہار مین

لپٹی ہی چوٹی یار کی پہولونکی ہار مین — سنبل نے گل کہلائی ہین فصلِ بہار مین

آئین نہ آپ مین جو وہ آئی کنار مین — رکھون مین اپنی طرح اوسی انتظار مین

سبزہ تک اپنی قبر کا [illegible] ہو گیا — پہر ہمکو امید آئی کی اکدم مزار مین

او برقِ طور تا بہ کجا لن ترانیان
جائین کب آشنا تری دریا کی سیر کو
یہہ کسنے آکی قبر پہ بیچین کر دیا
آیا ہی خواب بہی شبِ وعدہ اگر کہین
خاک چمن سے کیا ہی مرا کالبد بنا
بعد از فنا بہی حسن پرستی سے کام ہے
آنسو بہاؤن آنکہون سے اوسکو لگا کی مین
کیون منہ سے بولتا نہین نکلا ہی تو خط
روتی ہین یادِ گوہرِ دندان مین یار ہے
کہیچی وہ لعلِ لب خطِ مشکین مین دیکہکر
فرہاد کی یہہ آنکہین ہین شیرین کو ڈہونڈہتے
مونہ ہے چرخ اس سے نہین کجروی بعید
تجہہ بن نہین یہہ جلوہ تماشا کے ماہتاب
توسن کے ساتہہ دوڑون جو مین منع کر تو
پہولونکا ہار بن گیا ہی موتیونکا ہار
نفرت یہان گلونکو ہی مرنیکی بعد سے
گیسو کو اوسکی تجہہ نہین پروا نقد ول

پتہر اگئین ہین آنکہین ترے انتظار مین
اشکِ رواں سے رکہتی ہین دریا کنار مین
کیا سو رہی تہی چین سے کنجِ مزار مین
آنکہین کہلی رہی ہین ترے انتظار مین
داغون سے گل جو کہلتے ہین فصلِ بہار مین
آئینہ سان صفا ہے سنگِ مزار مین
موتی پروؤن یار کی پہولون کے ہار مین
دروازہ بند باغ کا مت کر بہار مین
موتی بہری ہین شکلِ صدف یان کنار مین
پیدا ہوا ہے لعل بدخشان تتار مین
اے دل غزال بہرتی نہین کوہسار مین
سچ یون ہے راستی نہین رفتار یار مین
چشمِ فلک سفید ہوئی انتظار مین
ظالم عنانِ صبر نہین اختیار مین
ایسا خوشی سی پہول گیا دستِ یار مین
ہوتا نہین ہی گل مرے شمعِ مزار مین
یہہ مال وہی جو ہی سبک چشمِ یار مین

دیتی ہی ناتوانی اگر رخصتِ چمن — پہنستا ہون دام موجِ نسیمِ بہار مین

کرتا ہی کوئی ترک دلا نیزہ بازیان — دنبالہ سرمے کا یہہ نہین چشمِ یار مین

پیسی گا استخوان اثرِ اضطرابِ دل — عالم اب آسیا کا ہی سنگِ مزار مین

باغِ جہان مین عیش کے فرصت بہت ہے کم — لبریز جامِ عمر ہی گل کا بہار مین

کس ماہ وش سے رات ہم آغوش ہم ہوئے — عالم ہلال کا ہی ہمارے کنار مین

مثلِ حنا ہی غیر کی ہاتھون مین مر بہار — سرسبز اگرچہ ہون چمنِ روزگار مین

آتا ہی جب وہ تن مین مرے جان آتی ہی — جانی ہین مثلِ عمر نہین اختیار مین

اللہ ری صفائی رخِ یار دیکھنا — حیران ہے آئینہ کفِ آئینہ دار مین

اپنی گلی کی ہار کی گر وہ چڑہائے پھول — پہولانہ پہر سماؤن مین گنجِ مزار مین

گر پیشوائی خلق ہی زاہد تو کیا ہوا — تسبیح کا امام نہین ہے شمار مین

مضمون تری کمر کا ہی کیا آج بندہ گیا — عنقا پہنسا ہے آنکھ دامِ شکار مین

جہڑتی ہین منہ سے پہول جو کہتا ہی بات تو — تجہسا نہین ہے گل چمنِ روزگار مین

قاصد تو صاف کہدی مکدر ہی جی گیا — لکہا جو نامہ یار نے خطِ غبار مین

تلوار لی جو ہاتہ مین بنجائی شاخ گل — سوسن کا پہول ہوئے سپرِ دستِ یار مین

بیکسی آگئی قبر کو روندلی پانون سے — آتی ہی بوئی گل مری خاکِ مزار مین

بعد از فنا ہی خواہش دیدارِ یار ہے — روزن کوئی ضرور ہی میرے مزار مین

جب رات ہوتی ہی تو ستارے نکلتی ہین — افشان صرف جاتی ہے زلفِ یار مین

کسکو یہہ ہوش ہے جو کری چاک جیب کو — باہر ہون اپنی جامی سی فصل بہار مین

فرمایش اپنی دیکھنی والونپہ کرتی ہین — آنکھونکی دور رہون اگر پھولونکی ہار مین

پاؤن سے اپنی آنکھی صحرا مین بھی بہار — چھالی ہمارے پھول پرونگی خار مین

واجب ہی آب تیغ سی کرنی ہی وضو — سجدہ جو کیجی خم ابروی یار مین

دریا مین اوسکی تیر مژہ کا ہے جو عکس — سوراخ ہو ہراک گہر آبدار مین

آیا کبھی یار نہ آیا مین آپ مین — اپنی اور اوسکی شکوی ہے کیا انتظار مین

ناسور پڑ گئی تری دانتونکی ٹیس سے — روزن نہین ہین یہہ گہر آبدار مین

کہا کہا کی گل ہوا نہ ہو جو مین سیر خاک کے — طاؤس بنتی ہین چمن روزگار مین

آتی ہی فصل گل مجھی جوش جنون ہوا — زنجیر در سی باغ کی باندہو بہار مین

کرتی ہی صاف آپنے کو خاک دیکھ لے — جوہر نموچہہ جو ہین ہراک خاکسار مین

رکھتی نہین غرور وہ پاؤن عشق سے — جلتی ہین سر کی بل جو رہ کوی یار مین

بتلاؤن کیا وہ کیسی ہی آرام کی جگہ — سو جائین پاؤن جاؤن اگر کوی یار مین

اپنی سوا نہین ہی کوئی اپنا آشنا — دریا کیطرح آپ ہین اپنی کنار مین

گویا کبھی ہی پاس کبھی انتظار یار
کیا کیا ہین رنج زندگی مستعار مین

روز دکھلاتا ہے طوفان دیدہ تر سیکڑون — ایک پل مین ڈوب جاتے ہین بہا ان گہر سیکڑون

فرقت ساقی مین کہائی داغ دلپر سیکڑون — میکشون ہی ایک مینا اور ساغر سیکڑون

فتنے برپا ہوتی ہین ہر ہر قدم سیکڑون
دمبدم دکھلا رہا ہے یار محشر سیکڑون

اپنی رودنی کی ہمین لکھنی ہین دفتر سیکڑون
ای صبا ظاہر کر موجونکی مسطر سیکڑون

واہ رے دیوانگی اک طوق ہی پہنا ہمین
گرچہ وہ رشک پری پہنی ہی زیور سیکڑون

حال خوب و زشت کہدیتا ہون منہ پر صاف صاف
ہون وہ آئینہ کہ جس سے ہین مکدر سیکڑون

دیکھیو تاثیرِ عشق نشترِ مژگانِ یار
جابجا ہویدا ہو ہین تن پہ نشتر سیکڑون

بنگئی وہ بیت باتین لشکرِ قاتل کی بہی
رہگئی جو ٹوٹکر زخمونمین خنجر سیکڑون

گر ہمارے قتل کی مضمون کا وہ نامہ لکھے
بیضۂ فولاد سے نکلین کبوتر سیکڑون

روئین گر اِک دم خیالِ گوہرِ دندان مین ہم
ڈوب جائین آبِ گوہر مین شناور سیکڑون

یار کا چلنا نہین تلوار کی چلنی سی کم
گرتی ہین کٹ کٹکی سر ہر ہر قدم پر سیکڑون

مین وہ بلبل ہون کہ بوئی گل مری آواز سے
ہوتی ہین آواز سے میری معطر سیکڑون

وہ پری رو شاید اپنا آپ دیوانہ ہوا
طوق سونیکی بناتی ہین جو زرگر سیکڑون

ہون وہ دیوانہ کہ میری آہنِ زنجیر سے
عشق مقناطیس سان کہتی ہین پتھر سیکڑون

خط تجھے بھیجا نہین ہمنی بھلا تو کس لیے
تیری دیوارونپہ بیٹھی ہین کبوتر سیکڑون

بس نگر و میرے مرغِ نامہ بر کو کر کی ذبح
اوڑتی ہین اب تک تمہارے کوچہ مین پر سیکڑون

ایکدم لٹیا جو وہ جانِ نزاکت دیکھنا
پڑگئی تن پر نشانِ تارِ بستر سیکڑون

اوس کفِ رنگین کے چھلی دیکھی ہی جب دور سے
مچھلیان دوڑتین ہین دریا نکلکر سیکڑون

دیکھیو اللہ رے طولِ داستانِ اشتیاق
ایک خط لکھنا ہے لکھہ جاتا ہون دفتر سیکڑون

عارضِ صاف اور غبارِ خط سے ہوتا ہے ہوا
مثلِ مقناطیس ہرگز طوق سے چھٹتی نہیں
ہون وہ آوارہ نہ میرے ساتھ مجنون چل سکا
مژدہ اے وحشت کہ ان روزون میں ہے جوشِ بہار
آئی وہ عیسی اگر تو ریگ ماہی کی طرح
فکر رہتی ہی کسی سروِ سہی کے وصف کی
چاہ میں اوسکی گرا دیتی کنوئیں میں آپکو
نقشِ حُب لکھوا کی ہمنے اوس پری کی عشق میں
مثلِ طفلان وحشیون سے ضد ہی چرخِ پیر کو

صاف جیسے ایکدو میں اوسکے رہگذر سیکڑون
ہوگئی میرے گلے کی ہار پتھر سیکڑون
دشت میں رہ گئی آہو بھی تھک تھک کر سیکڑون
خود گریبان چاک پھرتی ہیں فوگر سیکڑون
تربتون سے استخوان دوڑین نکلکر سیکڑون
راتدن سولی پہ رہتی ہیں سخنور سیکڑون
میری یوسف کے اگر ہوتی برادر سیکڑون
خانۂ عاشق کو بھی جھنکوائی ہیں گھر سیکڑون
گر طلب منہہ کی کرین بوسے تو پتھر سیکڑون

بندۂ ساقیِ کوثر ہون میں گویا وقتِ نزع
لائینگی بھر بھر کی حورین جامِ کوثر سیکڑون

تو نہیں ہے آگے آنکھون کی تو دل خرم نہیں
بن ترے فردوس میں بھی دل مرا خرم نہیں
بعدِ مردن بیقراری سے قرار اک دم نہیں
مثلِ ساغر لب سے لب بتو ملا دے ساقیا
دل پریشان ہوگیا اوسکی پریشانی سے ہائی
قتل کرکی مجھکو کیا وہ سر جھکائی شرم سے

جنبشِ مژگان کہ حیف افسوس سے کچھ کم نہیں
نخلِ طوبی نخلِ ماتم سے مجھے کچھ کم نہیں
سنگِ مدفن بھی ہمارا آسیا سے کم نہیں
جام ہی شیشہ سے ہم ہیں کوئی نامحرم نہیں
دو جہان برہم ہیں وہ زلفِ دوتا برہم نہیں
اسقدر سرکش ہے جسکے تیغ میں ہے خم نہیں

وہ سلیمان ہون کہ ہی ملکِ جنون زیرِ نگین
حلقۂ خاتم سی اپنا طوقِ گردن کم نہین

مرگیا جب مین تو آیا قبر پہ وہ سیم تن
خاک ہو جانا دلا اکسیر سی کچھ کم نہین

او دلِ نادان کہی دیتی ہین میٹھا زہر ہے
کون کہتا ہی لبِ شیرین مین اوسکی سم نہین

پس گیا ہی دل کسی محبوبِ گندم رنگ پر
گردشِ اپنی بخت کے کچھ آسیا سی کم نہین

مرگیا ہون مین وہ کہتا ہی کیا ہی کچھ فریب
دم سمجھتا ہی وہ اسکو ہائی مجھ مین دم نہین

کیون نہ ہون سب سرنگون اوس بت کی ابرو دیکھکر
سامنی کعبی کی کہی کس کے گردن خم نہین

اوسنے کوچے سی نکلوایا ہمین اچھا کیا
جو نہ جنت سے نکالا جائے وہ آدم نہین

ہجر مین اوس گل کی ہر گل کا گریبان چاک ہے
چشمِ نرگس مین ہے آنسو قطرۂ شبنم نہین

ہاتھ رکھکر کان پر کہنی لگا وہ مستِ ناز
گر یہی ہی شورِ قلقل دیکھنا پھر ہم نہین

یار کی صورت کو رضوان دیکھکر کہنی لگا
سچ تو ہی یہ آدمی ہے حور سی کچھ کم نہین

نام کھدوایا سلیمانی نگین پر یار نے
دیکھ لینا اب کہیگا کیا سلیمان ہم نہین

قید مین رہتا ہی جو اک ماہ کنعان کا خیال
چاند کی ہالی کی زنجیرون کی حلقی کم نہین

آہ وہ کبھی کہ جسکے ساتھ بختِ دل ہی ہو
تا نہ کوئی یہ کہی اس تیر مین پر خم نہین

تو لبِ دندان نہ کھلائیگا تو کیا ہوئیگا
کیا کسی گلبرگِ تر پر آئی پہ شبنم نہین

دیکھتا ہون سب مین اہی گویا مین جلوہ یار کا
کون سے ذرّے کو کہیں نیرِ اعظم نہین

موںہہ پھیر کر وہ اپنی زلفین سنوارتی ہین
آنسو تھے جو اون پر سرد دے مارتی ہین

باتون ہی باتون قاتل نہی موت مارتی ہین
شمشیر کی زبان سی مجھکو پکارتی ہین

ساقی کی ابروؤن پہ دل اپنا وارتی ہین
اس طاق پر سی شیشی صدقے اوتارتی ہین

دل ہی دیا بتونکو نہ سمجھی اپنا
ابتک مجھی مسلمان کہکر پکارتی ہین

بجلی چمک رہی ہے کالی گھٹا ہی چھائی
ہنس ہنس کے کیا وہ اپنی زلفین سنوارتی ہین

وہ مست ہین اگر مین جاتا ہون بزم می سے
قلقل سی شیشۂ می مجھکو پکارتی ہین

بازی ہے اپنی آگی قاتل کی تیغ بازی
جیتی رہی تو اکدن سر اپنا ہارتی ہین

پھر یاد آگیا ہی لطف قمار الفت
کرتی ہین عشقباز پھر دلکو ہارتی ہین

کرتی ہین چاندنیکا مہرو گمان او سیر
حسن شب وہ اپنی میلی پوشاک اوتارتی ہین

پچھ دو جواب تم ہی شمشیر کی زبان سے
لبہائے زخم سی ہم تمکو پکارتی ہین

ہی اب عزیز ہمکو خال عذار جانان
آنکھون کے تل کا اوس پر صدقہ اوتارتی ہین

دیکھی ہے اوسکی سنگ سی بعد از فنا ہی الفت
ہر استخوان سے اوسکو جیون نے پکارتی ہین

آنکھین دکھا گی کسنی دیوانہ کر دیا ہی
بادام پتھرونپہ سر دے دی مارتی ہین

ہم سب کہ جانتی ہین دیوانہ اوس پریکا
لیلی ہی ہو تو مجنون کہکر پکارتی ہین

کیا ہی ہوا اجل کا جھہ پر قدم مبارک
ہاتھون سے قبر مین وہ مجھکو اوتارتی ہین

کوچین اوسکی جاکر سر کاٹ ڈالتا ہون
منزل تلک پہنچ کر سب بوجھ اوتارتی ہین

اوس شست پہ ہی مقرر شیر خدا کا سایہ
جسکی سگ شکاری شیرونکو مارتی ہین

بازی ہے ہی اوس سے بوسونکی ہمنی گویا
ہی جیتکر بون سے اپنی کھیلنیکو ہارتی ہین

پیشِ نظر ہو تو سدا رہتا ہون مین اس دہیان مین
آنکھون کا دون پردہ لگا جانان تری دالان مین

نے بادہ ہی رنج و تعب آنسو روان ہین روز و شب
ہی کشتیِ مَی کی طلب ساقی سے اس طوفان مین

تجکو جو ای رشکِ پری اب اندنون نفرت ہوئی
صورت رگِ افسوس کی پیدا ہوئی ہے پان مین

حاضر ہی دل سینی مین یان گر اس پہ تم ہو میہمان
رکہتے نہین ای جانِ جان غیر از کباب اس خوان مین

تجہ بن جو بی چینی رہی وہ گوش زد ہو جایٔ گی
کہدی گی بی تابی مری بالی کی جہلی کان مین

اوس لب کی سُرخی دیکہہ کر سودا ہوا ہے اسقدر
ہی سب کو شوقِ نیشتر جتنی رگین ہین پان مین

جلوہ ہے اوسکا چارسُو گر آنکہہ ہے تو دیکہہ لو
ہے یوسفِ خورشید رو ہر ذرہ اِس میدان مین

ملبوس نو ہو یا کُہن پہنے تو کر یادِ کفن
کیون ہے تو محوِ زیبِ تن ہو موت کی سامان مین

گو جامِ مَی خالی ہوا بہرا نا پیالہ عمر کا

لے دور ساغر ساقیا ہری مرادوران مین
قدرت خدا کی ہے جتو ہم اوٹھین تو رسی ہیٹھے وُو
جز چوب دستی تم کہو کیا شاخ ہے دربان مین
پھر اگئی لب پر فغان پھر صبر کی چھوٹی عنان
پھر ابلق چشم بُتان شاید کہ ہے جولان مین
امید رکھہ بخشش کی تو بر آئی گے یہہ آرزو
فرماتا ہے لاتقنطو گویا خدا قرآن مین

صبر کا کرنا دلا بیجا نہین
دیکھہ تو ہوتا ہی کیا گھبرانہین
میری قاتل نی نمک چھڑکا نہین
زخم کہانے کا مزا اوٹھا نہین
رہتی ہے پیشِ نظر تصویر یار
کچھہ ہماری آنکھہ سے پردا نہین
گھاٹ دکھلاتا ہی کیا تلوار کا
کیون لہو مین مجکو نہلاتا نہین
ایک لیلی ہی تری مجنون نہین
کِسکو تیری زلف کا سودا نہین
اشک گوہر لختِ دل یاقوت ہین
عشقکے دولت سی یان کیا کیا نہین
چال ایسی چل زمین ٹھوکر نہ کہائے
اسمین کیا نادان تجھی جانا نہین
بُو ریی پر ہی قناعت اہی فلک
آرزوی مسندِ دیبا نہین
کردیا یہہ ضعف نی نازک مزاج
نازنینو ں کا بھی ناز اوٹھتا نہین
اوٹھہ گیا کیا یان سی وہ شوریدہ سر
جو تری کوچے مین اب غوغا نہین

چشم احول مین نظر آتا ہی ایک — کسطرح کہیی تجہے یکتا نہین
آسمان ہنستا ہی اوسکی چال پر — جو کہ اپنی چال پر روتا نہین

ق

پھر گیا ہی آپ وہ مہرو مرا — کچھ فلک تجہہ سی مجھی شکوا نہین
نعش پر گویا کی کہتا تہا وہ شوخ — اسطرحکا آدمی ہوتا نہین
کس خوشی سی جان دی اس شخص نی — ایسا عاشق دوسرا دیکھا نہین

عطر مٹی کا لگایا چاہیی پوشاک مین — خاک سی رغبت رہی ملنا ہی اکدن خاک مین
سارا عالم ہی ترے دام محبت کا اسیر — صید کیا صیاد بندہتی ہین ترے فتراک مین
روی آتشناک پنہان کیا ہجوم خط سے ہی — آگ پوشیدہ بہلا کب ہی خس و خاشاک مین
کام کیا مجہہ مست کو سیر گل و گلزار سے — باغبان بیٹھا ہون مین بنت العنب کے تاک مین
عشق خط کب پاکبازون کا گریبان گیر ہو — گرد کب بھرتی ہی دامان نگاہ پاک مین
مین وہ ہون صید ستمدیدہ کہ مجھکو دیکھکر — اشک بھر آتی ہین چشم حلقۂ فتراک مین
دفن ہون مین آبلہ پا زیر نخل تاک اگر — آبلی پیدا ہون پھر انگور کی جا تاک مین
ضبط اسی کہتی ہین قطرہ اشک کا گرتا نہین — ورنہ یان دریا بھرا ہی دیدۂ نمناک مین
صورت گردون گردان خود بخود پھرتا سدا — ہون وہ سرگردان جو مٹی میرے ملتی چاک مین
کیون نہ دون تشبیہ پھر اسکو قبا گلستی مین — آتی ہی بو عطر خوشبو یار کی پوشاک مین
بردہ مجنون کو بٹھا ہی جیب جنون کی راہ گرچہ — آ ہی گیا ایسے پھرا وحشت ناک مین

رونقِ رخسارِ جانان خال سے دونی ہوئی
کام آیا دانۂ قابل زمینِ پاک مین

زندہ جاوید ہونیکی تمنا ہے اگر
پہلی مرنیسے ملا دے آپکو تو خاک مین

بال و پر جلتے ہین شہبازِ نگہہ کی دیکھنا
کسقدر گرمی ہے تیر روی آتشناک مین

سر جھکایا مینے ہاتھہ اوسنے جو ابرو پر رکھا
صاف سمجھا تیغ ہی دستِ بتِ سفاک مین

چھوتی ہی اوس سیم تن کے ہو گیا بس مال زر
کیسہ زر رنگ کیا کیسہ کفِ دلاک مین

گر پڑی ہی دانہ اگر جلنے لگی مثلِ سپند
یہہ حرارت بعد مردن بھی ہے اپنی خاک مین

انکی پھر جانیسے ظالم مجکو سرگردان کیا
ملتی ہی انکھونکی گردش گردشِ افلاک مین

بہرِ تسکینِ دل ہی کہتا ہون صبا کو بھیج کر
خط دیا ہے مینے دستِ قاصدِ چالاک مین

بس یہی ہی بوستانِ کوی جانان کا پتا
بوئے گل آتی ہے اے قاصد وہانکی خاک مین

ہی بجا ہے آشیان انہروزون اپنی بود و باش
چنگلِ شہباز مین یا حلقۂ فتراک مین

کیون نہ روئین اور جلین کیون نہ ہم برباد ہون
آب و آتش باد ہی اس ایک مشتِ خاک مین

برق ہی بیتاب گویا اچپلاہٹ دیکھہ کر
کو ٹنگر شوخی بھری ہے اوس بتِ بیباک مین

گویا ہم اپنی زخمونکی منہ کو رفو کرین
قاتل ہی رشک ہی نکہین گفتگو کرین

کیا تجھسے ہم مقابلہ اے شمع رو کرین
جلنے لگے زبان جو کبھی گفتگو کرین

ای عندلیب جہر نے لگین اپنے منہ سے پھول
اوس رشک گل کی یاد مین گر گفتگو کرین

ای گل جو بار ضعف کے منہ سے نکلی بات
بانگ شکست رنگ ہی ہم گفتگو کرین

آنے لگے شراب کی بو اونکے منہ سے بھی
ہم میکشون سے زاہد اگر گفتگو کرین

محو شراب ایسی ہین ہم مست ساقیا
آئی صدائے قلقل اگر گفتگو کرین

ہین خاک وہ تری رخ ناشستہ کے حضور
شبنم سی گل ہزار اگر شست و شو کرین

دیکھین چمن مین گر قد موزونکو تیری سرو
مانند شاخ گل ابھی گردن فرو کرین

ونکو چراغ کشتۂ مہتاب جل اوٹھی
اک دم نگاہ گرم جو یہہ شعلہ خو کرین

آئی چمن مین تو جو برنگ نسیم گل
ای سرو تیرا وصف لب آبجو کرین

ہنستے ہوئی تم آؤ جو گلگشت کے لیی
رونیکا میری ذکر لب آبجو کرین

ہر گز نہ مین ملون وہ ہون پروانۂ ہزار
لیکر چراغ مہ جو فلک جستجو کرین

ہمراہ میکدے سی بط مے بہی اوڑ چلے
ساقی کی وہان سے اوٹھے جو ہم جستجو کرین

اتنے تو در لاغری ہم اگر چاہین اجنون
حلقے کو چشم مور کے طوق گلو کرین

کچھ مدح چشم یار کرین ہم تو دور جام دین
شیشے گلو نکو کاٹین جو وصف گلو کرین

یوسف نہین ہے یار کہین جس پہ انگلیان
کاٹین گلی نگاہ جو سوئے گلو کرین

مانند گرد باغ سی اوڑ جائے رنگ گل
اوس گلکی ہم اگر صفت رنگ و بو کرین

نافے بنین غزال مضامین کو جو دائرے
تحریر ہم جو وصف خط مشکبو کرین

تقریر ہے جو گل بنی گلبرگ ہو زبان
ہم اپنی گل کی گر صفت رنگ و بو کرین

اپنی ضرر پہ لخت جگر یون ہے جلوہ گر
روشن چراغ جیسے لب آبجو کرین

گویا ہمیں پیاکر طبیب ہی جو ...
پہٹ ہے ٹکڑی گل ... ہی ہم گفتگو کرین

دنیا سے ہاتھ دہوئین کہ سب آبرو کرین
زاہد بہی ہم آکی سجدہ کرین و وضو کرین

ساقی کی میکدے مین جو ہم آرزو کرین
دست دعا دراز ہی سب سبو کرین

لاغر کیا ہے کعبۂ ابرو کی عشق نے
پانی کی ایک قطرے سے چاہین وضو کرین

یوسف تو وہ ہے سجدہ جو اختر کرین تجھے
چشمے سے آفتاب کے پہلی وضو کرین

تکبیر اگر کہین تو کرین ذبح خلق کو
سب ہاتھ دہوئین جیسے گروہ وضو کرین

ہم شرم معصیت سے اگر پانی پانی ہون
زاہد تو کیا ہے ہوسکی فرشتے وضو کرین

جنکو خدا کی دید کا دعوی بہت سا ہے
او برق طور اونکی تجہی روبرو کرین

معشوق دیکھکر ترے عاشق ہوا ہے جو
شیرین بہی ہو کے سر جو ترے روبرو کرین

سائے کی طرح وہ ترے پاؤن پہ گر پڑے
اے حور حسن یکی تجہی روبرو کرین

آنکھون مین بھر کی اشک ہین بحر یا زمین
ساغر کو ہم حوالۂ دست سبو کرین

کھنچوائین گر وہ زخم کی انگور کی شراب
تو خاک مجھ شہید کی صرف سبو کرین

لکھدون انہین دعا قدح شجر کی عوض
زاہد جو آکی بیعت دست سبو کرین

جلوے مین صاف ہے ید بیضا ہی آفتاب
سب زاہد آکی بیعت دست سبو کرین

گردش مین صورت خم گردون ہے رند مدام
مجھ مضطرب کی خاک جو صرف سبو کرین

گو لاغری نے صورت سوزن بنا دیا
ہم اپنا چاک جیب ہرگز رفو کرین

ہے چاندنی قبا تری اے رشک آفتاب
لازم ہے یہ ہلال سے اوسیر اتو کرین

کنعانی اوس عزیز جہان کو جو دیکھ لین
یوسف کی دیکھنی کی نہ پھر آرزو کرین

غم نی بنایا ایک مہینی مین ماہِ نو
ایسا گھلا رہا نکوئی تن مین استخوان
ہون بعدِ مرگ صرفِ ہُما اپنی ہڈیان

وہ اب تو دیکھنی کی مری آرزو کرین
مرنیکی میری اب نہ ہُما آرزو کرین
گر پیار سی ہی ہم سگِ جانان کو تو کرین

ہین اوس نبی کریم کا گویا ہون شیفتہ
گر سنگریزی ہاتھ مین لی گفتگو کرین

قتلِ عشاق کیا کرتی ہین
بت کہان خوفِ خدا کرتی ہین

سر مرا تن سے جدا کرتی ہین
درد کی آپ دوا کرتے ہین

آتشِ غم نی مگر پھونک دیا
دل سی جو شعلے اوٹھا کرتی ہین

جامۂ سرخ ترا دیکھہ کی گل
پیرہن اپنا قبا کرتے ہین

خون روتی ہی چمن مین بلبل
ہم گلون سی جو ہنسا کرتے ہین

خمِ ابروی صنم کو دیکھین
ہم یہہ کعبے مین دعا کرتے ہین

اپنی ساقی کو شبِ فرقت مین
بانی پی پی کی دعا کرتی ہین

روز دو چار کا خون کرتا ہی
دست و پا سرخ رہا کرتی ہین

مر گئی پر ہدفِ تیر ہی خاک
جا بجا تو دہی بنا کرتے ہین

دہنِ زخم سی ہم قاتل کے
تیغ کو چوم لیا کرتے ہین

شورِ محشر سی ڈرین کیا عاشق
ایسے ہنگامی ہوا کرتے ہین

ہوتی ہین دل مین نہایت نادم
خون جو بی جرم کیا کرتی ہین

مہندی ملنی کی بہانی قاتل
کفِ افسوس ملا کرتے ہین

عوضِ بادۂ غم ساقی ہین
خونِ دل اپنا پیا کرتے ہین

پاؤن تک ہاتھہ نہ پونہچا اوسکی
ہاتھہ ہیہات ملا کرتے ہین

جو ہمین بہول گیا ہی ظالم
اوسکو ہم یاد کیا کرتے ہین

ناتوانی نی دیے پر ہمکو
جیون پرِ کاہ اوڑا کرتے ہین

ہم سے بنے چاند کی ہالے گویا
گرد اوس مہ کے رہا کرتی ہین

روشنی جو رخ مین ہے ماہِ منور مین نہین
اور چمکنا تو نہین ایسی کہ اختر مین نہین

وصل کا پیغام مجھہ مین اور دلبر مین نہین
ہمدمون اب دم نہین ہے مجھہ مین دلبر مین نہین

سر مرا کاٹا جو ظالم اوسکی بہی کچھہ فکر کر
دلکی بہی جینی وہی ہے درد اگر سر مین نہین

کونسا دن ہے نہین ہوتا جو پامالِ جنون
کونسی شب ہے ترا سودا مرے سر مین نہین

گوہرِ دندانِ جانان کا جو نظارہ گیا
لطف اب تارِ نگہ سا سلکِ گوہر مین نہین

گر کبہی کہتا ہون پیاسا ہون مجہے سیراب کر
ہنسکے کیا کہتا ہی ظالم آب خنجر مین نہین

جاہون تو ہم گردون بہی ترتا پہر مثلِ حباب
دیکہی کہگر جہ قطرہ دیدۂ تر مین نہین

مست ہے عالم تمہاری چشمِ میگون دیکھکر
چشمِ بد دور ایسی کیفیت تو ساغر مین نہین

گر نہو تیری تجلی چشم و دل بی نور ہون
ہی ہان ظلمت تو ای خورشید جسکہ گہر مین نہین

وصل اگر منظور تہا پرویز کا گہر کہودتا
کوہکن دیوانہ شیرین بت پتہر مین نہین

مری جانب کر دیے اور زند سب بیجان ہوئی
جسکی بینائی ہے اوسکے در پہ چلاتا ہون مین

کون ہے اعجاز جو اوس نبت کی ٹہوکر مین نہین
نامنی کی صدقے وہ کہتا ہی کوئی گہر مین نہین

آینہ دلکو بنایا تاثیر عکس صنم
جو کہ گویا مین ہے صناعی سکندر مین نہین

تری تجھ سا گریبان اگر بہتر ہووے تو مین جانون
مرا تو ذکر کیا ہی رنگ رخ بھی اوڑ نہین سکتا
رگ گل کوئی کہتا ہی رگ جان کوئی کہتا ہے
ذرا تو میان سی تلوار لیکر آزما قاتل
حجاب ای جان کیون ہے تجھکو میرے پاس آنی سے
ترنج زر نہین بستان اور ذقن بھی سیب سیمین ہے
دیا بوسہ ہرگز لیگیا دل چھین کر میرا
پڑا ہی سیہ تو زلف دراز یار کا سایہ
زبان حال سے کہتا ہی تیرے کان کا موتی
حنائی ہاتھ سے نسبت نہین خورشید تابان کو
حسین لیلے بھی تھی دیکھے میرے یار کو مجنون
لڑائی یار سے ای دل نادان تری با عشق
نجاؤ کرگئی یہ چیلکہ تھوڑی رات باقی ہے

ترے سینے مین مقابل برق اگر ہووے تو مین جانون
کوئی دنیا مین یون بے مثل گر ہووے تو مین جانون
غلط کہتے ہین سب تیری کمر ہووے تو مین جانون
سوا میرے کوئی سینہ سپر ہووے تو مین جانون
سوا غم کی جگر کوئی اگر ہووے تو مین جانون
کوئی اوس قد سا نخل بارور ہووے تو مین جانون
کوئی دنیا مین تجھ سا معتبر ہووے تو مین جانون
قیامت تک شب فرقت سحر ہووے تو مین جانون
صدف مین ایسے خوبی بھی گہر ہووے تو مین جانون
مقابل اوس کف پا کی قمر ہووے تو مین جانون
دہن ایسا ہو اور ایسی کمر ہووے تو مین جانون
نکر تو شور اتنا بے خبر ہووے تو مین جانون
ابھی ہم کہہ لین اور زلفین سحر ہووے تو مین جانون

کوئی دم سونی دی سر رکھکی اوسکو اپنی زانو پر
جو بھر گویا کی کاہی درد سر ہو و تو ہین ہاتھ پانو

ای صنم تیوری ہی جو ہر ابروی خمدار مین
ورنہ ہی یہ عیب ہووے بال اگر تلوار مین

ہی دل پر داغ اپنا چین زلف یار مین
آشیان طاوس نے باندھا دہان مار مین

آسمان کہتی ہین جس کو وہ زمین ہے سعر کی
ماہ نو مصرع ہے وصف ابروی خمدار مین

ای مر مہر تو وہ تعویذ ہے گر چھوٹون بکے
چرخ سے آئی اوتر کر مشتری بازار مین

مین وہ ہون آتش بیان لے کبو جو میری بود
آگ لگ جائے زبان مرغ آتشخوار مین

عکس روی آتشین سے جام می ہووے چراغ
موج می بن جائے بتی ساغر سرشار مین

ہو خط گلزار اگر لکھی وہ گل خط غبار
رشک شاخ گل قلم بن جائے دست یار مین

جب کرون نالی قفس مین بوی گل آنی لگی
برگ گل کہتا ہون مین جائے زبان منقار مین

غسل دینا تو اسی مین مجھ شہید ناز کو
مثل دریا گھاٹ ہے ظالم تری تلوار مین

ای جنون مت پوچھ اوس سے گرم رفتاری مری
سیکڑون پڑ جائینگے چھالے زبان خار مین

کرتی ہین وقت رقم آلودہ خون لخت دل
یار کو لکھتا ہون خط گویا خط گلزار مین

دار ہے قامت نہین پھانسی ہے وہ گیسو نہین
تیر ہے مژگان نہین تلوار ہے ابرو نہین

درد پہلو مین ہوا کرتا ہے جب تو ہی نہین
ہجر مین ہے ایکدم خالی مرا پہلو نہین

کیا ترے الفت مین سودائی سی سودائی ہوئی
آبرو جاتی ہے آنکھون سے روان آنسو نہین

آتشِ غم سی مرادِ دل کیون نہو جلکر کباب
گر نہوتی بال سی تیری کمر تو عیب تھا
ہمکو پتلی کا دکہاتی ہین تماشا آمدِ آن
استخوان کہائی وہ جب اجازت دین ہم
ناتوانی نی بنایا طائرِ نکہت مجھی
باندہ مت تعویذ جل جائیگا پروانیکی طرح
سخت ہی حیرت ہمین جو زیرِ ابرو خال ہے
نرگسِ مستِ صنم کی ہم ہین بیمار ای طبیب

اب ہی مینائی مین ہے ہای ساقی تو نہین
وہ نہین دُرِ نجف ایجان جسمین نور نہین
سامری کم ہے تمہاری نرگسِ جادو نہین
یار کا سگ ای ہما تیری طرح بدخو نہین
صید وہ ہون جسی صیاد و نگاہ بھی بو نہین
شمع ہی سیا غدہ نہین شعلہ ہے یہ بازو نہین
ہم تو سنتی تھی کہ کعبی مین کوئی ہندو نہین
زخمِ گلگون ہمارے درد کی دارو نہین

یار کرتا ہی اشارے سیکڑون ہوتی ہین قتل
چلتی ہی تلوار گویا جنبش ابرو نہین

کب اپنی منہ سے عاشق شکوہ بیداد کرتی ہین
یہی کہہ کی ہجر یار مین فریاد کرتی ہین
اسیرانِ کہن پر تازہ وہ بیداد کرتی ہین
جو ہم وہ مصحفِ رو دیکھکر فریاد کرتی ہین
کسی کافر کی کوچی کا جو اکثر دہیان رہتا ہے
رقم کرتا ہون جسدم کاٹ سے تیغ ابرو کا
جو کہہ ہی ہیچ ہی ہیکل بھی کس کو گوندہ کر

دہانِ غیر سے ہم مثلِ نی فریاد کرتی ہین
وہ بہولی ہم کو بیٹھی ہین جنہین ہم یاد کرتی ہین
رہی طاقت نہ جب اڑنیکی تب آزاد کرتی ہین
تو کافر ہنسکے کہتا ہے قران یاد کرتی ہین
تو سوتی ہین نہین ہے سیرِ گلشن شاد کرتی ہین
گریبان چاک اپنا خامہ فولاد کرتی ہین
تو جب ہم کو وہ کہتی ہین جو آپ ارشاد کرتی ہین

پہنکر طوق منت کا وہ مہرو ہنسکے کہتا ہے
مہِ کنعانکی زندانکو ہم آج آباد کرتی ہین

جسے بہہ ذبح کرتی ہین نہین پھر دیکھتی اسکو
یہہ بت اللہ اکبر کسقدر بیداد کرتی ہین

دُرِ دندان جانانکا دکھایا کرتی ہین نقشہ
ہماری اشک کارِ مانی و بہزاد کرتی ہین

دلا دیتی ہین اکثر فاتحہ ہم آبِ شمشیر کی
سدا وحشت مین روحِ کوہکن کو شاد کرتی ہین

مثالِ زخم اپنی مونہہ سے بوی خون آنی لگی
کہ ہر دم ہم بیان خونریزیِ جلاد کرتی ہین

بڑہاتی ہین گلی سی یار کی ہم طوق منت کا
زلیخا قید سی یوسف کو آج آزاد کرتی ہین

صفت ہوتی ہے جانان جس غزل مین تیرے ابرو کے
تو ہم ہر بیت پر آنکہون سے اپنی صاد کرتی ہین

نہین ہم شغل سی رہتی ہین غافل ایکدم ہمدم
جو بت کو بہول جاتی ہین خدا کو یاد کرتی ہین

کوئی منصور ہوگئے حق کہنیکو سمجھا نہین اشک
وہ خود کو بہول جاتی ہین جو اوسکو یاد کرتی ہین

جنون سے حسن چمنین کے جو اوس قدِ موزون نے
سوال اب قمریون سے طوق کا شمشاد کرتی ہین

مقید ہو گئین اعضا کی رگون سے ناتوانی مین
تردد کس لیی زنجیر کا حداد کرتی ہین

نہین ہے دردمندِ عشق کو کچہہ کام نالون سے
دہانِ زخم کو دیکہو تو لب فریاد کرتی ہین

شبیہین کہینچتی ہین جا بجا شعر اوس تیر نگہ کے
مری خامی بہی کارِ تیشۂ فرہاد کرتی ہین

جو وہ سوتی ہین سو جاتا ہے گویا فتنۂ محشر
جہان جاگے قیامت خلق پر بیداد کرتی ہین

سمجہکر چہیڑ او مشاطہ اوسکی زلفِ پرخم کو
خزان ہے میری نظرون مین بہار اس باغِ عالم کی

نہ برہم کر خدا کی واسطے اسباب عالم کو
برابر جانتا ہون بوستانکو اور شبنم کو

جلائی اوسکی ہنسی دم مین تیغ سو مار ڈالی ہین
جو ملکِ دین لیا چاہے تو بس ہی چھوڑ دنیا کو
تماشا کے دو عالم ہمکو جامِ دل دکھاتا ہی
خلف ہیون اوسکی خالِ لب کا بوسہ لیکی نکلونگا
دل پر درد پہ کچھ رحم اوس بیدرد کو آئے
کہان ہو ماہِ تابان اوس رخِ پرنور کی آگے
اگر یان رنج ہو شلِ نگین تجہ بہی ہو راحت
نہو مغرور گر زیرِ نگین یہہ ہفت کشور ہو
مری داغِ دلِ سوزان مین یارب کیسی ہی آتش
مجہی زخمِ جگر سو راحتِ جان سے زیادہ ہے
جلی ہین کوچۂ جانان مین آہِ آتشین کرتے

تری آنکھون سے شکوہ ہی مسیحِ ابنِ مریم کو
کہان تہی سلطنت پہلی یہ ابراہیم ادہم کو
نظر آئی تہی سیر ایسی بہلا کب جام مین جم کو
نکالا تہا یونہین جنت سے اک دانے پہ آدم کو
سنائی کوئی قصہ میرے غم کا شوخِ برہم کو
مہِ نو سر جھکا دے دیکھکر ابروی پرخم کو
کہ ہو نام اونکا اور روسیاہ ہوئی خاتم کو
سلیمان سے یہان اکدم مین لے لی دیو خاتم کو
برنگِ شمعِ کافوری جلا دیتا ہی مرہم کو
کرونگا کیا مین اے جرّاح لیکر تیری مرہم کو
لیے جاتی ہین اپنی ساتھہ جنت مین جہنم کو

لب و دندانِ جانان مجکو گویا یاد آتی ہین
چمن مین دیکھتا ہون جب مین برگِ گل پہ شبنم کو

یہہ عیب نہایت ہی جو تلوار مین بل ہو
ہر گام پہ ہی سایہ سے اک مصرعِ موزون
دل لیکی دکھا نرگسِ مخمور کی گردش
قاصد سے تو اب چھینی کچہہ دل ہی دہڑکتا

پر تیوری سے ابرو کی نہ خوبی مین خلل ہو
گر چند قدم چلیے تو کیا خوب غزل ہو
شیشے نے مری اور ترے ساغر بدل ہو
پیغام نہ اوسکا کہین پیغامِ اجل ہو

تہا آج کا وعدہ سو کہا آؤنگا مین کل
بن ترے اگر جاؤنمین گلگشت چمن کو
کل گل مرے سبیل وسی کرتی ہی گردن کیا
زلفونکی پریشانی سے کیا دل ہی پریشان
غنچہ کوئی کہتاہی کوئی وہم دہن کو
کسطرح سے ہو نسبت بہلا کچہہ تو کرانصاف
اوس گل کو چمن مین ہو جو میخوار ہی کچہہ ذوق
کسطرح سے کہہ بیٹہون اوسی جل مرے گہر تو

جبتک کہ ہو گل دیکہیئی کیونکر مجہی کل ہو
سینے کو ہوا تیر ہو بہل برچہی کا بہل ہو
یارب دل نالان کو کسیطرح سی کل ہو
ستانیکا تری ہاتہہ الٰہی کہین شل ہو
کچہہ منہ سے تو بولو کہ یہہ عقدہ کہین حل ہو
بیتابی ہو یان اور اودہر لیت و لعل ہو
ہر غنچہ گلزار صراحی نہ بغل ہو
کہتی ہین تہہی بات جو کہنیکا محل ہو

گویا کی سوا اکسکا ہی منہ اوس سے کری بات
ہر بات مین جسکا فر طناز کے جہل ہو

چلے ہم اکہون جب فصل گلمین سیر گلشن کو
سمجہہ کر چاند ہمنی یار تیری روی روشن کو
جو وہ تلوار کہینچی تو مقابل کر دو ہمین دلکو
کرون آہین تو منہ کو ڈہانپکر وہ شوخ کہتا ہے
تیر سنگ لحد سی جہتر ہین لطف چراغان ہے
نہا گردنکا ڈوڑاکم مری ایمان لینی مین
دکہاؤن حسرت دیدار اوسی اوس شک در پردہ

عوض پہولونکے تہرسی بہر اگلچین نے دامنکو
کہا بالی کو ہالہ اور رمہ تو طوق گردنکو
ڈراؤن دست سے اپنی مین اس پہلوکی دشمنکو
ہوا سی کچہہ نہین ہے ڈر چراغ زیر دامنکو
لگایا کرتی ہین لڑکی جو پتہر سر پہ دفنکو
پہنایا کس لیے زنار اوس طفل برہمنکو
گل نرگس سے کرد و بند دیوار ونکی روزنکو

تواضع چاہتی ہو زاہد و کیا بادہ خوارونسے
کہیں جھکتی ہی کہا ہی بھلا شیشے کے گردنکو

تصور تیرا اثر آتا ہی یعنی آنکھونمین آتی ہے
حجاب آتا ہو تو مین چھوڑ دون گا اپنی پلکون کو

جھلکتی ہی ہمین سی گردونکی کجی گردونکی ظاہر ہے
سمجھتا ہون خم شمشیر ہمین تسلیم دشمنکو

مکان یار قاصد اس نشان سی پوچھ لینا تو
ستارے کہتی ہین کسی مہ کی دیوارونکی روزنکو

صفت یہی ہی جو ہمنی اوس مسی سرخی لب کے
صبا نی رکھ دیا گلبرگ تر برگ سوسنکو

گذر میرا جہان ہوتا ہے سب آنکھین بچھاتی ہین
مین وہ ہون خاک جو ہو سرمہ چشم دود دشمنکو

کفن ہی میرے نظرونمین لباس شادمانی ہے
گریبان چاک ہوتا ہو او ستمگر زخم گردنکو

خدا شاہد ہے او کافر تیری گردنکی ڈوری نے
ہمین ہاتھی ڈیپے زنار پہنایا برہمن کو

چمن مین گل کہلا ہے کسکے نقش پا ہی رنگین نے
عوض پھولونکی گلچین خاکسی بھرتا ہے دامنکو

کہو لڑکون سے اوسکی گوہر دندانکا جو حسن ہو
بھرین پتھر کے بدلی موتیون سے اپنی دامنکو

چمن سے لیکی کنگھی گیسو سنبل مین ہو گرتا ہون
تصور مین تیری زلفونکی جب جاتا ہون گلشن کو

نہین ہے گل مرے نظرونمین انگارے دکہتی ہین
فراق یار مین گلخن سمجھتا ہون نہین گلشن کو

بہت فکرون سے مضمون گیسو قاتل کا ہاتھ آیا
بڑی مدت مین یار آج پایا یار رہزن کو

تیری مدت برآئی یان بیکار زنجیر پاؤ مین
بڑھایا جائے ہے اب بیڑیو طوق گردن کو

گری شیشہ مین سینہ آتش ہمیں گرا کدانہ دکھلاو
یقین ہے برق بہا گی جو دیکھے میری خرمنکو

مری آوارگی پر آسمان صدقے ہوا گویا
گرہ فلک مین نہ بچانا جیسے زنجیرونکی شیونکو

دکھا کر مجھکو کھولا تا کمر جو زلفِ مشکبو نکو
مرا سرور وا جانِ بن جا گیا جو ہامو نکو

کہا ہے اپنی طپی جو تن خنجر نمین ایسی ہامو نکو
جنہکا ہین گئے کتنوں پہ جا فن نے طبعِ موزونکو

مجھی ذوقِ شہادت بعد مردن بہی ہے ایقاتل
خوشی ہو کر جو وہ مہرو گلے میرے لپٹ جاتا

دکھا دی ہی جنونِ الفت نے مجکو جنبکہ پکڑنگی

بگولا ہالۂ مہتاب ہے میری بیابانکا
تصور اسقدر رکھا ہی مینے زلفِ مشکین کا

نہایت کچھ مکدر ہو گئی لیلی وان سے پھر آئی
مئی الفت کے متوالے جو ہین الساقی مہوش

برا اوسکا ہوا جسنے کسیکا کچھ برا چاہا

دکھایا اوسنے دربارِ شب مہتاب کا عالم
کبھی جب وصف تحمین شعر بندش وصفا سینکے

فلک کو اپنی ہمصورت پہ تو احسان کرنا تھا
سراپا ہمنے مضمون اوس قدِ بالا کے باندہی ہین

مین سمجھا کوئی گل سروِ گلستان نے کھلایا ہے

یہ مطلب تہا کہ آدہی تکو نکلو نگا شبخون کو
مثالِ قامتِ لیلی بنا دے بیدِ مجنون کو

کر اپنی پانون کا چھالا سمجہتا ہون گہر دونکو
نہ پایا یوسفِ گم گشتہ کے مانند مضمونکو

نہ بہرے دامن تو آبِ تیغ سے دہونا مرے خونکو
ہلالِ عید پھر کہتا ہین آئے بختِ واژونکو

مین سمجہا خیمۂ لیلی سوادِ چشمِ مجنون کو
فلک تہ کہا کرتی ہین وحشی میری ہامونکو

بنایا ہی نگِ نافہ ہر اک قطرۂ خون کو
غبارِ خاطرِ مجنون مگر سمجہی ہی ہامونکو

صراحی کہتی ہین گردنکو ساغر چشمِ میگونکو
ہمیشہ دیکہتی رہتی ہین ہم گردشمین گردونکو

مجہی حیرت تھی جو دیکھا رخ پہ کھولا زلفِ مشکبونکو
ہزارون پیچ باندھا ہے کبھی زلفونکی مضمونکو

شرابِ عیش سے بھرنا تھا جامِ بختِ واژونکو
زمین اپنی غزلکی کیون نہ سمجہی پستِ گردونکو

جو دیکھا پھول سے چہرہ کو اوس قدِ موزونکو

ہی بہتر اطلس گردون سے یہہ پوشاک عریانی
صدائے قلقل مینا یہہ ہے محفل مین ای ساقی
مری گردش کی افسانے سنے ہین تہا سنے
کہی جب ہے اگر دش کر دیا اوسکو تہ و بالا
صدائے نالہ ہر اک استخوان سے مثل نی نکلی
بگولونکی جگہہ مین ہر طرف گرداب دشتمین
بنی ہین اسلئے ای یار مہر و ماہ کی کاسے
نہین گلشن نکالی ہی ہی مین اوستاد نی نگین
اگر ہو صبح روشن تو یہہ سمجہی شام ہو لی ہے
جبین دشت مین کہسار کی لاکہون ہے ٹیڑہی گٹہی

ہمارے داغ سے نسبت نہین تاج فریدونکو
دکہا دے چشم میگونکو دکہا دے چشم میگونکو
اسی باعث سے ہی دوران سر مدت سے گردونکو
بنایا شیشہ باز گیران مینا کے گردونکو
کرون گر ایکدم بہی ضبط تو آہ محزونکو
بنایا مثل جیحون جوشش گریہ نی ہامونکو
گدائی تیری در کے راتدن کرتی ہے گردونکو
ہی بند ہا سرو کی مصرع مین تیرے قد موزونکو
تصور ہے مسی و لعل لب کا تیری مفتونکو
کبہی ہین سجدے ہے او لیلی یہانتک تیر مجنونکو

زبان یار کو سمجہا نہا گیا تو موج می گویا
لب ساغر لگا کہنی جو اون لبہای میگونکو

اشک خون نے ہے ایجنون نسبت کیا اکسیر کو
آج دکہلا وین گی اپنی پیاس کی تاثیر کو
دیکہہ ای مجنون مری فرہاد کی تاثیر کو
آتش رنگ حنا کی دیکہنا تاثیر کو
آنکہون ... کی لب ... سے

کر دیا دم مین طلائی آہنی زنجیر کو
آب پیکان لیکی آپ آتا ہے نکلا تیر کو
دیدہ گریان بنایا حلقہ زنجیر کو
دست جانان مین جلایا گلشن تصویر کو
... ہمراہ آتش گیر کو

پستی ہی مہندی کے چمنین دیکھیو اوس گلی جا پے
پھول منہ سے جھڑتے ہین سُنیو ذرا تقریر کو

جانکر شاعر مجھی دیوانہ نازک مزاج
باندھتی ہین موج بوی گل سے زنجیر کو

خاکِ کوی یار تک پہنچی و لی ہم مر گئے
آب گشتہ ہو گئی پایا مگر اکسیر کو

اوسنی آنکھونکی جگہہ ہم چشم طوفان لکھدیا
اِسطرح بہزاد نی کھینچا ہے تصویر کو

گل لیا اوس غیرتِ گل نی جو اپنی ہاتھہ سے
غیرتِ منقارِ بلبل کر دیا گلگیر کو

ہون وہ دیوانہ کہ بنجائی وہ مجنونکی شبیہہ
ہاتھہ مین میرے اگر لیلی کی دین تصویر کو

ابروِ پر خم کو تیرے جسنے دیکھا مر گیا
اس کمان سے ہے مگر نسبت قضا کی تیر کو

بوی گل آتی ہی اوسکی مرقعے سے تر
رنگِ گل سے کیا بنایا بلبلِ تصویر کو

طوق میری ہی گلی مین کچھہ نہین ہے ناصحا
تا بہ گردن وان دیکھا زلف کی زنجیر کو

جس کے جانب اوسنی دیکھا مر گئی ہم رشک سے
ہم نشانہ بنگئی جسپر لگایا تیر کو

ٹھیرنا مشکل ہی جہہ دیا اونکی تصویر کا
پاؤن نے پہلی بنایا چاہیے زنجیر کو

یہہ گھلا ہون ضعف سے پہنچا وہ اجیب نے تک
اب گریبان گیر گھیسی خارِ دامنگیر کو

کانگا پردہ لگا دیجی تری دالان مین
رہی اپنی گھر مین اور سُنیے تری تقریر کو

سیکڑون مضمون باندھی ہین غزال چشم کے
فکر گویا نی کیا شرمندہ آہو گیر کو

یان شکوہ قاتل سے آلودہ زبان ہو
جو زخم لگی وہ پی شکرانہ دہان ہو

گر دیر لگی روح روانہ مری ہو گی
قاصد سے یہہ کہدو کہ خبر لیکی روان ہو

تو تیغ لگای دہن زخم سی ہنسدون
گر آہ صبا بنکی چلی یار کی جانب
جا سکتا نہین جوشش گریہ سی کبوتر
وہ کون سی جا ہی کہ نہین جلوہ نما تم
سایلی کیطرح کیون نکرو سروکو پایال
مجہہ وحشی سی ہرگز نہ چہٹی دشت نوردی
چہا جای گہٹا اوس مسی لب کا جو ہو ذکر
مت پوچہہ مرا ضعف اگر رونی لگون مین
نکلا رخ تابان پہ جو خط کیا ہی تعجب
جز نام کسینی بہی نشان اوسکا نہ پایا
ہوتی ہین ترسامنی گلرو کی منہ زرد
دہ ماہ نہ لگ جای اگر میری گلی سی

قاتل ترا شکوہ نہ کبہی مجہہ سی بیان ہو
بی منت قاصد مرا مکتوب روان ہو
مرغابی ہی نامہ کو مری لیکی روان ہو
تستیر نہین معلوم کہ کس جا ہو کہان ہو
تم سرو روان جان جہان آفت جان ہو
مر جاؤن تو پہر خاک مری ریگ روان ہو
ہنہ بہر سی مری رونیکا گر حال بیان ہو
کیا دخل کہ آنسو مری آنکہون سی روان ہو
روشن ہو جہان شمع وہان کیونکہ دہوان ہو
عنقا نہ کہین طایر مضمون دہان ہو
تو جای گلستان مین جو ای گل تو خزان ہو
عید رمضان غرہ ماہ رمضان ہو

گویا کری طوفان بپا آب گہر سی
یاد در دندان مین اگر اشک فشان ہو

ہم مرگئی ہین دیکہہ کی ساق نگار کو
جب لکہہ سکا نہ حال دل داغدار کو
آنکہون مین دیکی سرمہ دنبالہ دار کو

زیبا ہی شمع طور ہماری مزار کو
لالی کا پہول بہیج دیا خط مین یار کو
کرتا زمانہ ابلق لیل و نہار کو

بولا یہی یہ باؤ کی گھوڑیہ ہی سوار
دوشِ صبا پہ دیکھہ کی میری غبار کو

دستِ طمع دراز سبھی شاخِ گل کرین
دیکھین اگر چمن مین گل کفشِ یار کو

گلزار جل رہا ہی تری برقِ حسن سے
جل جائے باغبان جو چھو برگ و بار کو

بلبل وہ ہون جو سمجھون آو سیلِ اشکِ غیر
رہنی ندون چمن مین کبھی آبشار کو

ایسی ہی ناتوان ہین کہ کچھہ بہی ہو سکا
دل سی تری اوٹھا نہ سکے ہم غبار کو

آیا نہ چین سایۂ طوبی مین بہی ہمین
ڈھونڈا ہا کیا مین سایۂ دیوارِ یار کو

ہم خوب جانتی ہین کہ بہری ہے تو فنی آنکھہ
بدنام کرنہ گردشِ لیل و نہار کو

روشن اگر ہو آتشِ رخسارِ یار سے
کبھی چراغِ طور چراغِ مزار کو

وحشت مین ہمکو ساومی کی دلاتی ہے یاد
ٹکڑے کرونگا دامنِ ابر بہار کو

آتی ہی آنسوؤن سے مری بو گلاب کی
روتا ہون یاد کرکی یہہ کس گلعذار کو

آئے گا فاتحہ کو ہماری وہ ماہرو
گنبد فلک کا چاہیی اپنی مزار کو

گویا وہ بولی یا ہی خدائی دکھا کی آج
گلشن مین خون رولائینگی ہم آبشار کو

نہین تیرے جفا و فا ہے یہہ
قتل کرنا جو ہی ادا ہے یہہ

سر قلم کیجیے روا ہے یہہ
اپنی قسمت کا بس لکھا ہی یہہ

بھن رہا ہی جگر جو مثلِ کباب
عشق مکیش مین بس مزا ہی یہہ

خونِ عشاق کو وہ کہتا ہے
دست و پا کی لیے حنا ہی یہہ

اتنی بدخوئیان نہین اچھین ۔ کہہ نہ بیٹھی کوئی برا ہے یہہ

کوستی ہو جو ہاتھہ اوٹھا کر تم ۔ اپنی نزدیک تو دعا ہے یہہ

گاہ ہنستا ہی گاہ چین بجبین ۔ وہ تو شوخی ہی اور ادا ہی یہہ

ٹیڑھی سیدھی نکیون سنی اسکی ۔ راست قامت ہی کج ادا ہی یہہ

خط کو اپنا جواب نامہ سمجھہ ۔ یار نی محکو یہ بس لکہا ہے یہہ

اسکو دستار سرخ مت سمجھو ۔ خون عاشق کا سر چڑھا ہی یہہ

ہی فلک پر دماغ گویا کا
جب سی اوس کوچی کا گدا ہی یہہ

نیم بسمل کیا ادا ہے یہہ ۔ عاشقو لوٹنی کی جا ہے یہہ

شب وصل صنم ولا ہے یہہ ۔ بوسی ہونٹھونکی لی مزا ہے یہہ

دل کو کیون پائمال کرتے ہو ۔ نہ تو سبزہ ہی نہ حنا ہے یہہ

کاٹ کر سر لگائیے ٹھوکر ۔ قتل عاشق کا خون بہا ہے یہہ

دود دل کیون نہ رشک سنبل ہو ۔ آتش حسن سی جلا ہے یہہ

زلف مین کیون نہ دل رہی بیدار ۔ لیلۃ القدر سی سوا ہے یہہ

آنکھین اوسکی سیاہ ہین از خود ۔ توتیا کسکا توتیا ہے یہہ

کیا ہی نام خدا ہی میر اصنم ۔ بت جسی کہتی ہین خدا ہے یہہ

زلف مین دل مدام رہتا ہے ۔ دیکھا کس کی سر چڑھا ہے یہہ

در پہ نالان جو ہون تو کہتا ہے
پوچھو کیا چیز بیچتا ہے یہہ
چومتا ہون مین اپنی دل کی قدم
بوسۂ یار کا گدا ہے یہہ
دفن مسجد مین میری دل کو کرو
طاقِ ابرو پہ مر گیا ہے یہہ
طاقِ ابروے یار کو دیکھون
عین کعبے مین التجا ہے یہہ
قدِ جانان نہین قیامت ہی
زلفِ جانان نہین بلا ہے یہہ
گو صنم مُردی زندی کرتا ہی
گون کافر کہی خدا ہے یہہ

ہو شہادت نصیب گویا کو
فدوی شاہِ کربلا ہے یہہ

کسقدر مجھکو ناتوانی ہے
بارِ سر بھی سر گرانی ہے
چشمِ تر سے جو خونفشانی ہے
ناوکِ عشق کی نشانی ہے
سارہی قرآن سی اوس پریرو کو
یاد اک لفظ لن ترانی ہے
جب ہوا رتبۂ فنا فی اللہ
غم نہین گر جہان فانی ہے
ہی ہر اک شعر یار کے تصویر
فکر اپنی خیال مانی ہے
کیون نہون عاشقِ لبِ جانان
چشمۂ آبِ زندگانی ہے
اوسکی رفتار کی لکھی ہین جو وصف
کیا مری طبع مین روانی ہے
ناصحا عاشقی مین رکھہ معذور
کیا کرون عالم جوانی ہے
کس سے دون اوس صنم کو مین تشبیہ
کب خدائی مین اوسکا ثانی ہے

نہ مری زخم پہ رکھو مرہم | میری قاتل کی یہہ نشانی ہے
سر کٹا ئینگی شمع سان خاموش | گر یہی اپنی بی زبانی ہے
ہم نہین شمع ہون جو شک فشان | کارِ عُشاق جانفشانی ہے
ضبہ نی گہر مین مری رکہا اوسکو | یہہ بہی تایید آسمانی ہے
دل بہی اوس سے اوٹہا نہین سکتے | ناتوانی سے ناتوانی ہے

قدِ موزون کی عشق مین گویا
رات دن شُغلِ شعر خوانی ہے

حسرت ای جان شبِ جدائی ہے | مژدہ ای دل کہ موت آئی ہی
تجہ سے مغرور کی جہکی گردن | یہہ بہی اک شانِ کبریائی ہے
اوسنی تلوار کو سنبہالا ہے | دیکہیی کسکی موت آئی ہے
پہر گیا جب سی وہ صنم بخدا | ہمسے برگشتہ اک خدائی ہے
بات سیدہی بہی وہ نہین کرتا | کج ادائی سے کج ادائی ہے
آپ کو جانتا ہے آئینہ | صاف یہہ اوسکی خودنمائی ہے
تم مری کج کلاہ کو دیکہو | یہہ بہلا کس مین میرزائی ہے
دل مین آتا ہی راہِ چشم سی وُہ | خوب یہہ راہِ آشنائی ہے
ملی حسرت سے ہاتہہ دیکہنگی حور | ای پری تیری وہ کلائی ہے
شانہ اوسکا ہے پنجۂ خورشید | واہ کیا پنجہ حنائی ہے

زاہدو قدرتِ خدا دیکھو
ہاتھہ پوہنچا نہ پائے قاتل تک
کعبی جانی سے منع کرتی ہین
حسن نی ملکِ دل کیا تاراج

بُت کو بہی دعویِ خدائی ہے
طاعون کی یہہ نارسائی ہے
کیا بتون ہی کی گہر خدائی ہے
حضرتِ عشق کی دوہائی ہے

مُنہ سے گویا کا اوسکا بوسہ لے
بات دشمن سے نے یہہ بنائی ہے

الفت یہہ چہپائین ہم کسی کے
جانی وہ کیا کسی کی جی کے
خواہش برآئی اپنی جی کے
اچھی نہین شرح عاشقی کے
یہہ روئی کہ نامہ تہکی پوہنچا
سُرخی مگر اوسکی لب کی دیکہی
عاشق تہی وہ ہم کہ بعد اپنے
امی ابر شب فراق ہیچ کہہ
دل زلفِ رسا تلک تو پوہنچا
بجلی سے چمکے تو ابر رویا
ہم کس کی گلی کی راہ بہولے

دل سے بہی کہین نہ اپنی جی کے
جسکو الفت نہو کسی سے
ہمنی کس کس کی دوستی کے
پوچھو نہ اجی کسی کی جی سے
اشکون نے ہماری قاصدی کے
رنگت ہی سفید آرسی کے
مٹی ہی خراب عاشقی سے
روتی کٹتی ہی شب کسی کے
انکی بجتون نے رہبری کے
یاد آگئی کیا ہنسی کسی کے
جو خضر نے بہی نہ رہبری کے

دلکو مرے خاک مین ملایا
سوزش مری دل کی دیکھہ اہاہ
وہ طفلِ نصیری آئی شاید
گردن زدنی ہی شمع سرکش
بس رکھدیا خط مین برگِ سوسن
ٹھکرا کی چلی جبین کو میرے
پہر رشک ہی مُنہہ جو یار دیکھے
بھولا تھا مین راہ کوی قاتل
اوسکی گردن تلک نہ پونہچا

دلبر نی خوب دلبری کے
کر سیر اس بُرج آتشی کے
قسمین دو دن مرتضیٰ علی کے
کیون اوسکی لگی سی ہمسری کے
جب لکھہ نہ سکی صفت پری کے
قسمت کی لکھی نی یاوری کے
صورت دیکھون نہ آرسی کے
تو نی ای موت رہبری کے
ای دستِ دراز کوتہی کے

دل کو پالا بغل مین تو نے
گویا دشمن سی دوستی کے

جو نہان تھا وُہی ہر سو عیان ہے
ہر ایا ماہ کا تجھہ پہ گمان ہے
گیا یہہ سوز دل نے گرم پہلو
ٹپکتا ہے ہمارا خون اُس سے
جو پونہچی ہاتھہ زنجیرونکو توڑین
گیا ہی کوچہ کاکل مین اب دل

یہہ کیسی لن ترانی اب کہان ہے
زمین قدمونکی نیچے آسمان ہے
برنگِ شمع ہر اک استخوان ہے
تری تلوار قاتل گل فشان ہے
اگرچہ پانون اپنا درمیان ہے
مسلمان [illegible] ہندوستان ہے

گئی جو پھر نہ جاگے تا قیامت ہماری عشق کی وہ داستان ہے

برہنہ پا و سر منہ زرد سرخ اشک تری وحشت رہونگا یہہ نشان ہے

ہوای جنت الماوی کسی ہے ترا کوچہ ہمین باغ جنان ہے

تبر ہی تیر ہے خنجر رکھا ہی ہمارا آج شاید امتحان ہے

چمک لعل بدخشان کی مٹا دے تری ہونٹھونپہ ایسا رنگ پان ہے

مین گو ناخوش ہون اپنی زندگی سے رہی خوش یا الٰہی وہ جہان ہے

تجھی کہتا ہون سن او وحشت دل وہان لے چل جہان وہ دلستان ہے

وہ ہون نازک مزاج ای ہمصفیرو رگ گل مجکو خار آشیان ہے

یہ تو خار ہی میری چمن کا جو یہہ خورشید ہی برگ خزان ہے

مرا جاتا ہون مین کطرز رنگ سے تری لب کی مسیحائی کہان ہے

وہ بلبل ہین کہ ہر اک شاخ گل پر ہمارا دل بجائے آشیان ہے

زر و دینار سی آتا ہی جانان فقیرون پاس یہہ سامان کہان ہے

کٹی ہی یاد دندانمین مری عمر یہہ کشتی آب گوہر مین روان ہے

ادا و ناز و غمزہ سی ہی آتا مری یوسف کی ہمرہ کاروان ہے

لگا دی آگ نالون نی فلک پر فرشتونکی زبان پر الامان ہے

ہما ہر دم خبر لیتا ہے اگر کئی دن سی جو درد استخوان ہے

بلا کر اوس سے دو باتین تو سن لے یہہ کہتی ہین کہ گویا خوش بیان ہے

مسکگیا جب مین توای مہرو نظر آیا مجھی / مین نظر آیا نہ آیا تو نظر آیا مجھے

چشم سان آغوش مین جب تو نظر آیا مجھی / دستِ خم گشتہ مرا ابرو نظر آیا مجھے

چل گئی تیغ اوسکی جنبش سی جو گردن پر مرے / سرنگون خجلت سے وہ ابرو نظر آیا مجھے

تیری ابروئے سیہ سے ای جوان کیا دون مثال / ماہِ نو مثلِ سفید ابرو نظر آیا مجھے

زار اس حسرت سے رویا مین بس دیوار یار / دیدۂ روزن مین بھی آنسو نظر آیا مجھے

آج جو چاہے سو کہہ وعدہ ہے کل دیدار کا / لن ترانی پھر کہان جب تو نظر آیا مجھے

ابر مین بجلی چمکنی کا مجھی دہوکا ہوا / جب کھلے بالون وہ آتش خو نظر آیا مجھے

چشمِ جانان مین جو دیکھا سرمۂ دنبالہ دار / بستۂ اک زنجیر سے آہو نظر آیا مجھے

حسرتِ دیدار نی مجکو کیا یہہ بیحواس / جستجو تیری رہی گو تو نظر آیا مجھے

یاد آیا دل نہین اپنا ملا تہا خاک مین / رو دیا جب وہ غبار کو نظر آیا مجھے

چشمِ تر مین پھر گیا اوس سروِ قامت کا خیال / سرو اگر کوئی کنارِ جو نظر آیا مجھے

کیا تصور ہے جو دیکھا اپنی جسمِ زار کو / مین یہہ سمجھا اوس کمر کا مو نظر آیا مجھے

کھینچ لی تلوار جب اپنی کمر سے یار نے / بارہ کا ڈور اکمر کا مو نظر آیا مجھے

جنّتِ کوئی بتان مین جب رکھا مینی قدم / جامِ کوثر کاسۂ زانو نظر آیا مجھے

دوسرا مصرع ہے سایہ قد اگر مصرع ہے ایک / مطلعِ ایجاد جانان تو نظر آیا مجھے

ایک غزل کی اور بہی تکلیف دیتا ہون تجھے
شاعرو مین اب تو گویا تو نظر آیا مجھے

ای سنگِ جانان نہ جسد دم تو نظر آیا مجھے — استخوان انکا ور دبی دار و نظر آیا مجھے

شرم سی اوس چشم مین آنسو نظر آیا مجھے — گردنِ آہو مین یا گھنگرو نظر آیا مجھے

اوٹھہ کی اوس پہلو مین تو جو بیٹھا تو فرطِ شوق سے — دل بھی اس پہلو سے اوس پہلو نظر آیا مجھے

ہون وہ مجنون خیمۂ لیلی سمجھہ دوڑا اوگر — جب سوادِ دیدۂ آہو نظر آیا مجھے

مین یہہ سمجھا دوسرا مصرع ایسا ہو سکا — جب مکرر مصرعِ ابرو نظر آیا مجھے

مدتون تک پھر وہ میرے آنکھہ مین کھٹکا کیا — ایکدن گر اوس کمر کا مو نظر آیا مجھے

فکرِ عارض جب تلک ہے یہہ اوسی دم تک ہے صاف — عارضی آئینۂ زانو نظر آیا مجھے

خالِ اوس بت کی جو دیکھا روی آتشناک پر — آگ مین جلتا ہوا ہندو نظر آیا مجھے

ڈر گیا بازو کی مچھلی پھنس نہ جاے دام مین — اوسکا گیسو جب کمر تا بازو نظر آیا مجھے

لاغری کا میری دعوی جو نے باطل کر دیا — ای صنم تیری کمر کا مو نظر آیا مجھے

آئینے سی بھی زیادہ چشمِ جانان صاف ھے — ایک ہی جانب ہے پشت و رو نظر آیا مجھے

یار کی انکھو نہ سب خوش چشم پھر مرنی لگے — پھر بیابان مرگ پر آہو نظر آیا مجھے

دل نی بی میرے کبھی میری مصیبت یار سے — مرثیہ خوان اپنا ہی بازو نظر آیا مجھے

پھر مرے رونے کے چرچے گھر گھر ہونے لگی — پھر وہی خانہ خراب آنسو نظر آیا مجھے

بعد مرنیکی گریبانِ کفن ثابت رہا — ہاتھہ اپنا آج بی قابو نظر آیا مجھے

اسقدر عالم مین جانان دلربائی تو نے کی — دل نہ دیکھا اوسمین جو پہلو نظر آیا مجھے

وون نہ ہو ون ہو گیا مضمونِ دل پُر درد کا — جب کوئی دکھتا ہوا پہلو نظر آیا مجھے

مجھہ مین اور تجھہ مین ھے باہم اتحادِ عکس رو
جب نظر آیا مین تجھکو تو نظر آیا مجھے

دیکی سُرمہ اوسنے دکہلائی جو گردش چشم کے
سُرمہ اِک گردِ رمِ آہو نظر آیا مجھے

باغ مین نے یار گویائی سی دل سب کا پھرا
واژگون جامِ حباب جو نظر آیا مجھے

یہہ ایک تیرا جلوہ صنم چار سو ھے
نظر جسطرف کیجیے تو ہی تو ھے

یہہ کس مست کی آینکی آرزو ھے
کہ دستِ دعا آج دستِ سبو ھے

گلستان مین جاکر ہر اک گل کو دیکھا
نہ تیری ہی رنگت نہ تیری سی بو ھے

مری اس اسیری کی صدقے رہائی
ترا حلقۂ زلف طوقِ گلو ھے

نہوگا کوئی مجھہ سا محوِ تصور
جسے دیکھتا ہون سمجھتا ہون تو ھے

مکدر نہو یار تو صاف کہدون
نکیونکر ہو خود بین کہ آئینہ رو ھے

کبھی رخ کی باتین کبھی گیسو نکی
سحر سے یہی شام تک گفتگو ھے

محبت جتاؤن تو باور نہ آئے
غرض کسقدر بدگمان یار تو ھے

ملا دیجی لبِ جام کو لب سے ساقی
چمن ہی ہوا سرد ہی آبجو ھے

نکیونکر دماغ آسمان پر ہو میرا
بغل مین مری ساقی ماہ رو ھے

نہین ہی سوا تیرے کچھہ مطلب دل
تمنا تری ھے تری آرزو ھے

ہوا ہون نہ خود رفتہ مین خط جو لکھہ کر
کسی نامہ بر کی مگر جستجو ھے

چمن مین یہی دیکھا تو چرچا ہی تیرا
لبِ برگِ گل پر تری گفتگو ھے

نہو وصل تو رات دن ہی برابر — سحر کی نہ کچھ شام کی آرزو ہے
کسی گل کی کوچی سی گذری ہی شاید — صبا آج جو تجھ مین پھولونکی بو ہے

نہین چاک دامن کوئی مجھ سا گویا
نہ بخیہ کی خواہش نہ فکر رفو ہے

کیا غم ہی لہو گر تری بخیہ سی ٹپکے — ہی شرط وفا یہ نہ تری تیر سی ٹپکے
اسقدر ہے نزاکت جو شب ماہ مین نکلے — گر ہی پسینا رخ بی پیر سی ٹپکے
آہون ہے مری اور ہی دوزخ مین لگے آگ — جنت کا مکان و نیکی تاثیر سی ٹپکے
ہم ایسی ہین ہے پا کہ تو رکھدی جو گلی پر — پانی وہین قاتل لب شمشیر سی ٹپکے
دل خون شدہ وہ ہین کہ کھینچی گر مرا نقشہ — خونناب ابھی دیدۂ تصویر سی ٹپکے
ہون مثل صدف موتی حبابونمین دم غسل — پانی جو ترے زلف گرہگیر سی ٹپکے
کہتا ہی ترا رہے کہ ہی ابر شرربار — گر خون قطرۂ عاشق دلگیر سی ٹپکے
رونیمین اگر اوسکو نظر بھرکی مین دیکھون — پانی وہین بھر ابر تصاویر سی ٹپکے
دل سوختونکی تن مین نہین خون بجز آتش — سر کٹکی نہ خون شمع کا گلگیر سی ٹپکے
جھل جھل کے مری یاد مین ہین زخم ترے ہین — کسطرح نہ خون حلقۂ زنجیر سی ٹپکے
رسوا نہ کرون تجھکو چھپی مثل ترے رنگ خو — کیا دخل ہی قطرہ ترے شمشیر سی ٹپکے
شیرین لبونکی صفت مین لکھتا ہون شب و روز — اغلب کہ عسل خامۂ تحریر سی ٹپکے
تقدیر مین رونا ہے عجب کیا ہی جو پانی — یا دل کسطرح نالۂ تقدیر سی ٹپکے

حیرت مین ہے جاری ہے مری آنکھوں سے آنسو
یہان قطرۂ شبنم گل تصویر سے ٹپکے

یہہ دست حنائی مین لیا کس نے مرقع
جو قطرۂ خون دیدۂ تصویر سے ٹپکے

پیدا گل خورشید ہوا یا گل مہتاب
جسجا کہ پسینا رخ بی پیر سے ٹپکے

ای جوشش گریہ جو ڈبویا ہی مین گو
یہہ سقف فلک بھی کسی تدبیر سے ٹپکے

وہ گشتہ ہون مین غمزہ جرا بھر شہادت
خون ہووے شرر اور ترے شمشیر سے ٹپکے

مینا ہی گلو کا جو کرون وصف مین گویا
قلقل کی طرح مَی مری تقریر سے ٹپکے

پاس غیرون کی جب وہ جا بیٹھے
ہاتھ دنیا سے ہم اوٹھا بیٹھے

یاد مین جس کے اک جہان بھولے
وہ ہمین صاف ہی بھلا بیٹھے

قبر مین بھی ہین سر کو ٹکراتے
کبھی ٹھوکر نہ تم لگا بیٹھے

دل لیا جان لو جگر بھی لو
کس لیے پھر ہو تم خفا بیٹھے

دیکھین لاتی ہی کب شمیم زلف
منتظر ہین ترے صبا بیٹھے

مینے گل کھایا تو لگا کہنے
خوب تازہ یہہ گل کھلا بیٹھے

نہ اوٹھین گی مثال نقش قدم
جب تری در پہ یار آ بیٹھے

دیکھہ اوس سے سمجھہ کے کرنا بات
ہے وہ گویا نہ کچھہ سنا بیٹھے

جو وہ اپنی محراب ابرو دکھا دے
بشر کیا فرشتہ بھی گردن جھکا دے

اثر کچھ تو اے آہِ سوزاں دکھادے
رقیبوں کی دو چار گھر تو جلادے

اگر دیکھی چاہِ ذقن اوسکا یوسف
تو پھر آپ کو وہ کنوئیں مین گرادے

مین منصور ہون زاہد و حق کہونگا
اگر کوئی سولی پہ مجکو چڑہادے

بڑی اشک اور آہِ سوزانکی بس مین
یہہ چاہی بہادے وہ چاہی جلادے

بھلا کچھ تو آ کام اے جوشِ گریہ
کہ غیرونکی دیوار و در کو گرادے

اجل کہہ کی اوس تیغِ ابرو کا قصہ
ہی احسان شبِ ہجر مین گر سلادے

اگر آپ ہی تیری خنجر مین قاتل
ذرا میری دل کی لگی کو بجھادے

پڑہی کب وہ گویا بہلا میرے خط کو
کبوتر کو جو چٹکیون مین اوڑادے

جسم وہ حیران جہان آئینۂ ادراک ہی
چاندنی اوس ماہ کی اوتری ہوئی پوشاک ہے

دستِ کوتہ عشق کا ہو کسقدر بیباک ہے
دامنِ پاکِ مہ کنعانکو دیکھو چاک ہے

چہرۂ گلگون ہے گلشن قامتِ موزون سرو
گوش نازک ہین گلِ تر غنچۂ گل ناک ہے

جلوہ گر خالِ سیہ ہے روئی آتشناک پر
چشمۂ خورشید مین تنکی مگر تیراک ہے

وادئ دل مین سمجہ کر پاؤن رکھنا اے جنون
ہر بگولے مین نمایان گردشِ افلاک ہے

جی ابہی نکلا نہ تہا تن سی کہ وہ راہی ہوا
توسن جانان سمندِ عمر سی چالاک ہے

رو دیا بہزاد بھی تصویر میرے کہینچ کر
صورتِ مژگانِ عاشق ہو قلم نمناک ہے

کہینچکر شوقِ اسیری لیچلا توسن کے ساتھ
اپنی گردن مین گریبان حلقۂ فتراک ہے

مورد رنج و بلا دنیا مین ہی بارِ مراد
بیخودی نی مجکو تعزیرِ خطا سی ہی نجات
گر اوٹہا دیوانہ تیرا گور سی فردای حشر
اس جہانِ تنگ کو کہینچون وحشت سرا
آنکہہ دم مین پہیر لے سارے خدائی سی وہ بت

سنگہای کودکان سے بید کو کیا باک ہے
سو گیا جب پاؤن پہر کیا خارِ رہ سے باک ہے
دیکہنا پہر دم مین جب صبحِ محشر چاک ہے
جس سحر کو دیکہی اوسکا گریبان چاک ہے
ابلقِ چشمِ صنم واللہ کیا چالاک ہے

میکشی مین مجہہ سے آزردہ ہوا وہ مستِ ناز
دورِ ساغر مجھکو گویا گردشِ افلاک ہے

محبت بہی نہین قاتل کی خالی ہی عداوت سے
جو روتی مجکو دیکہا رحم اوس بیدرد کو آیا
ترا جانا تو ایجان جہان ہی موت کا آنا
اگر دعوی ہے ہم چشمی کا میری چشم گریان سے
سرفراز ہمارے ہوگئے گر سر کاٹ ڈالی تو
سراپا بستۂ زنجیر جو نقشہ مرا کہینچا
ہنسون شکلِ دہانِ زخم گر تلوار مارے تو
یہہ دریاے فرقت مین سحاب آسا بنا گردون
بنی وہ مثلِ لیلی جسپہ سایہ تیرا پڑجائے
نظارہ کرکے اوس ابرو کا چشم مست کو دیکہا

اشارہ بہی جو کرتا ہی تو ہے انگشتِ شہادت سے
جہڑی اشکو نکی ہرگز کم نہین بارانِ رحمت سے
روانہ ہوگی میری جان پہلے تیری رخصت سے
مین حاضر ہون مقابل ہو وہ کہدو ابرِ رحمت سے
برنگِ شمع پہر پیدا ہو سر شوقِ شہادت سے
مگر آگاہ تہا بہزاد میرے جوشِ وحشت سے
یہہ کیا ہی دخل جو لب آشنا ہو مین شکایت سے
برسنا اسکو کہتی ہین یہہ کہدو ابرِ رحمت سے
وہین مجنون بنے مین جسکو دیکہون چشمِ حیرت سے
گئی میخانے کو ہم اوٹہہ کے محرابِ عبادت سے

لگین گر تیر مژگان دل پہ ہی عین آرزو مرے
ہجوم یاس حسرت اک سبو ہاے بیکسے لگی یہ
مین دیوانہ ہون مرہم فائدہ مجکو نہ بخشی گا

مجھی ہیہ تیر باران کم نہین یاران رحمت سے
تری عاشق کا جاتا ہے جنازہ شان شوکت سے
اگر اچہی ہونگی زخم تو سنگ جراحت سے

وہ مجہسے بطرح روٹہا تہا لیکن مینے ای گویا
منایا لاکہہ منت سے خوشامد سماجت سے

اوسکو مجہ سے روٹہا دیا کسنی
دام کاکل دکہا دیا کس نے
خم ابرو دکہا دیا کس نے
ای فلک ہم تو بیٹہی ہنستی تہے
آئینے مین دکہا کی تیرے شکل
اک قلم حرف دوستے بہولا
مین گیا اوسکی گہر تو کہنی لگا
نہین معلوم شوق قتل مین کجہہ
نسماے کسی کی آنکہو نمین
مانگتی سے گناہگار ہوئے

میرے دل کو دکہا دیا کس نے
مرغ دل کو پہنسا دیا کس نے
کعبۂ دل گرا دیا کس نے
اوٹہتے اوٹہتے رولا دیا کس نے
تجکو حیران بنا دیا کس نے
ہائی اوسکو پڑہا دیا کس نے
گہر ہمارا اتبا دیا کس نے
سر ہمارا اوڑا دیا کس نے
نظرون سی ہمین گرا دیا کس نے
اوس سی بوسہ لیا دیا کس نے

کل تلک دوست تہا وہ گویا کا
آج دشمن بنا دیا کس نے

لی ہاتھون مین یہہ حنا کِس نے
صبح کو شام کر دیا کِس نے
مُشک اوس زلف کو کہا کِس نے
آج ایسی جو تو معطّر ہے

کاش سر تن سے وہ جدا کرتا
پاؤن پڑنی سی ہے خفا ہوتا
اِسکے اُٹھہ کھیلیان قیامت ہین
تو نے ناراجبی کیا احسان

زیست پر ناز میری موتکو ہے
جوشِ باران مین برق سی چمکی
تجھہ سا دیکھا نہین جوان کوئی
کہتی ہین بت کہ ہم نہین واقف

خون سر پر مرا لیا کِس نے
زلف مین منہہ چھپا لیا کِس نے
شاعرون مین یہہ کی خطا کِسنے
زلف کھولی ہی ای صبا کِس نے

کر دیا یار سے جدا کِس نے
ہاتھہ سی میرے کھو دیا کِس نے
حشر برپا کر دیا بپا کِس نے
تجھہ سے مانگا ہی خونبہا کِس نے

کر دیا کُشتۂ اَدا کِس نے
میری رونی پہ ہنس دیا کِس نے
ٹڑہ دیا تجھپہ لا فتا کِس نے
پھر لیا دلکو اے خدا کِس نے

یار دیتا ہے مَی نہین پیتا
کِیا گویا کو پارسا کِس نے

تم وفا کا عوض جفا سمجھے
ہان کہا کر جو آئی مقتل مین
سر قلم کرنیکا تہا خط مین جو حال

ای بتو تم سے بس خدا سمجھے
کیا شہید ولکا خون بہا سمجھے
اوسکا مضمون ہم جدا سمجھے

کب وہ تلووں سے آنکھیں ملنے دے — جو کہ مژگان کو خارِ پا سمجھے

ہوگیا جب قلم ہمارا سر — اپنی قسمت کا تب لکھا سمجھے

دوڑے کیا ہوگی خوشیِ مقتل — اوسکی ہم گھر کا راستا سمجھے

کسی صورت سی ہمکو آنی دے — کاش دروازی کا گدا سمجھے

یادِ دندان مین جو بہا آنسو — اوسکو ہم دُرِّ بے بہا سمجھے

چاندنے پر وہ پہر رکھی نہ قدم — ہم فقیرونکا بوریا سمجھے

تیری ابرو کو جو ہلال کہا — ماہِ نَو سے بھی کچھہ سوا سمجھے

مرون تو وہ جواب نامہ لکھے — خط نہ آنی کا مدعا سمجھے

ہاتھہ اوٹھا کر لگا جو کوسنی وہ — واہ ری ہم اوسی دعا سمجھے

جو ہے بیگانہ آشنا ہی وہ — ہم جو کہتی ہین کوئی کیا سمجھے

ہم کو نظروں سے بیستی ہین آپ — چشم بد دور توتیا سمجھے

جب سی اوس کوچی مین قدم رکھا — کیمیا کو نہے خاک پا سمجھے

تجکو او نوجوان کہا بی مثل — آج سعیِ لَافَتا سمجھے

ہم نی جب دیکھی چاندنی چھٹکی — تیری اوتری ہوئی قبا سمجھے

کاسہ ماہ جب سے دیکھہ لیا — تب سی گردون کو ہم گدا سمجھے

اپنے فہمید پوچھہ مت گویا
کچھہ نہ سمجھے یہہ بارہا سمجھے

نہین کچھ غم گلستان سے جو فصل گل روانا ہے
کہو اوس ق وس سے آج لازم ساتھ جانا ہے

دہن مین چینیون کے میری زنجیرونکا دانا ہے
مثال نقش پا لاکھون پڑے رہتی ہین سر اوسکے

گریبان پھاڑ کر دست جنون سے ہوگی کب فرصت
چلونگا سر کی بل شوق شہادت دستگیر ہے

نہین ہے نظر اوس ناوک افگن کو جو برباد
سبک ہون سب کے نظرون مین یاد سکا بار خاطر ہو

چلا ہے داغ سوزان لیکی دل جاناکی کوچہ مین
تصور رات دن ہی گوہر دندان جانانکا

نمایان چین زلف یار سے ہی کانکا موتی
چلو تلوار رکہہ کر دوش پر تو اوٹھ چلو صاحب

کبہی مژگان دکہاتا ہی کبہی ابرو کبہی مسکا دہنا
جھکا رہتی ہین آگے تیرے سر ہم جو ابی قاتل

نہین بہیج ہی سماتین بلبلین تیغ قفس اسیری
لگاتے ہے دل مجہی انگہون سے کیون ہر دم او بجھتا ہے

ہماری خاک کو برباد کر کی آہین کرتا ہے

وہ بلبل ہون کہ بن گل کہا کہا کی بازہ گل کھلاتا ہے
جنازہ پر ہمارے ابر رحمت شامیانا ہے

جنون مجہہ زار کو تسپر بھی کہتا ہی توانا ہے
مگر قاتل ترا گنج شہیدان آستانا ہے

ابہی تو قیس دامن صحرا کی بہی پرزے اوڑانا ہے
جہان تلوار چلتی ہی اوسی کوچہ مین جانا ہے

ہماری خاک کا شاید اسے تودہ بنانا ہے
کہا کرتا ہی قیس مجہہ ناتوانکو کیا توانا ہے

جہنم ساتھ لیکر جانب جنت روانا ہے
مری انکہونکی ڈوری مین مگر موتیکا دانا ہے

عوض دانیکی اوسکی دام مین موتیکا دانا ہے
یہ ہی کی سی ہے صورت صاف باقی پر لگانا ہے

مری منصور کو شاید کہ سولی پر چڑہانا ہے
زبان تیغ سی قسمت کے لکہی کو مٹانا ہے

مگر صیاد کو گلدام گلشن مین لگانا ہے
صنم پنجہ مژگان تری الفونکا شانا ہے

غبار اپنا کسی تیر ہوائی کا نشانا ہے

پھنسایا گیسوئے پیچان مین کس کافر کی دل میرا
ہمارا خانۂ ویران ہی دو تختانہ اہی منعم
دوپٹہ آسمانی اوڑھکر یہہ کون آتا ہے
نشتر ہاؤ کھو تو چبھو دون مژگانکی چلون کو
اولجھتی ہین جو بال اوس کے تو میرا دم اولجھتا ہے
یہہ ہے مژگانکی جنبش آہ یا ہی ناوکِ انداز ہے
لیا جس نے ہمارا نام مارا بیگنہ اوس کو

مجھے اس چرخ کجرفتار کو سیدھا بنانا ہے
یہہ سب آگاہ ہین اکثر خرابون مین خزانا ہے
کہ پیچھے پیچھے مثلِ سایہ گردون روانا ہے
تم آئی عین فرصت عدو پر جبھی آنکھین بچھانا ہے
یہان ہے وردِ ثنا مین جو ان لفظون مین شانا ہے
کشش تہی کمان کے یار یا تیور چڑہانا ہے
نشان جس نے بتایا بس وہ تیرونکا نشانا ہے

دلِ افسردہ مین اک شاہِ خوبانکا تصور ہے
مری ویرانی مین گویا ہما کا آشیانا ہے

داغِ دل تازہ ہوا آہِ دلِ ناشاد سے
چاہیے معشوقکی ہمنام ہی عشق ہو
دامنِ صحرا ہوا ٹکڑی ہے آ دستِ جنون
قامتِ موزونکا سایہ دیکھکر کہتا تہا شوخ
سر کو پہوڑا کوہکن کی عقل پر پتہر پڑین
کون یہہ صیاد گلرخسار آتا ہی صبا
ہو نمین وہ بلبل کہ مثلِ طائرِ قبلہ نما
زخم جو لگتا ہی بنتا ہی دہانِ شکر وہ

ہو گیا روشن چراغ اپنا گذارِ باد سے
جانِ شیرین کو نہی کہنا تہا یہہ فرہاد سے
جیبِ صبحِ حشر تہے پہاڑین ہر امداد سے
کسکا مصرع لڑ گیا ہی مصرعِ اوستاد سے
کہود ڈالا خانۂ خسرو نکیون بنیاد سے
شورِ بلبل کم نہین شورِ مبارکباد سے
منہ قفس مین بہی پہیرا خانۂ صیاد سے
بڑہتی رہی تیرو فا ظالم تری بیداد سے

پھوڑ ڈالا سر کو سنگِ آستانِ یار سے
یار اگر آتا نہین تو ہی شبِ فرقت مین آ

ہم بھی او شیرین نہین ہین کم تری کوہکن سے
ای اجل تو نے بھی کیا ہمکو بھلایا یاد سے

ہون وہ نالان گنبدِ گردون نے گھبرا کر کہا
سر پھرا جاتا ہی ای گویا تری فریاد سے

ہون مثلِ نی ند دیکھی نسبت سپند سے
نالی نکل رہین ہین مرے بند بند سے

کوچمین زلف کے دل اون جا یون ہو وے جا پڑ
جسطرح دردمند ملے دردمند سے

عاشق کی آہ جائیگی اب عرش سے پرے
زلفِ دراز بڑھ گئی قدِ بلند سے

تمکو خدا دکھائے تو انقلابِ عشق
اپنا ہی درد کہتی پھرو دردمند سے

ہی آہ بیکسان کی رسائی خدا تلک
چڑھ جائیے فلک پہ دلا اس کمند سے

گیسو سے منہ کو ڈھانپ کے ہنستے ہو بام پر
یا بجلیان برستی ہین ابرِ بلند سے

ای چرخ مرتبہ ہے یہہ اوس شہسوار کا
نسبت نہین ہلال کو نعلِ سمند سے

آبِ حیات خضر پیے گو تمام عمر
تو دم مین مار ڈالی اوسی زہرِ خند سے

کرتا ہی وہ صفت لبِ شیرینِ یار کی
بھر دے دہانِ یوسفِ مصر کو قند سے

آیا جو غش مجھے تو گرا یا ہی یار پر
بیہوشی مین بھی کم نہین مین ہوشمند سے

تو دیکھتا ہی آئینے اور تیر منہ کو مین
بہتر مری پسند ہی تیری پسند سے

گویا صدا وہ سرا نہین جانباز و سر بکف
فرہاد کہہ رہا تہا صدا ای بلند سے

ابر ہی آبِ رواں ہے لغزشِ مستانہ ہے
گردشِ گرداب ساقی گردشِ پیمانہ ہے

سرو مینا ہی نوا ہی فاختہ مستانہ ہے
دستِ ساقی کے شاخ ہتی ہر ایک گل پیمانہ ہے

درد و غم اندوہ کس کس کا گذر ہوتا نہین
یا الٰہی دل ہی میرا یا مسافر خانہ ہے

گل خوشی سی پھولے ہین نخلِ گلستانمین نہال
مژدہ باد اے بلبلِ زار آمدِ جانانہ ہے

زلف تہی اک ناگ اوسنی لاکھہ افعی کر دی
دشمنِ جاں نے مرا سو روح سے تیر اشانہ ہے

لڑکھڑاتی پھرتی ہے مستانہ گلشن مین نسیم
ساغرِ گل ساغرِ مے ہے چمن میخانہ ہے

ہمدمو کشتہ ہون تیغِ نرگسِ مخمور کا
ہر دہانِ زخم مین یان خندۂ مستانہ ہے

یادِ کس کے سِلکِ دندانکی رولاتی ہے مجھی
جو مرا آنسو ہے وہ رشکِ درِ یکدانہ ہے

ہین عصا نے شاخِ گلِ تر بلبلین میدکہین
آج کس گل کی چمن مین آمدِ شاہانہ ہے

نام اپنی ماہ کا ایسا کیا ہی ہینی ورد
غیرتِ اختر مری تسبیح کا ہر دانہ ہے

جلتی ہی نالوں سے برق اشکوں سے بادل کو فرا
رعد کی چہاتی پھٹی وہ آہِ بیتابانہ ہے

جو حسین ہے اپنی آرائش اوسی منظور ہے
باغ مین کنگھی ہی یان غنچوں مین سنبل کی شانہ ہے

جب سے اپنی کو چمن آنے نہین دیتا ہے یار
وادیِ دوزخ مجھے آبادیِ ویرانہ ہے

شمع روی یار پر جسطرح میرا دل جلا
اسطرح جسے جل سکی کیا طاقتِ پروانہ ہے

کیا نگاہِ مست سے ساقی نے نظارہ کیا
محتسب شاہی زاہد جو مستانہ ہے

اعتبارا جہان کثرت ہین تو وحدت کو دیکہہ
وہی مہمان وہی خانہ وہی صاحب خانہ ہے

آج افسانی سنا کرتا ہی پہر خواب ناز
دیکہہ لینا پہی خبر کل تو ہی اک افسانہ ہے

اس چمن مین خارِ چشمِ ہر گل و نرگس مین ہے
ہان مگر کچھہ آشنا سا سبزۂ بیگانہ ہے

ہی وضو بہتا لہو کا قتل ہونا ہی نماز
سر جھکانا زیرِ خنجر سجدۂ شکرانہ ہے

پڑ گئی ہی جان سی ہر ایک بت مین اے صنم
اندنون تیرا تجلی گاہ کیا بتخانہ ہے

دل پڑا جلتا ہے اب ای جان تو آنکھون مین آ
دیدۂ گریان مژہ سی صورتِ خسخانہ ہے

رعد ہی نالہ مرا ابرِ سیہ مژگانِ تر
جسکو بجلی کہتی ہین وہ آہِ بیتابانہ ہے

قیس و گویا وامق و فرہاد پر موقوف کیا
جو ترے کوچہ مین آیا ای پری دیوانہ ہے

گم ہوا ہون نظرون سے ایسی ناتوانی ہے
اب اودھر سے ارنی ہی یہان سے لن ترانی ہے

آنکھہ اوٹھا کی بگرد دیکھو عین مہربانی ہے
لو دعا ضعیفونکی ثمرۂ جوانی ہے

وہ لگاتی ہین مہندی ہم بہی ہین لہو روتے
وان ہے مشق خونریزی یہان ہے خونفشانی

حالِ دل کبھی اوس سے گر کہون تو کہتا ہے
اور ہین سُنے قصّے یہہ بہی اک کہانی ہے

پوچھتا ہی کیا ہمدم حالِ زندگانی کا
جب جلد اوہوا جانا ہان خاکِ زندگانی ہے

سکو ہی یقین کامل رخِ ماہِ تابان کا
اوسکی جو قبا کا رنگ آج آسمانی ہے

کر رہی ہوا اشارہ کب ہمکو اپنی ابرو سے
تیغ گر لگا بیٹھو یہہ بہی مہربانی ہے

بند آنکھہ کرتا ہی تو امید ہو یا بر
جاگ خوابِ غفلت سے کوئی نیند آنی ہے

اوس نے آینہ دیکھا ہمقد گر پڑی تجھ پر
ہاتھہ سے سکندر کی تیرے موت آنی ہے

تیرِ غمزہ سنتی ہو سرِ ملا کی کانون سے
پاؤن سے پڑون گر مین تمکو سر گرانی ہے

ماہِ نو گریبان ہی اور ستارہ ہے تکمہ
ہی بجا قبا کا گر رنگِ آسمانی ہے

کیا عجب جو موسی سے اسطرح جو پیش آئے
جس سے روز ملتا تھا اوس سے لن ترانی ہے

کہتی ہین مجھے رضوان جتنی اہل جنت ہین
جب سے یار کی در کی مجکو پاسبانی ہے

مجکو وہ لہو روتی دیکھکر لگا کہنے
کوئی اسکے سینے مین زخم کیا نہانی ہے

میری بیقراری سے اور میری رونی سے
برق رشک سی سوزان بر آبی یا پانی ہے

سطرین اسکی ہین موج جبین اور رہیہ بحر دریا ہے
غیرت سے درِ شہوار گوہرِ معانی ہے

زخم کھاکی بازو کی مچھلیان ہوئین زندہ
آبِ تیغ ای قاتل آبِ زندگانی ہے

اوسکی دین مین گویا تونی فخر پایا ہے
ذکر کیا ہی یوسف کا کوئی اوسکا ثانی ہے

شکل گردون حباب کیسی ہے
خاک نقشِ بر آب کیسی ہے

بھون گیا آتشِ جدائی سے
دل کی حالت کباب کیسی ہے

کیا برابر ہی مصرعِ ابرو
سطر بندی کتاب کیسی ہے

مین وہ ہون مست نقش پا ہین مرے
شکل جامِ شراب کیسی ہے

کیونکہ اوسکو کہون مہ تابان
صورت اک آفتاب کیسی ہے

واہ او گل ترے پسینی مین
ساری خوشبو گلاب کیسی ہے

اوسکی ہونٹھونمین صاف کیفیت
لب جامِ شراب کیسی ہے

کیون لکھا ہینی حال رونی کا
خط کی حالت سحاب کیسی ہے

زلف اگر رات ہی تو عارض مین
روشنی ماہتاب کیسی ہے

کشورِ دل مین کیا تلاطم ہی
صورت اک انقلاب کیسی ہے

دل پھنسا جب سے زلف کاکل مین
حالت اک پیچ و تاب کیسی ہے

دیکھہ ہمت حسین سے گعر یا
سب عطا بو تراب کیسی ہے

مجکو چاہِ ذقن دکھاتا ہے
میرا یوسف کنوین جھکاتا ہے

کچھہ جو سیدھی ہی بات کرتا ہون
ترچھیان وہ مجھے سُناتا ہے

شمعِ محفل وہ مجکو سمجھا ہے
شاید اسواسطے جلاتا ہے

عقلِ اول کی ہوش اوڑتی ہین
چٹکیو مین وہ جب اوڑاتا ہے

زلف کو چھیڑتا ہی جب شانہ
دل مرا پیچ و تاب کھاتا ہے

گرمیان غیر سے نہ کر ظالم
جل رہا ہون عبث جلاتا ہے

برگِ گل سی زیادہ لال ہین ہونٹھہ
کوئی جانی کہ پان کھاتا ہے

خاک سے بھی مری غبار رہا
قبر کو ٹھوکرین لگاتا ہے

غنچے حیرت سی کھل نہین سکتے
جب چمن مین وہ مسکراتا ہے

مثلِ آئینہ اوس سے صاف ہین ہم
جو ہمین خاک مین ملاتا ہے

تجھکو اپنی ہنسی خوشی کی قسم
کس لیی تو ہمین رولاتا ہے

دیکھیی کس کی بیاین بجھتی ہی
خنجرِ آبدار لاتا ہے

دیدہ کی آنکھہ ہی نہین رہ کہتے
فکر مین اُوسکے اچپلاہٹ کے
لَن ترانی کسی سُناتا ھے
اور مضمون گُل گُلاتا ھے

لنکین آگے نہ فکر کر گویا
ریختہ مختصر ہے بھاتا ھے

تکلم جو کوئی کرتا ہے جانی
ہماری اور تمہاری ہے کہانی
نہ کر بیمار کی تدبیر جراح
یہہ زخم دل ہی اُلفت کی نشانی
جنون مین یاد ہی آک بیت ابرو
کہان ہی اب دماغ شعرخوانی
مآل عاشق و معشوق ہی ایک
سُنا ہی شمع سوزانکی زبانی
ہُوا جیسا یہ ہونی سے یہہ ثابت
نہین مثل خدا احمد کا ثانی
مُحرّم مین تری پوشاک آبی
ہوئی مجکو بلاے آسمانی
بچی گر استخوان سوز الم سے
کرینگی تیری سگ کی میہمانی
نشان ہم بی نشانو نکا نہ پایا
صبا نے مدّتو تک خاک چہانی
اوٹھین تربت سی خندان روز محشر
کفن کو دے دوپٹہ زعفرانی
تری پھرنی سی ای مہ سب ہین دشمن
زمین بہی ہی بلاے آسمانی
وہ عاشق ہون نہ آئی نیند مجکو
سنون جب تک نہ یوسف کی کہانی
اوٹھا سکتی نہین لب اوسکی لب سے
یہانتک اپنی پوہنچی ناتوانی
ہماری بن چمن مین عندلیبو
مناسب ھے تمہین دہو مین تجالی

غمِ ساقی ہماری خونِ دلکو
سمجھتا ہے شرابِ ارغوانی

نہین بچتا ہے بیمارِ محبت
سُنا ہے ہمنے گویا کی زبانی

گرادی یار نے بجلی دوپٹے کی کناری سے
جھڑی منہ کی جو کہا دو نین سے اپنی اشکبار سے

تنِ پر داغکو کیونکر نہ کہیے گلشنِ جنت
روان ہین سیکڑون نہرین ہمارے چشمِ اشکبار سے

لبِ دریا کیا ہے خندۂ دندان نما کس نے
کہ جو گوہر غلطان ہے صدف مین بیقرار سے

دم آیا میری آنکھون مین نہ آئے تم نہ آئے تم
اجل بہتر ہے اس ہر روز کے امیدوار سے

جسے مین دیکھتا ہون یار دانتون کا شیدا ہے
منجم کو بھی ہر دم کام ہے اختر شمار سے

خرامان دیکھکر گلشن مین اپنے سرو قامت کو
لگا کو بنگئی نخلِ گلستان شرمسار سے

وہین دھو جائیگا دینگی جو مجکو دفترِ عصیان
کہ پانی پانی ہو جاویگا گویا شرمسار سے

بہتی ہین خونِ دل نہین خوں آتشِ شراب سے
دل تھم نہین رہا کسکو ہوش ہے کباب کے

بیتی ہے مجھکو اور وہ بیہوشی ہوگئی
تاثیر ہے یہہ یار کی جھوٹی شراب کے

مسکن کو اپنی چھوڑ کی زلفون مین جا پھنسا
وحشت تو دیکھیو دلِ خانہ خراب کے

کس شہسوار کی ہے قدمبوس کی ہوس
صورت جو بنگیا ہے مہِ نو رکاب کے

کس کو جی سے نکالکی مارا ہے شست مین
دیکھو جنون نے کیا مری مٹی خراب کے

سینہ خیالِ یار سے بتخانہ بن گیا
ناقوس آہ ہے دلِ پر اضطراب کے

بعد از فنا بہی شیشہ ساعت کے خاک مین
پوہنچایا مجہکو کعبہ کوچہ بتان تلک
ای شہسوار یان بہی قدم نچہ کہیچو
دریا رواں ہے فرقت ساقیمین چشم سے
پرتو پڑا جو خواب مین اوس رشک ماہ کا
دیکہا تجہی جو خواب مین جاگے مری نصیب
گردش ہی تہی غرض تجہے بنانا تہا جام مے
آیا جواب نامہ پس از مرگ تب کہلا
نقشہ بنا کی مانی بہی چاہے جو اوسکی داد
کیا انفعال ہوگا اگر کاتب عمل
مثل حباب آنکہہ جو کہولی تو یہہ کہلا

تا تیر ابتلک ہی وہی اضطراب کے
باری دعا خدا نے مری مستجاب کے
ہی حلقہای چشم مین صورت رکاب کے
درکار اب مجہی ہوئے کشتی شراب کے
صورت لگی ستارے سے ملنی حباب کے
بیداری سے فزون ہوئے توقیر خواب کے
بنوائی چاک کیون ہے مرمٹی خراب کے
تہی دیر اسلیے مگر خط کی جواب کے
تصویر لعل اوٹہی مگر حاضر جواب کے
رکہدینگے میری سامنے فرد حساب کے
بنیاد کچہہ نہین ہی جہان خراب کے

گویا اسی سبب سے ہی امید مغفرت
الفت جو ہی جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کے

دہن ہرگز نہین ہے نسبتہ بہی معجز بیانی ہے
تڑپتا ہون مثال برق یاد یار جانی ہے
بہلا ہے عشق مین یہہ کوئی اپنی زندگانی ہے
مری گہر سے چلا وقت سحر جب وہ بت کافر

ہزارون منہ سے بہتر ایک تیر بیدہانی ہے
مجہی ہر شب ہجران بلائے آسمانی ہے
فغان ہے درد ہے غم ہے الم ہے ناتوانی ہے
خدا کو بہی بہ نسونیا مین نے یانتک بدگمانی ہے

محبت اسکو کہتی ہین ابہی کہتی ہین بیگانگی
پتا اوس ماہوش کا فلک کے مکانکا کیا کہون قاصد
نہ اوڑہیگا مرا سوز محشر آگی خالق کے
سفید اپنی ہوئی ہین بال کل ہی آتی پیری
سیاہی ہو گئی ہی یکقلم صرف اپنی آنکہون سے
مراسر اسمین تیغ ابروی قاتلکی مضمون ہین
تری دیوانیکی گردن سے اوترا طوق مرتی
نہایا یار جو دیکہو اثر کندن سے رنگت کا
اگر تلوار کہینچوگی تو ہم گردن جہکا دینگے
بڑی سیاہ یہ جو میرا مرغ آتشخوار جل جائے
ہمارا نامہ دیگر آہ ہی اک بہیجیو قاصد
بچہا ہی پشت مین ہر یک جانب فرش کانٹونکا
ہماری خاک پر آتی ہوئی جو تم تکدر ہو
لکہا القاب نامی مین جبہی نامہربان اوسنے
لگایا ہے جو اپنی دانت پر میری شکر لب نے
ہوا ہی تب کہین غربال سینہ اوسکی تیرو سے
مرا لیجا کی نامہ تو جواب غیر لاتا ہی

ہری ہین زخم یاران بوستانکی ان قاتلکی دہانی ہے
نشانی سیکڑون دل ہوتی ہین بس یہہ نشانی ہے
یہی گر بار عصیانکی مری سر پر گرانی ہے
یہہ میری صبح پیری وہ تری شام جوانی ہے
یہہ ای قاصد کمال شوق گریہ کی نشانی ہے
مرا دیوان یہہ کاہی کو ہی شمشیر خانی ہے
تجہی بہی آپ ہی زنجیر منت کی ٹرہانی ہے
کہ پانی جسقدر دریا مین ہے سو تیکا پانی ہے
تمہاری تیغ ہی کے گہاٹ یہہ کشتی لگانی ہے
سمندر میرے سوز دلکی آگ کی پانی پانی ہے
جو پوچہی یار کہدینا یہہ پیغام زبانی ہے
جنون مجہہ آبلہ پاکی مگر اب میہمانی ہے
عوض پہولونکی تربت پر مگر تیوری چڑہانی ہے
کیا بہولی ہو تمکو یاد یہہ مہربانی ہے
تو ہی بیٹہی چہری تلوار شیرین اوسکا پانی ہے
اسی امید پہ ہمنے برسون خاک چہانی ہے
یہہ قاصد خط رسانی ہے یا ایذا رسانی ہے

عوض نامے کی بھیجین گے اوسی لوٹن کبوتر ہم
اسی پردے مین قاصد کی بیتابی دکھانی ہے

ہم ایسا رو گئے تھے اگر ورنہ اوسکی منھ پہ منہ رکھکر
ہوئی ہین مدتین جا بہ ذقنین اب بھی پانی ہے

تری تصویر اگر کھینچے دہن کے جا لکھی مانی
خدا ہی عالم الغیب اور یہہ سر نہانی ہے

جگر مین جا بہ غم ہین اور تڑپتی ہین نہین کہتے
ازل سی یان تج گویا مثل ماہی بی زبانی ہے

ہمین اس قید سے الم تو رہائی ہوتے
شب ہجر انکی عوض موت ہی آئی ہوتے

آئینہ دیکھتی تم تو نہ صفائی ہوتے
اوس سے بھی آنکھ لڑاتی تو لڑائی ہوتے

خود فروشی سر بازار جو لائی ہوتے
ان ہتو نکی تو خریدار خدائی ہوتے

وعدہ دیدار کا ہی شکل دکھائی ہوتے
کل جو آنی تھی قیامت ابھی آئی ہوتے

وصل کی رات ہے یون جلد نہ آئی ہوتے
اے سحر اور ذرا دیر لگائی ہوتے

آب خنجر اسی قاتل جو دکھائی ہوتے
پھلے بازو سی تڑپ کر نکل آئی ہوتے

شب فرقت کے جو تکلیف سنائی ہوتے
روح قالب مین کسیطرح نہ آئی ہوتے

بنکی پروانہ تجھی دیکھنی آئی ہوتے
شمع کی آنکھو نمین چربی جو نہ چھائی ہوتے

دشت غربت مین جو وحشت مجھے لائی ہوتے
بیکسی سات مری دور تک آئی ہوتے

گر مری ہاتھ مین اوسکی کلائی ہوتے
بیکلی سی مجھی اکدم نکل آئی ہوتے

محفل دوست مین گر اپنی رسائی ہوتے
لب دشمن پہ کبھی بات نہ آئی ہوتے

اس غزل مین تج سراپا کہی گویا مطلع
عاشقانہ غزل اک اور سنائی ہوتے

ای جنون ہاتھہ جو وہ زلف تک آئی ہوتے
آہ نی عرش کی زنجیر ہلائی ہوتے

اوسنے گر زلف کی زنجیر پنہائی ہوتے
صدقے اوس کمر کے اسیری سے رہائی ہوتے

پھر وہی ہم تھے وہی تم تھے وہی الفت تھے
صلح ہو جاتی اگر آنکھہ لڑائی ہوتے

شکل آئینہ مکدر نہ کبھی ہوتا مین
دل مین آتا جو غبار اور صفائی ہوتے

میری تربت پہ نہ رو تو ذرا ہنستے تم
منہہ نہ برسایا تو بجلی ہی گرائی ہوتے

طوق اوترا تری وحشی کی گلی سے بس مرگ
اب تو منت کی یہہ زنجیر بڑھائی ہوتے

مرگئے دیکھہ کے اوس بتکو جو ہم کبھی لگا
ایسی صورت تو نہ اللہ بنائی ہوتے

انگلی مری تربت پہ جو تم کیا ہوتا
عوض گل کبھی تیور ہی چڑھائی ہوتے

سنی ہوتی تب فرقت کی جو ایذا میر
پہاڑ کر اپنا گریبان سحرائی ہوتے

گر سیہ بخت کیا تو فلک اتنا کرتا
مثل سایہ نہ کبھی اوس سے جدائی ہوتے

سایہ افگن مری تربت پہ وہ مہرو ہوتا
اسطرح چادر مہتاب چڑھائی ہوتے

کیا گرفتار نگہبانی مین ہے زندان بان
ہم جو چھٹتے تو پھر اوسکی بھی رہائی ہوتے

کبھی مژگان کبھی ابرو وہ دکھاتا مجکو
کبھی برچھی کبھی تلوار لگائی ہوتے

گل نہ ہنستے تری فریاد پہ یون اے بلبل
مری نالون کے اگر طرز اوڑائی ہوتے

آب شمشیر سے طوفان بپا ہو جاتا
مری اشکون مین جو قاتل نے بجھائی ہوتے

دہن یوسف مصر مین بھر آتا پانی
اوس شکر لب نے جو تقریر سنائی ہوتے

مہر و مہ ہوتی مری طرح سے تو دیوانی
چاند سورج کی جو زنجیر دکھائی ہوتے

ہی یہ دلچسپ مکان اوسکا جو پڑتی مری انکھ
ہجر سا قید مین جو ہم انکھون سے دریا روتے
مین وہ مجنون ہون کہ دکھاتا جو کہین جذبۂ دل
بادشہ وقت کے ہین دولتِ خاموشی سے
عمر بھر مین دہنِ زخم سی خندان رہتا
ہون وہ دیوانہ کہ بجاتی وہ مجنونکی شبیہہ
تہی بہت حسرتِ پرواز قفس مین صیاد
یار کی تیغِ نگہ کرتی اگر مجھکو شہید
درد ہوتا مری زخمون مین تو میٹھا میٹھا
ناتہ سی آج وہ رنگِ چمن گل لیتا
مر گئین تھین وہ چمن مین تجھے لازم تہا صبا
سنگِ دلبر کبھی آتا تو بہی استقبال
خاکساری کے اگر رتبے سی آگہ ہوتا
وہ یہی آیا تہا تعظیم صبا کرنی ہے
اوٹھتی نہ اوٹھتی اثرِ ضعف سے وہ گر پڑتے
بخدا آپ اگر بندہ نوازی تم کو
گر تری ہی اوٹھنی نہ دہی سی بگڑ بیٹہا وہ

شکل روزن کبھی اوس سے جدائی ہوتے
خود بخود کشتی می لیتی کوائی ہوتے
محملِ نازسی لیلی نکل آئی ہوتے
مانگتی ہم جو دعا بہی تو گدائی ہوتے
تو نی ہنس ہنس کے جو تلوار لگائی ہوتے
لیکے مٹی مری لیلی جو بنائی ہوتے
بعد مرنی کی مری خاک اوڑائی ہوتے
لاش ہچکیمون نے انکھون سی اوٹھائی ہوتے
اوس شکر لب نی جو شمشیر لگائی ہوتے
شمع فانوس مین بھولی سمائی ہوتے
سروقد قمریونکی خاک اوڑائی ہوتے
ہڈی ہر ایک بدن سے نکل آئی ہوتے
ایفلک تو زمین سر پہ اوٹھائی ہوتے
خاک سے قدِ آدم تو اوڑائی ہوتے
میری مٹی کی جو دیوار اوٹھائی ہوتے
ای بتو گھر مین تمہاری ہی خدائی ہوتے
تو تو گویا تہا کوئی بات سنائی ہوتے

نظارۂ رخ ساقی سے مجکو مستی ہے
یہہ آفتاب پرستی ہے می پرستی ہے

خدا کو بھول گیا محو خود پرستی ہے
تو اور کام مین ہے موت تجھ پہ ہنستی ہے

نہ گل ہین اب نہ وہ ساقی نہ می پرستی ہے
چمنین منہہ کے عوض بیکسی برستی ہے

یہہ ملک حسن کے جانان عجیب بستی ہے
کہ دل سی چیز یہان کوڑیون سے سستی ہے

نہ صیام ہین گو منع می پرستی ہے
مگر ہون مست کہ ہر روز فاقہ مستی ہے

یہہ بی ثبات بہار ریاض ہستی ہے
کلی جو چٹکی تو مستی پر اپنی ہنستی ہے

بس اک رات کا مہمان چراغ ہستی ہے
سرہانی روئیگی اب شمع گور ہنستی ہے

دلا یہہ گور غریبان بہی زور بستی ہے
بجای ابر یہان بیکسی برستی ہے

گیا جو یان سی تہ خاک وہ کبھی نہ پھرا
زمینکی نیچی بہی دلچسپ کوئی بستی ہے

نہا کی بال نچوڑی تو یار کہنی لگا
گھٹا سیاہ اسیطرح سے برستی ہے

بس ایک ہاتھ مین دو ٹکڑی کر دیا ہمکو
ہمارے یار کی اک یہہ بہی تیز دستی ہے

کیا ہی چاک گریبان صبح محشر تک
یہہ اپنی جوش جنون کی دراز دستی ہے

ہمین تو قتل کیا بس اسی نزاکت نی
کہ وہ اوٹھاتی ہین تیغ اور نہین اوکستی ہے

دکہا کی پہول سی چہرے کو دل لیا خوش ہو
جو بدلی گل کی ملی عندلیب سستی ہے

اب ایک توبہ پہ آئی ہے مغفرت تیری ہاتھ
خرید کر کہ نہایت یہہ جنس سستی ہے

دکہائی جس نے نہ صورت ہمین دم آخر
اوسکے دیکھنی کو روح اب ترستی ہے

نہ ٹوٹی شیشۂ می میری سنگ مرقد سے
پس از فنا ہی مجھی پاس می پرستی ہے

اسیر کر کے ہمین خوش نہو جیو صیاد
کہ تو بھی یان تو گرفتار دام ہستی ہے

عجب نہین دم عیسی سے بھی جو گل ہو جاے
کہ شمع صبح ہمارا چراغ ہستی ہے

وہ مانگتا ہی سے مرجان رونما مین
یہی جو مول ہی تو جنس حسن سستی ہے

کیا ہی اسنے تو یوسف کا چاک دامن پاک
نہ پوچھو عشق کی جو کچھ درازدستی ہے

کہو نمین ہی ہی ساقی وہی سبو وہی جام
مدام بادۂ وحدت کی مجھکو مستی ہے

علم ہی تیغ دو دم سے پر سر جھکائے ہو مین
تری گلی مین ہے ظالم بلند پستی ہے

جو چاہی رحمت حق عجز کر شعار اپنا
روان ادہر کو ہی پانی جدہر کو پستی ہے

سفید ہو گئی موی سیاہ غفلت چھوڑ
ہوئی ہے صبح کوئی دم چراغ ہستی ہے

ہر اک جوان کا قد خم ہوا ہی پیری سے
مآل کار بلندی جہان مین پستی ہے

وہ اپنی جنبش ابرو دکھا کی کہتا ہے
یہہ وہ ہی تیغ اشارون سے جو کستی ہے

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار
صنم بغل مین ہے دل محو حق پرستی ہے

ہی خوب بھلی سی **گویا** کرو نمین ترک سخن
کہ اکدم مین یہہ خاموش شمع ہستی ہے

ہون وہ بلبل رونیکو دی حق نے چشم تر مجھے
نالونکو منقار دیکے بند ہی خاطر پر مجھے

ہجر سا مین خوش آئی کیا ہی اجر مجھی
باعث دوران ہے سر گردش ساغر مجھے

ڈھونڈھتا ہوا اور نہین ملتا ہے اپنا گھر مجھے
ایکدر کی یاد نی گویا کیا ششدر مجھے

یان تلک فرط محبت نے کیا لاغر مجھے
چاہیی رہنے کی خاطر نقش حب کا گھر مجھے

رشتہ آسا یادِ دندان نے کیا لاغر ہے مجھے
پوست سے باہر نکل آئین رگین مسطر کی طرح
نامہ لکھہ کر دستِ رنگین مین جو وہ لے جا جان ب
راہ دکھلائی قیامت وعدۂ دیدار نے
ہین جو دل سے ہوئے فلک شیدا خالِ مہ جبین
ہون وہ بلبل اپنی داغون سے چمن رکھتا ہون ساتھہ
سے مینے غیر از طوق و زنجیر ایکجون تہنا کچھہ
حال میرے کچھہ سیہ بختی کا انروزون پوچھہ
کیون نہ پائے یہ جبینان پر جبین سائی کرون
کام آیا یہہ کہ مر را تو نکار و نا عندلیب
جسم مین اسکی نہین ہے بال جز موئے کمر
اسلیے مرتا ہون تیغ ابروئے صیاد پر
مثلِ اخگر جل رہی ہین آنکھہ مین لختِ جگر
دیکھی ہتیابی خدائی گوہرِ غلطان کیا
سر پھرایا واعظون نے کر کی ہر دم گفتگو
کیا کرون نظارۂ رخ درمیان حائل ہے
جاؤنین جس وقت جاہون بیٹھ کر

اندنون رہتی ہی سیرِ کوچۂ گوہر مجھے
کسقدر ہی حسرتِ نظارۂ نشتر مجھے
طائرِ رنگِ حنا پہنچائی خط اوڑکر مجھے
رات دن ہی انتظارِ آمدِ محشر مجھے
کیا سیہ بختی سی میرے یہہ ملا اختر مجھے
صورتِ طاؤس بخشی ہین خدا نے پر مجھے
بس لڑکپن مین ہی خوش آیا تو یہہ زیور مجھے
مثلِ داغِ مہ سیہ ہو دیکھی گر اختر مجھے
کفشِ زرین کی ستارا کیا ملا اختر مجھے
مثلِ شبنم دامنِ گل کا ملا بستر مجھے
ایک اس آئینی مین آیا نظر جوہر مجھے
باڑہ کی ڈوری سے بند ہوا ہین اپنی پر مجھے
ایجنڈ اکیا دی ہی چشمِ روزنِ مجمر مجھے
پاؤنکی بدلی پی رفتار بخشا سر مجھے
کب مین کہتا تہا الہی تجہہ سے پیدا کر مجھے
بنگیا ہی آئینہ اب سدِ اسکندر مجھے
ضعف سے ... دیوارِ جانان در مجھے

حسرتِ پرواز نکلی ناتوانی کی سبب
پوچھو ہون اشکِ گرم تو جلنے لگی بجلی کیطرح
مین تو عریانی مین ممنون ہون کسی ہم چشم کا
کب ہوئے فرصت گریبانِ سحر کو چیر کر
تو جگر کیون میری پر لڑکی اوڑا یا کرتی ہین
حسرتِ دیدار کچھہ لکھنی ہی اپنی یار کو
اگیا جسدم عرق اوسکی رُخِ پُرنور پر
جامۂ عریانیِ تن چاک ہو مثلِ کتان
ناتوانی سی پڑا ہون خاک پر تو کیا ہوا
وصفِ تیر بیدمانی کی جو مین دزبان
انتظارِ نامۂ جانان نی زار ایسا کیا
وان قبا تو نی اوتاری یار بھر خوابِ ناز
خانہ بردوش اس گلستان مین رہا مین عمر بہر
وہ نشانہ ہون جہان تو ہوگا اوڑکر جاؤنگا
وصفِ چشمِ مست کچھہ کہکر اگر مین جیب ہون
کعبے اور بتخانی جا کی بہلا کیا کام تھا
شکرِ اللہ گر کبھی ہوتا ہے دردِ استخوان

لی اوڑا ساتھہ اپنی ہنگ رُخ مرا اگر ہے مجھے
دی فلک نا تفرض اگر دامان ابر تر مجھے
جامۂ آبِ روان دے اشکِ چشمِ تر مجھے
چاک کرنا ہی ابھی تو دامنِ محشر مجھے
کیا ملی ہین اسطرح اوڑنیکی خاطر پر مجھے
انگھہ کی ڈورے ہی ہونا ہی اب بستر مجھے
ماہِ تابان پہ نظر انی لگی اختر مجھے
گر بلا لی تیغ دکھلائی سرادکر مجھے
لی اوڑی ہین ہوش میری تا فلکِ اکبر مجھے
اس لیے کہتی ہین سب غیب اللسان اکثر مجھے
لائی خط جبتک صبا کب لیے اوڑی صرصر مجھے
یان جنون نے اپنی جامی کیا باہر مجھے
ہون وہ بلبل آشیان مین میری بال و پر مجھے
ابتو ای ظالم تری تیرون نے بخشی پر مجھے
صورتِ مینا کہی قلقل لبِ ساغر مجھے
تیری گھر کی جستجو پھرواتی ہی در در مجھے
دیکھہ جاتی ہین سگانِ کوچۂ دلبر مجھے

اس زبان سی کیا کرون مین ساقیِ کوثر کی مدح
یا الٰہی دی زبانِ موجۂ کوثر مجھے

یا محمد مجھکو دیدارِ خدا ہوی نصیب
یا الٰہی تو دکھا دی روی پیغمبر مجھے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اپنی گویا کو کبھی بوسہ لبِ شیرینکا دے
طوطیِ شیرین بیان ہُون چاہیی شکر مجھے

اپنا ہر عضو چشمِ بینا ہے
اسقدر انتظار تیرا ہے

جو ہے محبوب تیرا شیدا ہے
یوسف آگی تری زلیخا ہے

ایک مہرو بغل مین سوتا ہے
آسمان پر دماغ اپنا ہے

خاک مین جو ملا دیا محبوبہ کو
آسمان نے زمین کو سونپا ہے

کسنی چہری سے بال سرکای
شام کو صبح آشکارا ہے

استخوان تک کبھی گذر نہ کیا
میری حق مین ہُما بھی عنقا ہے

تیری قدمون پہ کیون نہ قیس گری
نقشِ پا رشکِ روی لیلا ہے

ان دنون اے مسیح دم تجھہ پہ
دم نکلتا ہے دم نکلتا ہے

تولون اوس سیم تنکو نظرونمین
یہہ مرا جسمِ زار کانٹا ہے

حسنِ خوبان ہلال و بدر کیطرح
کبھی کم ہے کبھی زیادا ہے

اوس بیابان مین لیگئی وحشت
آہ نو جسکا ایک کانٹا ہے

دلمین رہتا ہی اوس کمر کا خیال
کیا یہہ عنقا کا آشیانا ہے

آؤ انکھومین ایک دم ٹھہرو
پتلیونکا یہان تماشا ہے

کفِ پا بھی نہ ہم کو دکھلائے
برہمن ہاتھہ دیکھہ جاتا ہے

یار ناہم خدا ہے کشتی مین
نا خدا آج پار بیڑا ہے

تیرا نقشِ قدم زمین پہ نہین
آسمان پر کوئی ستارا ہے

ہمسے تم دشمنی لگی کرنے
دوستی اب نصیبِ اعدا ہے

کہہ رہی ہین شبِ فراق مین ہم
آج کس کو امیدِ فردا ہے

خار پہ چبھکر جو ٹوٹتا ہے کبھی
آبلہ پھوٹ پھوٹ روتا ہے

آنکھین نرگس ہین رخ ہے گل قدرو
تو تو اے گل چمن سراپا ہے

کام پوشاک سے نہین ہمکو
عیب پوشی ہمارا شیوا ہے

دمی سلیمان کی اوس پر یکو قسم
اسطرح شیشی مین اوتارا ہے

زلف نے نقدِ دل کیے ہین جمع
ابتو یہہ سانپ کوڑیالا ہے

پوہنچی ہین گور کی کناری ہم
ہم سے ابتک تمہین کنارا ہے

جُرم گویا کے بخشوا دینا
یا محمد فقیر تیرا ہے

سائل ہون ابر تیر کا اوس خانہ جنگ سے
گویا زبان ہے زخم کی منہ مین خدنگ کے

مستی مین توڑ ڈالا ہے شیشونکو سنگ سے
خود محتسب ہون نشہ میکی ترنگ سے

ابرو نی تیغ تیز سے مجھکو کیا شہید
مژگان نے برچھیون سے نگہ نے خدنگ سے

اورنگِ نخلِ طور ترا سایہ گر پڑی
مثلِ عقیق نکلی شجر دم مین سنگ سے

پہلی ہی محتسب کے انہین سر سے توڑ دی
ہر دم نہ موہنہ کو دیکھہ مرے سر پہ توڑ ڈال
ای محتسب تو ان کو مرے سر پہ توڑ ڈال
مطرب ہے روئین سن کے مری نالونکی صدا
مطرب نے ہجر یار مین چہیڑا اوسی اگر
سرگشتہ وہ ہو گر کبہی سوتین گرد شمع
ای جان جان ہر ایک کا پہرا وسیہ دل پسے
پتہرا ئین انکہین میری جو نہین جو نکلین اشک
سرگشتگی کا بعد فنا بہی اثر رہا

آخر وہ شیشے توڑ یگا اکروز سنگ سے
آخر بنا ہی آئینہ ای طفل سنگ سے
بنوائی شیشے ساقی نے لڑکونکی سنگ سے
افزون ہے جام چشم کہین جلترنگ سے
آواز گریہ آئی گی پہر تار چنگ سے
مانند گرد باد پہری پای لنگ سے
گر آسیا ہی ہے تو چوکہٹ کے سنگ سے
بہر دین یہہ طفل دامن تر گانکو سنگ سے
بنتی ہی آسیا مری تربت کے سنگ سے

گویا کمان ابر و جانانکی وصف پوچہیہ
زخمونکی موہنہ سے اور زبان خدنگ سے

لب جان بخش پہ دم اپنا فنا ہوتا ہے
چہیڑ ناز لف کا مشاطہ برا ہوتا ہے
صندلی رنگ کسیکا ہی جو یاد آجاتا
جب مرے قتل کے مضمونکا وہ خط لکہتا ہے
دل دہڑکتا ہی کہین یار نہو مجہہ سے بہی خفا
تو جمین نہین جاتا ہی تو یار غش سے

آج عیسے سے بہی یہہ بیمار جدا ہوتا ہے
ہاتہہ اس جرم پہ شانی کی جدا ہوتا ہے
درد سر اور بہی صندل سے سوا ہوتا ہے
مستعد آنی پہ کیا پیک قضا ہوتا ہے
خود بخود آج مرا دم جو خفا ہوتا ہے
ایک ہی دم ان مین قد سرو دوتا ہوتا ہے

ہمسری کی تہی کہین ناخنِ پا سی اوسکی — ماہ نو اس لیے انگشت نما ہوتا ہے

کہینچ لیتا ہی وہ جسوقت ادا سی شمشیر — کام اتنی ہی مین عاشق کا ادا ہوتا ہے

یہہ گہلا ہون شبِ فرقت مین اجل مجکو نہ آئی — ڈہونڈہتی وہ لیکی اگر شمع تو کیا ہوتا ہے

صفا پہر جاتی رہین یہہ ماہ جبین تیرا لطرح — الفلک تجہ جو کبہی ہمسے جدا ہوتا ہے

انگلیون کا نہین مذکور گلی کٹتی ہین — تو وہ یوسف ہے جہان ذکر ترا ہوتا ہے

میری تربت پہ سدا رہتی ہی قرآن خوانی — ذکر ای مصحفِ رخسار ترا ہوتا ہے

زلفکہ دستِ حنائی سی جو چہوتا وہ شوخ — تو گرفتار وہین دزدِ حنا ہوتا ہے

دست و پا کاٹکے زندان سی نکالا مجکو — اسطرح کوئی گرفتار رہا ہوتا ہے

چمنِ جوہرِ شمشیر مین گلگشت کرون — فصلِ گل مین تو یہی قصد مرا ہوتا ہے

دیکہہ کر دیتی ہین مت ہاتہہ گہو دولت فقر — شاہ کہلاتا ہی جو کوئی گدا ہوتا ہے

عرق آتا ہی جو ابرو پہ تو کہتا ہی وہ شوخ — آبِ شمشیر سی طوفان بپا ہوتا ہے

غم مین اوس ماہ کی بن جائیگا شکلِ مہ نو — چرخ بہی آج کل انگشت نما ہوتا ہے

غل مچایا ہی جو زنجیرون نی ای ندانیان — قید سے کون گرفتار رہا ہوتا ہے

ہاتہہ رکہتا ہی وہ بت اپنی بہون پر اسطرح — جیسے محراب پہ اللہ لکہا ہوتا ہے

تہا گرفتار شب و روز نگہبانی مین — ہم جو اب چہٹتی ہین صیاد رہا ہوتا ہے

پہر بہار آتی ہی ای خارِ بیابان خوش ہو — آج کل پہر گذر آبلہ پا ہوتا ہے

ہی رُخِ پنجہ مژگان کی اپنی وکیل ... — ... انگشت نما ہوتا ہے

ایسی نفرت ہے کبھی تیر لگاتا نہیں یار
میری ہی مٹی سی جو تو وہ بھی بنا ہوتا ہے

ہی سر طالعِ خفتہ کا جگانا مشکل
شور محشر بھی اگر آئی تو کیا ہوتا ہے

مر گئی ہم تو صبا لائی جوابِ نامہ
وہی ہوتا ہے جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے

بات بھی منہ سے نکلتی نہیں اوسکی آگے
مجھی حیرت ہے کہ گویا مجھی کیا ہوتا ہے

نہ آسمان کے ہوئی اور نہ ہم زمین کے ہوئی
جو تیر دل سی گری ہم پھر کہین کے ہوئے

گدا جو کوچۂ گیسوی عنبرین کے ہوئے
تو بادشاہ خطا ختن چین کے ہوئے

نہ اپنی گھر کی نہ ہم کوی نازنین کے ہوئے
ہوئی جو آہ تیرے باہر نہ پھر کہین کے ہوئے

انہیں کے عشق نے یارب مجھے کیا گمراہ
مین کیا کرون کہ صنم سنگ راہ و دین کے ہوئے

ہماری خاک سی کیونکر نہ بوی مشک آئے
غبار کوچۂ گیسوی عنبرین کے ہوئے

سوای نام خدا کیا ہے ہم فقیروں پاس
کہ سر نوشت مین ہم سنگ ہم نگین کے ہوئے

بیان کیو واسطے ای مہ بنا ہلال زبان
فلک یہ وصف تیری چاند سی جبین کے ہوئے

برنگ طائر رنگ حنا ہون اے صیاد
جو تیر ہاتھ لگی ہم تو بس نہیں کے ہوئے

برا ہو زیست کا کیا کیا الم دکھاتی ہے
چھٹی وہ رنج سی پیوند جو زمین کے ہوئے

مسے لگانیکی تکلیف کچھ اوسی تھو نے
کبود بوسی لب میر نازنین کے ہوئے

فراق یار مین اعضا ہین آدشمن جان
یہہ دو نو ہاتھ ہے دو سانپ آستین کے ہوئے

جو گیسو کھول دی گوری تو ہی گور کالی لوگ یہ
مری نگاہ مین وہ سانپ آستین کے ہوئے

برائیونکو مری انتخاب کرتا ہے
پسند طبع مری عیب نکتہ چین کے ہوئے

کریگا مہر درخشان یہہ حسن روز افزون
کہ وہ ہی ہفتون مین تم چاند چودہوین کی ہو

ترا مکان ہے جنت لگا لی جائینگی ہم
کہ مبتلا تری اس رنگ گندمین کی ہوئے

کہین ملک و قنا ربنا عذاب النار
بلند شعلے مری آہ آتشین کے ہوئے

وہ اب بلاتے ہے ہمکو تو کون جاتا ہے
یہہ ضعف ہے کہ جہان بیٹھے بس وہین کے ہوئے

بہلا مین یار کا ای ضعف کیا ہون دامنگیر
گئی جو ہاتھہ گریبان تلک وہین کے ہوئے

گرا کئی اپنے پیچھے بجلے فلک نہ دیکھہ سکا
نصیب دانی جو زنجیر آہنین کے ہوئے

جو حال لکھہ کی جدا ایکا مہر کی بیٹی
تو حرف حرف جدا خود بخود نگین کے ہوئے

جو آیا رو ہمین یاد اوسکا رنگ سرخ و سپید
کچھہ اشک گل ہوئے کچھہ پھول یاسمین کے ہوئے

کبھی ہم پہ ہوا ای فلک ترا احسان
بنی بہی خاکسی پیوند بہی زمین کے ہوئے

نہ ہم ہی شاد ہین بت اور نہ ہی خدا راضی
نکفر کی ہوئی گویا نہ ہمتو دین کے ہوئے

یہی ہے بس شب فرقت مین اپنا مدعا تجھہ سے
گریبان سحر ہو چاک آئے دست دعا تجھہ سے

مژہ اوسکی جو برگشتہ ہین ایدل کیا ہوا تجھہ سے
کہا نکی طرح ان تیرونکا رخ کیون پھر گیا تجھہ سے

نکلیو نکلا او لجھی گویا یار کی زلف دوتا تجھہ سے
کہا مشک ختن اوسکو ہوئی کیسی خطا تجھہ سے

گنہ کرتا ہون بر امید بخشش ہے خدا تجھہ سے
ستم تجھہ سے کرم تجھہ سے خطا تجھہ سے عطا تجھہ سے

نہ کچھہ محروم ہے سر کو تو خشت سر خم سے
تمنا عالم وحشت مین یہہ ساقیا تجھہ سے

کئی ہین پیچ کیا کیا سرِ حرص ہی آخر اوس تنکے
بنایا ہی پریشان تو نے مجکو ای سیہ بختے
خبر کیونکر ہوئی تجکو تمہارے بیقراری کے
لیا ہی دل جو میرا تو نے چشمِ مست دکھلا دے
جو تیرا نام یون سن کے تمنے منہ مین پانی بھر آئی
ہر اک روزن سے اخترِ ماہِ نو پر حلقہ ہو رہا ہے
گریبان بہت کے از خود بہر استقبال آئیگا
چلے خط لیکے سو یار کشتی جو قلمدان کے
اکسے بیجرم کی گردنپہ بہہ آکر ٹھہرتی ہے
گری ہین یار کے نظرون سے ہم بہی اشک کی صورت
کیا غم تو نے شاید ہم سیہ بختونکی مرنیکا
اگر خطِ غیر کالی ہاتھہ مین جانان جلا دینا
جو اوس کوچہ کا پھرنا یاد آئی میرے پاؤنکو
دمِ رفتار تیری نقشِ پا تسخیر کرتی ہین
مگر مجہہ ناتوان و زار کا سایہ پڑا تجہہ پر
نظر آیا جو مین وحشی گرین پاؤن پہ زنجیرین
جنون نے دو دہا تہہ ہی مجکو شہر بلوایا

رسائی سیکھی واللہ ای الفِ سہا تجہہ سے
کہنچا ہی خوب نقشہ گیسوِ دلدار کا تجہہ سے
تری اِس کان کی مچھلی نی شاید کہدیا تجہہ سے
عوض شیشی کی ساغر مانگتا ہون ساقیا تجہہ سے
مِلا ہی ای زبانِ تیغِ قاتل کیا مزا تجہہ سے
مکانِ یار کا کہتا ہون ای قاصد پتا تجہہ سے
اگر ای آستین دستِ جنون باہر ہوا تجہہ سے
دمِ تحریر کیا ای چشمِ تر دریا بہا تجہہ سے
اگر ای دوشِ قاتل تیغ ہوئی جدا تجہہ سے
عجب کیا ہی جو قاصد خط ہمارا گر پڑا تجہہ سے
جو مدت سے صنم سُرمہ لگانا چھٹ گیا تجہہ سے
تمنا ہی یہی ای آتشِ رنگِ حنا تجہہ سے
نکل جائین صدا کیطرح ای زنجیرِ پا تجہہ سے
بجا ہی سیکہین عامل نقش اگر اِس چال کا تجہہ سے
کہ اب تنکا بہی اوٹہہ سکتا نہین ای کہربا تجہہ سے
ہرا ہی جذبِ افزون دیکہا ہی آہن ربا تجہہ سے
اگر کین مین بہی ای دون نہ کچھ التجا تجہہ سے

پڑون مین جس کے قدمون پر اپنا کرون اوسکو
بھلا بتخانی سی مین او ٹھکے کعبے کسلیی جاؤن
نکرتی ہم جو عصیان رہتی پھر محروم بخشش سے
دیارِ مصطفےٰ دکھلا مزارِ مصطفےٰ دکھلا
غرض ہے تو تمنا تو ہی حاجت تو ہی مطلب تو
دِلا جو چاہتا ہے تو گرین سلطان ہے قدمو پر

بنا ہون حلقۂ زنجیر ای قدِ دوتا تجھ سے
جو یہہ ہے پیچ نہین جاتی یارب کوئی جا تجھ سے
یہہ ای تر دامنی حاصل ہوا آبِ بقا تجھ سے
یہہ مطلب ہے خدا تجھ سے یہہ حاجت ہے خدا تجھسے
نہین کچھ مانگتا ہون ای خدا ہے سوا تجھ سے
فقیری کر فقیری کر کہا تجھ سے کہا تجھ سے

زمین شعر تک لایا مضامین آسمانون کے
نہین بچتا ہی گویا کوئی مضمون ورکا تجھسے

پھر کھین چھپ چھپ کے ہم جانے لگے
دیکھنا پھر گل کوئی سے ہے پھولتا
پھر مرے آہو لسے کانپ اوٹھی زمین
ساتھہ سونا اوسکے پھر یاد آگیا
پھر کسے گل پر طبیعت آگئی
پھر ہوا طوفان کا ڈر خلق کو
یاد آیا پھر کوئی ابرو کمان
پھر ہمین اک برق وش یاد آگیا
پھر وہ مجھسے بے سبب کہنے لگا

لوگ پھر آ آ کے سمجھانے لگے
پھر یہہ ادس گلرو یہ گل کھانے لگے
پھر فلک نالون سے تھرّانی لگے
پھر ہمین اب غش پہ غش آنے لگے
نالے پھر بلبل کے خوش آنے لگے
اشک پھر آنکھون مین بھر آنے لگے
پھر کمان کی طرح چلانے لگے
ابر سان پھر اشک برسانے لگے
لوگ پھر سمجھا کے لے آنے لگے

پهر مہِ نو کا ہوا اون پر گمان
پهر بہت جہینپے بعد وہ آسنے لگے
پهر مجہے اللہ دے صبر و قرار
پهر بہت ترسا ہمین ترسانے لگے
رہتی ہی پہر سینی پر تصویرِ یار
دل کو پہر اس طرح بہلانے لگے

پہر خیالِ زلف ہے گویا ہمین
پہر ہم اوسکے پیچ مین آنے لگے

کیون بہنے لگی آنکھہ پہر چشمِ تر ایسے
کیون ہنی لگی شدتِ دردِ جگر ایسے
کیا وصف لکہون کاکل و رخسارِ صنم کا
دیکہی نہین ہمنی کبہی شام و سحر ایسے
کستے ہیہ گلال اوس رخ روشن پہ ہٹا ہے
چہائی نہ شفق چہرۂ خورشید پر ایسے
اسواسطے ہی ضبط کہ تا غش نہ چلے جائے
آجائی کہین لب پہ نہ آہِ جگر ایسے
نقشے تو بہت خامۂ قدرت نے بنائی
لیکن نہ بنا پہر دہن ایسا کمر ایسے
کیا ڈہونڈہی اوسکو کہ نشان تک نہین ملتا
ہمنے کبہی دیکہے نہین نازک کمر ایسے
دیکہون جو رخِ یار مین آئینی کے بدلے
کب ہوگی میسر مجہے یارب سحر ایسے
مین کیا کہون جو صبح جدا ئی نے دکہایا
ہوگی نہ قیامت کی بہی ہر گز سحر ایسے
جس طرح کہ ہو پیش گہر دانت کی ڈاتی
آگی درِ دندانکی ہی قدرِ گہر ایسے
کہتا ہون نکچہہ اپنی نہ سنتا ہون کسیکی
انکے وزوں غشی رہتی ہی دو دو پہر ایسے
تیغ نگہ و تیر مژہ روکی جو ہر دم
جز داغ جگر لاؤن کہان سی سپر ایسے
ای ہور نقا کس ہی تجہی دیجیے نسبت
صورت نہ پری کی ہی نہ شکل بشر ایسے

افسردہ ہوا میرے دم سرد سے عالم
ٹھنڈا ہی نہین ہوتی ہی نسیم سحر ایسے

ہونٹھون تلک آئی تو ابھی آئی وہ در تک
البتہ مری آہ نہین بے اثر ایسے

اشکون کے سبب پلکین مری کیا ہے جھکے ہین
شبنم سے خمیدہ نہو شاخ شجر ایسے

سن سن کی مرا حال وہ کہنے لگا گویا
دل نرم ہوا جاتا ہی باتین نہ کرا ایسے

حال اپنا قیس کو چل کر سنایا چاہیے
روئیے کچھ آپ کچھ اوسکو رولایا چاہیے

دل سے داغ عشق پیری مین مٹایا چاہیے
صبح ہو تو شمع روشنکو بجھایا چاہیے

گو تری جانب سے آئی لن ترانی کی صدا
مثل موسی ہم کہین گے مونہہ دکھایا چاہیے

مر گئے پر بھی ہی باقی حسرت دیدار یار
قبر مین یارو کوئی روزن بنایا چاہیے

مار ڈالا مجھکو تیرے جنبش مژگان یار
غسل میت آب خنجر سے دلایا چاہیے

زاہد و بت تا پڑہین باہم نماز صبح و شام
چین گیسو سے ذرا اکھڑا دکھایا چاہیے

ماہ تابان عکس روے یار کو کہیے اگر
آئینے کو چاند نے اے دل بنایا چاہیے

تخت دل ہی آئینہ خانہ بنے ہی چشم تر
اے خیال یار پھر سینے مین آیا چاہیے

روئیے اب وصل پریرو کی خیال ہجر مین
اشک کا دانہ سلیمانی بنایا چاہیے

باندہیے ہر بیت مین جو دل ہی یہ خیال
ڈھونڈہ کر اب عرش سے مضمون لایا چاہیے

شوق پا بوسی مین ٹکراتا ہی فرہاد اپنا سر
قبر کو شیرین کوئی ٹھوکر لگایا چاہیے

لطف کہلایا کر دیا ہم شفق اور شام کا
پان اگر کھانے ہو مسی بھی لگایا چاہیے

کہیے گویا قصۂ فرہاد کی وہ ہو کے مین حال
سرگذشت ایسے اوسے اب یون سنایا چاہیے

پھر گلگشت جب اوس گل کا گذر ہوتا ہے
دم گریہ جو وہ سو پیش نظر ہوتا ہے
کون کہتا ہی نہین دام مین آتا تھا
کھب گئے دل مین یہ کس خنجر مژگان کی ادا
حال جس سطر مین ہوتا ہی مرے رونیکا
کبھی کچھ زلف کی باتین کبھی رخ کا مذکور
ہین سبکدوش سدا قید الم سے آزاد

سرو گلزار کی اک درد جگر ہوتا ہے
اشک کے روشنی سی وقت سحر ہوتا ہے
میری ہر بیت مین مضمون کمر ہوتا ہے
دل تڑپتا ہی جدا ٹکڑے جگر ہوتا ہے
دائرہ اوس کا ہر اک دیدۂ تر ہوتا ہے
شام سی ذکر یہی تا بہ سحر ہوتا ہے
کب گرفتار قفس مرغ نظر ہوتا ہے

یاد مین اوس پری رو کے دندان جو رو رون گویا
آنکھ سے اشک نکلتے ہی گہر ہوتا ہے

دم پھڑک جائے جسے سنتے ہی تقریر یہ ہے
قتل ہونگا مین ترے تیغ سے یہ لکھا ہے
دیکھتے رہتے ہین ہم خواب پریشان اکثر
خط ہوا اشک رواں پنجہ قاصد مژگان
آسمان کی ہمین گردش ہی دکھاتی گردش
لاکھون عاشق جو وہان نقش بدیوار ہین

دیکھی تو جی ہی نکل جائے نگہ تیر یہ ہے
جوہر تیغ نہین ہی خط تقدیر یہ ہے
پیچ مین آئینہ کے اوس زلف کے تعبیر یہ ہے
چشم گریان ترے مضمون کی تاثیر یہ ہے
کہکشان یہہ نہین چرخ پہ شمشیر یہ ہے
کوچۂ یار ہی یا گلشن تصویر یہ ہے

بیخودی مین گل و سنبل کو جو دیکھا گویا
رخ مگر رنگ سے یہہ زلفِ گرہ گیر یہ ہے

وصف اوس عارض و گیسو کی کرون کیا گویا
روزِ روشن ہی اگر وہ تو شبِ تیر یہ ہے

لگا کر دل بتِ نا آشنا سے
سوال بوسۂ لب سے رُکے تم
ہلایا مہر و مہ نے بار ہا مونہہ
عجب ہے یار کی تصویر رفتار
ذرا دیکھو تو اللہ ری نزاکت
ہر اک محبوب کے کیا سر چڑہے ہے
ہزارون ہو گئے ٹکڑے گریبان
مسلمان بھی کرین سجدے بتون کو

عبث ہم پھر گئے اپنی خدا سے
لگے چڑنے فقیرون کی صدا سے
نہین نسبت تمہاری نقشِ پا سے
پری کی نقش کھینچی نقشِ پا سے
قدم اوٹھتا نہین بار حنا سے
رسائی سیکھیے زلفِ رسا سے
چلے دامن اوٹھا کر اس ادا سے
دعا مانگی تو یہہ مانگی خدا سے

وہ ہم بے پر ہین گویا جو موئے پر
غبار اپنا نہین اوڑتا ہوا سے

تصورہم نہ بالہ کرتا ہی اک لیلی شمائل سے
کرون بانی کو گاگاہ مین بیتابی دل سے
یقین ہی ضعفِ روز افزون مجھی آزاد کر دیگا
مری پاؤن نکی نیچی سی مین بھی نکلی جاتی ہی

مری آغوش بھی کچھ کم نہین آغوشِ محمل سے
مری تصویر بھر کھینچی وہ رنگِ روی بسمل سے
نکلجائینگی ہم مثلِ صدا اک دن سلاسل سے
تعجب کیا ہی گر پیچھے رہو ہم اپنی منزل سے

گران ہی بد دماغی سی چٹکنا غنچۂ گل کا
نہ کیونکر سر مرا پھرنے لگے شور عنادل سے

ہوا ثابت یہ ہمکو چاندنی اس سی چھٹکتی ہے
چھپاتا ہی سپہر کی چاند کو وہ اپنی کہگل سے

عوض اب چاندنیکی خاک کو سونپو تو بہتر ہے
نہ رکھو تم امید زیست ہرگز اپنی گھایل سے

ندی تکلیف اب ای آرزوی وحشت پیما نے
یہہ فرط ضعف سے مین اب مین ہون آتا مشکل سے

کہین ہم محتسب نے کر دیا آزاد ای ساقی
ہماری ہاتھ باندھی موج می کی گر سلاسل سے

لکھا ہی بی نقط قرآن شاید کلک قدرت نے
ترا روی کتابی ہی معرا ای پری تل سے

مثال کوہ کن اب زندگانی تلخ ہی مجکو
شکر رنجی ہی ان روزون اک شیرین شمایل سے

طلب کرتی ہین بوسہ اور لب ہو وانکار و کر
سحاب آسا برستی ہین گہر دامان سایل سے

بس از مردن بھی ہے ہو نہین مجو حسن عارض جانان
بجا ہی کوئی آئینہ بنائی گر مری گل سے

مری تاثیر حق گوئی سے کیا ڈرتی ہی ای گویا
صدائے حق اگر آتی شکست رنگ باطل سے

بی زبان کوئی ہی کہتا کوئی بیہوش مجھے
باتین سنواتی ہین کیا کیا لب خاموش مجھے

ہاتھ مین کاسہ سر لیکے لحد سے نکلون
ابھی گر یاد کری ساقی مینوش مجھے

پوچھون اب کس سے نشان اپنی کمان ابرو کا
لب سوفار نظر آتے ہین خاموش مجھے

منہ سلیون پہ کیا کرتا ہون پیراہن چاک
زیب دیتا ہی جو کہتی ہین کتان پوش مجھے

یاد گیسو مین سدا اڈہا ہیچکے مونہہ روتا ہون
ایک زنگی نی کیا خلق سی روپوش مجھے

کرسکے اب جو پتہ یاران عدم کا ہو [illegible]
تفرقہ دیتا ہی لب گور کی خاموش مجھے

ایکدن شہر خموشان مین دلا جاتا تھا
زاہد وجرم کیا کرتا ہون مین بھر تو آب
بھرکے اشک آنکھون مین پی جاتا ہون مین ای گویا

چمن مین گل نہین شیشون مین شراب ابر نکالی ہے
فلک بھی ساقیا مست شراب ابر نکالی ہے
ستم ہے کونسے بات ان ستمگارونکی خالی ہے
گریگا منع گر ناصح تو پھر ہوگی شکر رنجی
رخ پر نور پر تیرے نظر آجائے جب ابرو
فغان سوسن کی اسیری اور خمیدہ دیکھکر قامت
چمن مین خط ساقی نے دکھایا سبز باغ ایسا
چمن آج کس میکش کی ساقی آمد آمد ہے
خجالت سے سفید وسکو کیا کند تیغ نگہ نے
ملی تعزیر جبینی ہمسری کی تیری ابرو سے
بہت لاغر ہون بدلے طوق کی پہنادی گردن مین
وہ بت آیا اگر گو کہہ وکشتی کا تو بین مین
بنہار وطوق گردن مین سے مرتا ہون نہین ملتا گریبان
چمن مین سنکی ای گل دم پھڑک جاتا ہی بلبل کا

للہ الحمد کیا ضعف نے خاموش مجھے
دل ہی کعبہ اسی کرتا ہی سیہ پوش مجھے
یاد جب آتا ہی وہ ساقیِ مئی نوش مجھے
ولی آغوش اپنا فرقت ساقی مین خالی ہے
نہین یہ راہ تو تلوار مستی مین نکالی ہے
نگہ مین قہر آنکھون مین غضب ہونٹھون پہ گالی ہے
زبان پر یار کا افسانہ شیرین مقالی ہے
کہون مین چشمہ خورشید مین کشتی ہلالی ہے
کہا کرتا ہی مجکو وہ فغانی ہی بلالی ہے
پیالی گل کی نظرون مین زمرد کے پیالی ہے
گلابی ہی اگر غنچہ تو ہر اک گل پیالی ہے
تری سونے کے بالی یار اب چاندی کی بالی ہے
سہ تو کمیطرف انگلی اوٹھاتا گوشمالی ہے
جو تیری کان مین ای سیمتن سونے کی بالی ہے
تری کشتی کا اب ای ناخدا اللہ والی ہے
اسی منت کی بیڑی یا لنی پاؤن مین ڈالی ہے
مین بہنہ شی عل جھڑی واہ کیا رنگین گالی ہے

دی ہین مثل نی زخمون نے قاتل سو دہن مجھکو
ہمیشہ یاہ رو یون پر تو اپنا دم نکلتا ہی
ہی پنہان شام لفونمین عیان ہی صبح چہرے سے

مگر کہیے کبھی فریاد بھی مونہہ سے نکالی ہے
مرین گے آپ ہم تلوار اگر تیری ہلالی ہے
شفق پہولی ہی گویا ایسے ان ڈہونڈہ نین لالا ہے

ہی رومال آسمانی کام او سپر ہی ستارونکا
رکرن سورج کی قبضے مین ہی اور تیغا ہلالی ہے

سوزان ہی ادہر دل ہی اودہر یار مین گرمی
کب برق مین ہی جو ہی مری یار مین گرمی
پروانی سمجھتی مین مجھی سر و چراغان
کیا گرم ہی خون میرا کہ سیکڑون چہالی
آئی جو نظر آتش یاقوت لب یار
کہیگی تری کان مین یہ کانٹی بجلے
کہاتے جو یہان مدبلیان مجہ سوختہ لگی
جنت مین بہی جاون تو جلی مثل جہنم
شعلے یہ نکلتے ہین نکلتا نہین لالہ

جو نور مین گرمی ہی وہ ہی نار مین گرمی
انداز مین رفتار مین گفتار مین گرمی
کیا داغون سی ہی میری تن زار مین گرمی
پیدا ہوئی ظالم تری تلوار مین گرمی
پیدا ہوا ہی چشم خریدار مین گرمی
ہی داغ جنون سی جو تن زار مین گرمی
قفنس کی طرح ہوا ہی منقار مین گرمی
ایسے ہی میری داغ دل زار مین گرمی
فرہاد کے نالون سے ہی کہسار مین گرمی

جلنے لگے تلوے جو چلے یاد مین اوسکی
گویا تھی غضب یار کی رفتار مین گرمی

خاکساری چاہئے عبد خدا کیواسطے

کبریا ہی جناب کبریا کیواسطے

باوفا تھا مر گیا اک بیوفا کیواسطے — آشنا تھا جان دی نا آشنا کیواسطے

باغبان دیوار گلشن تک تو آنے دے ہمین — قینچیان لگوانہ ای ظالم خدا کیواسطے

بیطلب گر موت بھی آتی تو شادی مرگ ہون — منت عیسے نہ لون ہرگز دوا کیواسطے

آئے گر وقت دعا محراب ابرو کا خیال — تیغ ہو محراب بھی دست دعا کیواسطے

ای ہما بیش فقیری سلطنت کیا مال ہے — بادشہ آتے ہین پابوس گدا کیواسطے

اوسکے لب پر سرخی پان دیکھکر کہتا ہی خضر — خون یہہ کسکا ہو گیا آب بقا کیواسطے

بعد مرنیکے بھی پیسین ہمکو طفلان حسین — لین ہماری خاک کی گل حنا کیواسطے

منہ دکھا بعد اک مہینے کے تو اے خورشید رو — ماہ نو ہی سر جھکائے التجا کیواسطے

بلبلو عریان ہو ہو جاؤن اگر گلشن کو مین — دامن اپنا پھاڑ کر دین گل قبا کیواسطے

چھوڑ دنیا اگر قناعت مٹھیہ کنج فقر مین — خاک مت سر پر اوڑا ظل ہما کیواسطے

جانب گلشن مجھی صیاد لیجاتا نہین — تو ہی از خود رفتگی بلبل خدا کیواسطے

ہو گیا نایاب جب عقدہ یہہ تب ثابت ہوا — اوس کمر کی دید ہے اہل فنا کیواسطے

خاک ہو جا پھر سینہ بختی کا ہرگز ڈر نہین — ہی جگہ آنکھون مین اہل دل توتیا کیواسطے

ہون وہ مجرم کانپتا ہی خوف سے سارا بدن — ہاتھہ اوٹھاتے شرم آتی ہی دعا کیواسطے

ہی ہمہ تن چشم نرگس یار تیری دید کو — گل ہمہ تن گوش ہی تیری صدا کیواسطے

رحم کر ای ضعف بس اتنا نہ تو مجکو گھلا — ہڈیان دو چار رہنے دے ہما کیواسطے

دل نہ اپنا ہی نہ تن اپنا نجی اپنا ہی آہ — سب سے بیگانے ہوئے لوگ آشنا کیواسطے

کر لو گویا کی شفاعت یا نبی پھر خدا
ای خدا تو بخش دے پھر مصطفی کیواسطے

پھر ہوئی الفت کسی گردن صراحی وار کی
راہ لی پھر ہمنے ساقی خانہ خمار کی

پھر ہوا مجھکو جنون شوق شہادت پھر ہوا
آرزو بر آئی قاتل پھر تری تلوار کی

عشق نے اک سنگی پھر تسبیح پڑہوائی مجھے
پھر مری گردن کو اب حاجت ہوئی زنار کی

پھر کسی کے پھول سے رخسار یاد آنی لگے
سیر پھر کرنے لگا جا جا کے مین گلزار کی

لن ترانی کی صدا کانون مین پھر آنی لگی
شکل موسی پھر مجھے خواہش ہوئی دیدار کی

پھر بہار آئی ہوا پھر میکشی کا ہمکو ذوق
جا کی میخانی مین پھر ہمنے گرو دستار کی

پھر لگا ہونے پریشان حال سنبل مجھکو
پھر صبا بو لائی گلزارون مین زلف یار کی

ہو گیا سر پھر وبال دوش پھر وحشت ہوئی
منتین کرنی پڑین پھر مجکو اس خونخوار کی

جوش گریہ تا مژہ پھر لخت دل لانی لگا
پھر مرے منصور کو صورت دکھائی دار کی

پھر کسی کافر کی الفت مین ہوا مین [illegible]
پھر مرے رگہای تنمین شکل ہی زنار کی

کیا مجھے پھر عشق نے بیچے گا کسی یعنی سیف کے ہاتھ
ان دنون پھر سیر خوش آنی لگی بازار کی

چال اڑائی کبک کی پھر میرے کلک فکر نے
پھر لگا تعریف مین لکھنے تری رفتار کی

جوش گریہ نے ہماری پھر کیا طوفان بپا
آبرو جاتی رہی پھر ابر دریا بار کی

کھاؤنگا پھر تیر مژگان پھر لہو رونگی زخم
پھر خوش آتی ہی ہنسی مجھکو لب سوفار کی

پھر تری باتون سے ای عیسی ہوئی الفت او سے

پھر لگا گویا صفت کرنے تری گفتار کی

حاشیے پر جو لکھی تعریف خط یار کی
خط مین لکھنی ہی حقیقت کچھ دل افگار کی

کیجیے تعریف کیا کیا اوس پری رخسار کی
ہجر کی شب بس ہی ٹوٹ رہی جھپکیا آنکھ

جا گل نکلین گے شعلے شاخ گل سے عندلیب
سرخی لب کے مصور نے لگا دی مین آگ

مرگئے ہین ہم وے آنکھین کھلی ہین دیکھلے
پھر لگا تلوار قاتل ہنستے ہین زخم بدن

دیکھہ لینا مر گیا جس روز مین دل سوختہ
مین ہون جمی آج کشتہ اوسکے خط سبز کا

خود بخود دیوان مین چل بل نکلی زنگار کی
چاہیے پھر قلم منقار موسیقار کی

ناز کی انداز کی رفتار کی گفتار کی
نتین کرتا ہون کیا کیا دیدہ بیدار کی

دیکھہ لینا باغ مین جب آہ آتشبار کی
آتش یاقوت سے گرمی ہی یان بازار کی

بعد مردن بھی رہی حسرت تری دیدار کی
زعفرانی دیکھکر رنگت ترے دستار کی

سرد ہو جائیگی یہ گرمی ترے بازار کی
زخم پر بیٹھی لگا مرہم زنگار کی

آپ سے گذرے جو گویا پونہچے کوئی یار تک
بیخبر جب ہو گئے پائی خبر تب یار کی

ترکیب بند

یہہ کیا الم ہی جو ہی چاک چاک جیب سحر
ہی چاندنی مین دلا اس اشک کا عالم
سیاہ پوش ہوا ہی الم سے چرخ کبود

یہہ کیا الم ہی جو خورشید ننگ ہی برہنہ سر
وفور گریہ سے آب ہے سفید چشم قمر
برنگ داغ دل ماہ ہی ہر اک اختر

بنا ہی چاند کا ہالہ بھی حلقۂ ماتم
ہی برج آبی گردون فلک دیدۂ تر

وفور غم سے تعجب نہین اگر مریخ
اب اپنے قتل کو مانگی ہلال سے خنجر

نظر مین گنبد گردون ہے گنبد مدفن
بنی ہی چادر مہتاب قبر کی چادر

اب ایسا گرم ہی بازار رنج و آفت کا
کہ مشتری ہی خریدار سوز درد جگر

جو دیکھو ابر کو وہ زار زار روتا ہی
نظر جو کیجیے ہی برق بھی بہت مضطر

یہہ کیا الم ہی جو اب خون فشان ہے چشم جہان
یہہ کیا الم ہے جو ہے وا مصیبتا لب پر

فلک ز بار مصیبت خمید واویلا
ملک چو صبح گریبان درید واویلا

ہر ایک گلشن عالم مین مو پریشان ہی
چمن مین سنبل تر زلف سوگواران ہی

ہر ایک شاخ اوٹھاتی ہی ہاتھ ماتم کو
ہر ایک نخل پہ بلبل بھی مرثیہ خوان ہے

کلی جو چٹکی تو آواز آئی نالون کی
چمن تمام یہہ لبریز شور و افغان ہے

اوڑا رہی ہے صبا خاک صحن گلشن مین
گلون کا چاک گریبان ہی ٹکڑے دامان ہے

چمن مین پہنی ہی سوسن بھی ماتمی پوشاک
برنگ دیدۂ تر نرگس آج گریان ہے

کہسی روش پہ ہی صیاد خستہ دل گریان
اسیر دام الم اوسکا طائر جان ہے

پڑا ہی برگ خزان کی طرح کہین گلچین
برنگ سایۂ گل خاک پر وہ غلطان ہے

یہہ کہہ رہا ہے کہین باغبان بھی رو رو کر
ہجوم داغ غم سے سینہ مرا گلستان ہے

نہین وہ گل نہ وہ سبزہ نہ وہ بہار چمن
نہ نغمہ سنج ہی بلبل نہ گل ہی خندان ہے

روان ز چشم نرگس سرشک شبنم شد
فغان کہ ہر شجرِ باغ نخلِ ماتم شد

یہہ آہِ سرد خلائق سے ہی جہان معمور
عجب نہین ہی جو ہو جائے سرِ آتشِ طور

نظر اب آتی ہی ہر ایک چشم طوفان زا
وفورِ آتشِ غم سے ہر ایک دل ہی تنور

ہی آفتابِ قیامت ہر ایک داغ جگر
ہر ایک دم ہی خلائق کا صورتِ دمِ صور

وہ کون ہی کہ جسے غم نہین مرے غم کا
یہہ میرے رنج سے ہی چشمِ دلبران رنجور

مجھے ہی رنج کسی حور کی جدائی کا
قریب مرگ ہون مین اور ہی وہ مجھسے دور

جہان آنکھون مین تاریک اس قدر ہی کہ اب
نظر مین ایک ہین لیل و نہار ظلمت و نور

مدام رہتی ہی اک آہ گرم شعلہ فشان
عجب نہین ہی گرین گر کباب ہو کی طیور

جو میرے حال سے ہوتی ہی وہ کبھی آگہ
تو نالے کرنے مین کرتی نہین ہی حور قصور

نیوچہہ نیشِ الم نے یہہ کاوشین کی ہین
دل و جگر کو بنایا ہی خانۂ زنبور

کنون چہ سان نشوم بیقرار یا اللہ
ز تیغ ہجر دلم شد فگار یا اللہ

فلک نے مجھکو دیا داغ نوجوان افسوس
سرِ و سہفتہ ہوا خاک مین نہان افسوس

بھلا ہو خاک مری زیست جب جدا ہو جائے
انیس جان و دل آرام نکتہ دان افسوس

ملایا خاک مین اوس رشکِ ماہ تابان کو
زمین پہ گر نہ پڑا کیون یہہ آسمان افسوس

خیالِ یار جب آتا ہی رو کی کہتا ہون
رفیق و مونس و دلدار و مہربان افسوس

نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ہمدم ہے
چمن مین مثل صبا کس امید پر جاؤن
مری الم مین اگر روئین بہہ مری آنکھین
نہ آشنا کوئی گل ہی نہ کوئی بلبل یار
یہ چمن مین پھیری لی نرگس نے آنکھہ اب مجھسے

کرون مین کس سی یہہ احوال و ہان بیان افسوس
کری گی کا ہیکو سوسن بصد زبان افسوس
دہن مرا کری افسوس یا زبان افسوس
ہی مثل سبزۂ بیگانہ بوستان افسوس
نہین نظارے کے قابل مین ناتوان افسوس

بگریہ ایم اگر گل بباغ خندد
بگریہ ایم چو بلبل بباغ می خندد

بنایا آتش غم نے ہے مجھے چراغ مزار
وہ دن گئی کہ جو ہم ہمکنار رہتے تھے
نہین ہی ابر تو یان بیکسی برستی ہے
کیے ہین نالے تو پھر کانپ اٹھی ہی زمین
فلک پہ جائے اگر میری آہ شعلہ فشان
جلد ہی کو جاؤن مجھے نا دیکھکر یہ کہتی ہی خلق
جو دیکھے دل کی تڑپ گر پڑی ابھی بجلی
وہ دل جلا ہون پڑے پر سایہ گر سمندر پر

مزار یار پہ مجھکو جلایا آخر کار
مدام اپنوہی پہلو مین درد فرقت یار
ہر اک نفس ہی مرا برق خرمن دل زار
ولے یہہ گر نہ پڑا آسمان ظلم شعار
فرشتے کہنے لگین الامان پکار پکار
ہی آمد آمد غم اور وداع صبر و قرار
جو رون رونے ابھی زار زار ابر بہار
کہی جلاؤ وقنا ربنا عذاب النار

چنان بسوخت دلم دود اگر ازان خیزد
ز حاملان فلک شور الامان خیزد

اگر ہی آنکھون مین آنسو تو دل ہی غم سی بھرا ۔ جگر مین درد ہی تو ہی زبان پہ واویلا

کبھی خیال یہ آتا ہی چلیے گلشن کو ۔ کہ مثل گل ہو شگفتہ دل مصیبت زا

کبھی یہہ کہتا ہون اے یار جاؤن مین حیف ۔ جو گل مہو تو عنا دل کو سیر باغ سے کیا

کبھی صبا سے یہہ کہتا ہون مین پئی تسکین ۔ ریاض خلد مین جانا اگر کبھی ہو ترا

مری طرف سے بصد اشتیاق یہہ کہیو ۔ ملائے دیکھیے کس روز تم سے ہمکو خدا

تری فراق مین روتی ہی شب گذرتی ہی ۔ بجا ہی کہی اگر مجھکو شمع بزم عزا

کبھی نہ خواب مین بھی شکل وہ دکھلائی ۔ کسیکو بھول بجائے کبھی کوئی ایسا

جو حال رونیکا میری وہ پوچھے جانانا ۔ تو سوی چشمہ کو ترا اشارہ کر دینا

اور اتنا کہیو کہ تم خوش ہو باغ جنت مین ۔ یہان تو مین ہون اسیر ہزار رنج و بلا

من و جہنم ہجران و خاطر رنجور
تو و وصال بہشت و سرور حور و قصور

تری فراق مین آنکھون سے میری خون ہے روان ۔ قلق ہی دل مین جگر مین ہی درد لب پہ فغان

اکیلا راتون کو روتا ہون ہاتھ ڈھانپ کی منہ ۔ بیان مین کس سے کرون آہ یہہ غم پنہان

کیا جو زیر زمین تونی میری جان آرام ۔ پڑا ہون خاک پہ مین صورت تن بیجان

قرار و صبر فقط تھا تری سبب دل کو ۔ جو تو ہی پاس نہین پھر قرار و صبر کہان

کبھی مین سر در و دیوار سی پٹکتا ہون ۔ کبھی مین کہتا ہون اب گھر ہی خانہ زندان

کبھی یہہ کہتا ہون کیا ہو گیا مری اللہ ۔ کبھی ہون صورت آئینہ ششدر و حیران

فلک نے دیکھے ہین بہیر جو صدمہ شب ہجر
برنگ موج ہون ایسا ہی بیقرار ہمیشہ
اگر زمین نالہ پر درد کرکے رونے لگون

طلب ہلال ہے کرتا ہی بہر نالہ زبان
جو موتی ہاتھ ہین لون ہو وہ گوہر غلطان
زمین کا نپ اوٹھے روے گنبد گردان

فلک بگرید رآید ز اشکباری من
زمین بلرزہ درآید ز بیقراری من

اگرچہ جانتا ہون ہم کا کیا بھروسا ہی
رہی نہ حضرت یوسف نہ حسن پاک اونکا
نہ اب ہی لیلی و شیرین نہ قیس و فرہاد
نہ اب ہی قیصر و خاقان سلطنت نہ حشم
نہ جنکو بستر مخمل پہ نیند آتی تہے
نہ گل ہی کان ہین اونکی نہ آنکھ نرگس سے
ہر عزیز یہ تہا جنکے تاج سلطانی
نہ دانت صورت شبنم نہ برگ گلسے ہین لب
یہہ سب سمجہتا ہی پر کچہ نہین سمجہتا ہی

یہان جو آیا ہی وہ ایکدن روانا ہی
رہی نہ اب وہ زلیخا نہ عشق اونکا ہی
نہ اب جہان مین وامق ہی اور عذرا ہی
نہ ہین سکندر و جمشید اور نہ دارا ہے
سو اونکی واسطے اب خاک کا بچھونا ہی
نہ مثل سنبل تر کاکل چلیپا ہی
ہر اک فقیر کی ٹھوکر سر اونکا کہاتا ہی
نہ مثل سرو ہی قد اور نہ گل سا مکھڑا ہی
تری جدائی مین بیہوش تیرا گویا ہی

ز حد گذشت بہ ہجر تو اضطراب مرا
بہ بین کہ این ہمہ دانیم و نیست تاب مرا

کسی طرح سی سمجہتا نہین دل ناشاد
وہی ہی لگا وہی زاری ہی اور وہی فریاد

وفور غم سے ہی ہر چند خود فراموشی
ولی یہہ دخل نہین بہول جاؤن تری یاد

جنون ہوا تری فرقت مین اب ہوئی مجنون
سر اپنا پہوڑا ہی پتہر سی اب ہون مین فرہاد

ہر ایک دم تری فرقت مین ہی دم خنجر
ہر ایک موہی مری تن پہ نشتر فصاد

خیال مین تری آنکہون کے ای کتابی رو
مدام روتا ہون الٹون کو پڑکے سوے صاد

جو یاد آتی ہی گردن تری تو کہتا ہون
گلے پہ اپنے روان کیجی خنجر فولاد

خیال قد مین تری مین لپٹکی روتا ہون
اب اسمین سرو صنوبر ہو یا کہ ہو شمشاد

جگر کو چاک کیا دل کو کر دیا ٹکڑے
کیا اس ایک تری غم نے کار صد جلاد

خدا کیواسطے اب آ مری گلے لگ جا
ستم رسیدۂ دیکس معین مین نکر بیداد

بیا بیا کہ دگر تاب انتظارم نیست
خدایا انتظرے طاقت و قرارم نیست

تری فراق مین اب اسقدر ہوئی ہین بیتاب
جگر جو برق ہی تو دل ہی پارۂ سیماب

کسی طرح کسی پہلو نہین ہی نیند آتی
تری فراق مین گویا کہ ہوگیا ہی خواب

دکہادی جلد تو ای بحر حسن شکل اپنی
کہ اب تو دم مری آنکہون مین ہی مثال حباب

ہزار حیف کہ اب سب وہ ہوگا تہا
وہ رابطہ اور وہ صحبت تہی مثل موج سراب

جدا اگرچہ رہین دن کو شمع و پروانہ
اوٹھاے چہرۂ مقصود شبکو رخ سی نقاب

نسیم صبح اوسی دلیوی صبح مژدۂ وصل
رہی فراق مین نالان جو رات بہر سرخاب

یہہ ایک مین معین کہ یکسان گذرتی ہین شب و روز
جگر کو آتش فرقت نے کردیا ہی کباب

رواں ہے آنکھوں سے دریا لگی ہے دل میں آگ
امید وصل نہیں تا بزیست یا قسمت

ہوا ہوں میں تری فرقت میں صرف آتش و آب
دیکھا ہی دیکھیے کیا کیا یہ ہجر خانہ خراب

امید نیست دگر دفع این ملال شود
مگر بمیرم و ای جان بتو وصال شود

بلای جسم ہی جان اور وبال دوش ہی سر
نہوگا مجھسا کوئی خستہ و پریشان حال
اگرچہ کہنے کو گویا ہوں خلق میں مشہور
کسی نے بات جو کی رو کے بس جواب دیا
الم گذرتے ہیں جو جو خدا ہی واقف ہی
نہیں ہے اسکا بھی کچھ غم گھڑی ہی تیرا دھیان
جو تو ہی پاس نہیں کیا کرونگا مال و منال
ترے مزار پہ جاروب کرینگے مژگان سے
ہوس نہ ملک کی دل میں نہ مال کا ہی خیال

ہر ایکدم دم خنجر ہر ایک مو نشتر
ستم رسیدہ ہجران و بے کس و مضطر
تری فراق میں پڑا ہوں خموش آٹھ پہر
کسی نے حال جو پوچھا دکھایا داغ جگر
ہزار داغ مصیبت ہیں اک مرے دل پر
نہ اپنے جیکا مجھے ہوش ہی نہ دل کی خبر
فقیر ہوں یہی آتا ہی اب خیال اکثر
چھڑکیے پا کے طینت سے آب دیدۂ تر
نہ آرزو ہے تجھے دولت کی ہی نہ خواہش زر

کنون نماند تمنا و گر امیر شوم
سر مزار تو بنشینم و فقیر شوم

سلام

سلامی پیاسا مارا اگر ہوں دینگی زہر کو
سدا مارا ساقی کوثر کا بیٹا حوض کوثر کو

کیا شبیر کو جب قتل غل مچا تھا ماتم یہی
ڈوبایا خون میں دریائے چشم گستاور کو

کہا شبیر نے ہم آپ سے پانی نہیں پیتے
یہہ کیا مقدور ہی گردین اعدا اب لشکر کو

اشارے سے ہمارے بہکے آئے آپ سے دریا
کری طوفان بپا گر حکم دین ہم آب خنجر کو

کہا صغرا نی قاصد سے مرا وعدہ اب رہے
نہ آئے لینے کو وعدہ یہ کہدینا یہ اکبر کو

مگر بابا ملین تو اون سے رو رو کے یہہ تو کہنا
مسیحا ہیری بھولی اپنی تم بیمار مضطر کو

نگہ کرتی تھی اک حیرت سے چشم تر پہ جعفر کی
بہت ہی پیاس کی شدت ہوا کرتی جب اصغر کو

کہا حضرت نے پانی فوج کو میرے نہ دین ظالم
یہ پیاسے وہ ہین جو پیتے ہین آب تیغ و خنجر کو

گمان سبکو ہوا اٹھنیکو پیغمبر نکل آئے
سبھی فساق بھاگے دیکھکر میدان مین اکبر کو

جو بین قاسم نے رخصت جنگ کی شبیر سے مانگی
لپٹکے روئے حضرت دیکھہ تصویر برادر کو

کہا حضرت نے سجدے مین مرا سر کاٹنا اے شمر
زبان پر لاؤن جب مین نعرۂ اللہ اکبر کو

فرشتون نے کہا شبیر کا سر دیکھہ نیزے پر
شہیدون کا کیا سردار حق نے ابن حیدر کو

گریبان کیون نہ پھاڑے صبح ہی اپنا غم شہ مین
ملایا خاک مین اندھیر ہے ماہ منور کو

ہر اک کہتا تھا گویا پہلوِ مہ مین ستارا ہی
پڑی جو دیکھتا تھا لاش سرور پاس اصغر کو

سلام

سلامی مجکو محبت ہی اوس دلبر سے
ہوا جو پیاس مین سیراب آب خنجر سے

ہوا یقین یہہ صغرا کو شاہ قتل ہوئے
جو ٹپکے قطرۂ خون شہپر کبوتر سے

رواں ہے آنکھوں سے دریا لگی ہے دل میں آگ
ہوا ہوں میں تری فرقت میں صرف آتش و آب

امید وصل نہیں تا بزیست یا قسمت
دکھائی دیکھیے کیا کیا یہ ہجر خانہ خراب

امید نیست دگر دفع این ملال شود
مگر بمیرم و ای جان بتو وصال شود

بلای جسم ہی جان و وبال دوش ہی سر
ہر ایکدم دم خنجر ہر ایک مو نشتر

نہو گا مجھسا کوئی خستہ و پریشان حال
ستم رسیدۂ ہجران و بیکس و مضطر

اگرچہ کہنے کو گویا ہوں خلق میں مشہور
تری فراق میں پر ہوں خموش آٹھ پہر

کسی نے بات جو کی رو کے بس جواب دیا
کسی نے حال جو پوچھا دکھایا داغ جگر

الم گذرتے ہیں جو جو خدا ہی واقف ہی
ہزار داغ مصیبت ہیں اک مرے دل پر

نہیں ہے اسکا بھی کچھ غم گو ہی تیرا دھیان
نہ اپنے جیکا مجھے ہوش ہی نہ دل کی خبر

جو تو ہی پاس نہیں کیا کرونگا مال و منال
فقیر ہوں یہی آتا ہی اب خیال اکثر

ترے مزار پہ جاروب کرتے مژگان سے
چھڑکیے پاکے طینت سے آب دیدۂ تر

ہوس نہ ملک کی دل میں نہ مال کا ہی خیال
نہ آرزو ہے مجھے دولت کی ہی نہ خواہش زر

کنون بماند تمنا دگر امیر شوم
سر مزار تو بنشینم و فقیر شوم

سلام

سلامی پیاسا مارا گمر ہوئے دینکی رہبر کو
سدا مارا ساقی کوثر کا بیٹا حوض کوثر کو

کیا شبیر کو جب قتل غل تھا ماتم بپا ہی
ڈوبایا خون مین دریاے رحمت کے شناور کو

کہا شبیر نے ہم آپ سے پانی نہین پیتے
یہہ کیا مقدور ہی گر دین اعدا آب لشکر کو

اشارے سے ہمارے بہکے آئے آپ سے دریا
کرے طوفان بپا گر حکم دین ہم آب خنجر کو

کہا صغرا نے قاصد سے مرا وعدہ اب ہے
نہ آئے لینے کو وعدہ یہہ کہہ دینا یہ اکبر کو

مگر بابا ملین تو اون سے رو رو کے یہہ تو کہنا
مسیحا ہیری بہولی اپنی تم بیمار مضطر کو

نگہہ کرتی تہی اک حیرت سے چشم تر یہ حضرت کی
بہت ہی پیاس کی شدت ہوا کرتی جب اصغر کو

کہا حضرت نے پانی فوج کو دیدے نہ دین ظالم
یہ پیاسے وہ ہین جو پیتے ہین آب تیغ و خنجر کو

گمان سبکو ہوا اڑنیکو پیغمبر نکل آئے
سبہی فساق بہاگے دیکہکر میدان مین اکبر کو

جو بن قاسم نے رخصت جنگ کی شبیر سے مانگی
لپٹکے رو دئے حضرت دیکہہ تصویر برادر کو

کہا حضرت نے سجدے مین مرا سر کاٹنا اے شمر
زبان پر لاؤن جب مین نعرہ اللہ اکبر کو

درستون نے کہا شبیر کا سر دیکہہ نیزے پر
شہیدون کا کیا سردار حق نے ابن حیدر کو

گریبان کیون نہ پہاڑے صبح ہی اپنا غم شہ مین
ملایا خاک مین اندہیر ہے ماہ منور کو

ہر اک کہتا تہا گویا پہلو مین ستارا ہی
پڑی جو دیکہتا تہا لاش سرور پاس اصغر کو

سلام

سلامی مجکو محبت ہی اوس اللہ رسے
ہوا جو پیاس مین سیراب آب خنجر سے

ہوا یقین یہہ صغرا کو شاہ قتل ہوئے
جو ٹپکے قطرہ خون شہیر کبوتر سے

عزیزو ٹوٹ گیا بازوِ امام حسین
جو پار ہو گیا پیکان حلق اصغر سے

غم شہادت اکبر بہت ہوا شہ کو
کہ تہی زیارت احمد جمال اکبر سے

گری جو شانہ کٹا کر فرات پر عباس
کمر نہو سکی پہر سیدہی ابن حیدر سے

کہا یہ شمر سے عباس نے غریب نے
جدا ہوئے ہین برادر کہین برادر سے

حرم نے رو کے کہا ہو گئے شہید امام
صدای گریۂ زہرا جو آئے باہر سے

سمجہ کے پانی بلکتا تہا اصغر بے شیر
جو اشک بہتے تہے بانو کے دیدۂ تر سے

غضب ہے جسکا پدر ہووے ساقی کوثر
کنارِ نہر وہ اک بوند پانیکو ترسے

چلے یہ کہکے سکینہ سے نہر کو عباس
نہ پانی ملیگا تو لاؤنگا آب کوثر سے

کہا امام نے صابر ہون رنہ مثل پدر
جو چاہون قلعے اوکہاڑون ہزار خیبر سے

امام کہتے تہے ہونگا مین اسمین شہید
سنی ہی مین نے خبر بارہا پیمبر سے

ہوا شہید جو فرزند مصحف ناطق
صدا تلاوت قرآن کی آتی تہی سر سے

پیادہ لیگئے تا شام اوسکو کرکے اسیر
محال اوٹہنا تہا جسنا تو اونکا بستر سے

یقین یہ ہے کہ تری مغفرت ہوای گویا
کمال تجکو محبت ہی ابن حیدر سے

سلام

شہ کہتے تہے مجرائی مہمان نہ کبہی آئے
گر سر چڑہے نیزے پر معراج امامت ہے

لگے ہے سر سرور شبیہ شہیدون کے
کیا خوب امامت ہی کیا خوب جماعت ہے

وابستہ سلاسل سے دیکہا تو کہا شہ نے
زنجیر کو عابد کے اب ہاتہون سے بیعت ہے

زینب نے کہا بیٹی مرنیکو مرے جائین / پر یہ نہیں کوئی شبیر کی رخصت ہے

اکبر نے کہا رو رو مین وعدہ کر آیا تھا / صغرا کے نہ لانے کی کیا مجھکو ندامت ہے

تنہا تھی کھڑے سرور آسکتے نہ تھے اعدا / ہیبت یہہ شہ دین کی اللہ کی ہیبت ہے

نوشہ جو بنا قاسم ماں کہتی تھی قاسم کی / چہرے کو ذرا دیکھو اللہ کی قدرت ہے

کہتی تھی قضا اوس دم اک آن کا مہمان ہے / اب پہنے کفن قاسم داماد کا خلعت ہے

کٹوائین گے سر اپنا سجدے مین کہا شہ نے / تلوار کا خم ہمکو محراب عبادت ہے

دائم رہے باحشمت یہہ شاہ زمن اپنا / شبیر سے ای گویا اپنی یہی حاجت ہے

سلام

روز قتل شاہ دین ہی سب جہان غمناک ہی / مجرئی صبح شہادت تک گریبان چاک ہی

پر جہان تنہا نہین ہوتا غم شبیر مین / حاملان عرش تک بہی ماتمی پوشاک ہی

جب سنا عباس آتے ہین تو لشکر ہل گیا / کسقدر فرزند حیدر کی عزیز و دھاک ہی

تیز دستی دیکھکر کہتے تھے اونکے سب عدو / یہہ جوان ہاشمی واللہ کیا چالاک ہی

بین کرکے شاہ سے کہتے تھے بانو نہ چلی / مرگیا اصغر تو لطف زندگانی خاک ہی

کیا غضب ہی جو پلا تھا فاطمہ کی گود مین / خاک پر افتادہ وہ مثل خس و خاشاک ہی

دیکھکر اصغر کو شہ کہتے تھے دیکھو ظالمو / پیاس سی مرتا ہی وہ جو معصیت سے پاک ہی

شمر خنجر کھینچکے سبط رسول اللہ / کچہ خدا کا بہی نہین ہے خوف کیا بیباک ہی

سر چڑہا نیزے پہ شاہ دو جہان کا ای فلک / کیا یہی معراج سبط صاحب لولاک ہی

شاہ کہتے تھے نہیں مجھپر ستم کرنا روا
جانتے ہو کون ہون مین کچھ تمھین ادراک ہی

کسکا مین بیٹا ہون کسکا ہون نواسا انکا ہو
مادری زہرا ہی نانا صاحب لولاک ہی

چاہیے محشور ہو یہ شعر عالم کے ساتھ
چشم گویا غم مین شہ کے رات دن نمناک ہی

سلامی دیکھ تو ہی رنگ آسمان کیسا
غم حسین مین روتا ہی سب جہان کیسا

حسین کہتے تھے رو رو کے کیون خداوندا
لگا ہی تیر یہ صغر کے ناگہان کیسا

پڑی تھی لاش جو اکبر کی بانو کہتی تھی
کیا ہی قتل عدو نے یہ نوجوان کیسا

خدا سے شرم نکی ظالمون نے واویلا
نبی کا گھر دیا برباد دودمان کیسا

امام کہتے تھے اعدا سے دیکھو بن پانی
ہلاک رہا ہی مرا طفل بے زبان کیسا

یہ شاہ کہتے تھے بانو سے دیکھ مقتل کو
چلا ہی مرنیکو اکبر یہ شادمان کیسا

سنان پہ دیکھکے سر شہ کا لوگ کہتے تھے
نئی طرح کا ہی یہ فوج مین نشان کیسا

جو لائے خیمے مین اصغر کو شہ تو بولی حرم
لہو ہی حلق سے یا شاہ دین روان کیسا

تباہ ہوئے ہوئے سر کھلے پریشان حال
چلا ہی شام کو زہرا کا کاروان کیسا

جو نونہال تھا اصغر نہ اوسکو بھی چھوڑا
قلم ہوا ہی پیمبر کا بوستان کیسا

موئی پہ مادر قاسم یہ بین کرتی تھی
مری بنی کو بنایا ہی خونفشان کیسا

شقی یہ کہتے تھے پیدل ہی چلینگے ہم
علی کا پوتا ہی بیمار و ناتوان کیسا

ستم ہوا ہی کہ باد خزان اعدا سے
خدا کے شیر کا اوجڑا ہے گلستان کیسا

کریم بخش وہی تو اوسکے سب گناہونکو	تری حسین کا گویا ہی نوحہ خوان کیسا

سلام

لازم ہی مجرئی کو اطاعت حسین کی	مغفور بھلے ہوگی جماعت حسین کی
تسکین پیاس کی ریت پہ ہنستے تھے اہل شام	تفسیر تھی جو پیاس ہی حالت حسین کی
روتے تھے زار زار ہمیں بہشت مین	کرتے تھے جب کہ یاد مصیبت حسین کی
سجدے مین سر جھکا دیا محراب تیغ مین	زخمون سے طاق جب ہوئی طاقت حسین کی
بیعت طلب حسین سے کی ظالمون نے ہای	واجب یہہ تہا کہ کرتی وہ بیعت حسین کی
نیزے پہ تھے سر شہیدونکے آگے سر امام	دیکھو فنا کے بعد امامت حسین کی
خنجر چلا کیا نہ اوٹھے سجدی سے جبین	افزون ہی سب جہان سے عبادت حسین کی
جو جو ستم لعین کرین صبر کیجیو	اہل حرم کو تھی یہہ وصیت حسین کی
گہوارہ اکثر آکے ہلاتا تہا جبرئیل	سمجھو تو کسقدر رہی فضیلت حسین کی
آتی تھی یا تو اوسکے لیے حلہ بہشت	یا سر برہنہ پھرتی ہی عترت حسین کی
خنجر بکف جو آیا شقی سر جھکا دیا	کس مرتبہ ہی واہ مروت حسین کی
کیا رتبہ ہی کہ چھوڑ سکے ابن خلیل کو	مقبول کی خدا نے شہادت حسین کی
ما بنت مصطفے ہی تو ہی باپ مرتضے	عالم سے ہے زیادہ شرافت حسین کی
سر نیزے پہ پڑہے سورۂ یوسف پڑہا کیا	ناغہ کبھی ہوئی نہ تلاوت حسین کی
افسوس جلتی ریت پہ بے غسل بی کفن	چالیس دن پڑی رہی میت حسین کی

ہر چند دہوپ موسم گرما کی تہی مگر
شاداب مثل گل رہی صورت حسین کی

گویا کو یہہ کہین کہ ہمارا ہے یہہ محب
ہو روز حشر اتنی عنایت حسین کی

جسوقت سر شاہ شہیدان نظر آیا
یہہ روئے حرم مجرئی طوفان نظر آیا

دل ٹکرے ہوا یاد جبہی آ گئے عابد
جسوقت کوئی چاک گریبان نظر آیا

مہندی کی عوض ہاتہون مین وہ کہہ کے لگے زخم
آلودۂ خون بخیۂ سر جان نظر آیا

روتے تہے سبہی دیکہہ کے لاشہ شہ دین کا
جز زخم بدن کوئی نہ خندان نظر آیا

عابد کو نظر آئے جبہی پانون کے چہالے
ہر دیدۂ گریان گہر افشان نظر آیا

دیکہون نہ کہین خون مین بہرے گیسوئے اکبر
شہ بولے مجہے خواب پریشان نظر آیا

سجاد کا یہہ حال ہوا باپ کی غم مین
دامن نظر آیا نہ گریبان نظر آیا

شہ کے رفقا کہتے تہے جلد یسی پر کاش
جسوقت اونہین روضۂ رضوان نظر آیا

عابد نے جو دیکہا تو نہین کوئی بہی غمخوار
پانون مین اک خار مغیلان نظر آیا

نیزون مین گہرا دیکہکے اکبر کو شہ دین
فرمانے لگے شیر نیستان نظر آیا

شہ کہتے تہے یعقوب سے یوسف تو ملا تہا
لیکن نہ ہمارا مہ تابان نظر آیا

کبرا نے شب عقد جو قاسم پہ نظر کی
آئینے کے مانند وہ حیران نظر آیا

جو زخم تہا سو گل کی روش آہ تہا خندان
سرور کا تن پاک گلستان نظر آیا

زندان مین گئی ہای جو وہ زینت جنت
بہتر کہین جنت سی وہ زندان نظر آیا

کرتا ہوں بیان شاہ کا روتا ہوں میں فی رقت
گویا مرے بخشش کا یہ سامان نظر آیا

مجرئی باندھے شقی ہای وہ زنجیر میں ہاتھ
ید بیضا سی فزون جو کہ ہو تنویر میں ہاتھ

سینہ شاہ شہیدان تھا سنانکا مشتاق
خواہش تیغ میں سر تھا طلب تیر میں ہاتھ

خون ناحق کا وہ شبیر کے ہوگا شاہد
آنگا روز جزا شمر کا تقریر میں ہاتھ

ہوگئے زینب مظلوم کے بیٹے جو شہید
روتے شہ ڈالکے پھر گردن شبیر میں ہاتھ

مارا اولبند یداللہ کو جس شخص نے تیر
کام سے جاتا رہا اوسکا بس اک تیر میں ہاتھ

شہ کو تلوارین لگاتے تھے شقی دیکھے قریب
تھی زبان فکر میں مشغول تو تدبیر میں ہاتھ

کیا کہوں اہل حرم روکو بوقت رخصت
شہ نے بانو کا دیا جب کف ہمشیر میں ہاتھ

ایک سجاد کا تھا ہاتھ بندھا رسی سے
ایک تھا ہای کف ظالم بے پیر میں ہاتھ

محو تھے ذکر خدا میں شہ دین وقت نماز
دہن زخم سے مشغول تھے تکبیر میں ہاتھ

کہا سجاد نے کیا ضعف ہے اللہ اللہ
نہ اوٹھے وقت نماز اوسکے جو تکبیر میں ہاتھ

حر نے کی آکے جو بیعت تو کیا سر کو نثار
اشقیا بولے عجب شہ کا ہی تسخیر میں ہاتھ

قدم شاہ پہ گر گر کے عدو کہتے تھے
نظر آیا جو اونہیں قبضہ شمشیر میں ہاتھ

تجھسے ابن اسداللہ ہی لڑنا مشکل
سہل ہے دے دین اگر ہم دہن شیر میں ہاتھ

زخم سے اوسکی ہتھیلی کا ید بیضا تھا
غیرت شمع تجلی تھا وہ تنویر میں ہاتھ

اوٹھہ نہ سکتا تھا جو متکا اونکا سجاد سے بوجھ
ہای کہہ لیتے تھے وہ طوق گلوگیر میں ہاتھ

ہاتہ آیا کرے خاک در شہ کا مضمون
بولی عباس مرنے پہ بہی دامن چھوٹا
ایک ہی ہاتہ مین دو ہوتا ہی اک دشمن دین
آیا گل لینے مین سر کٹتا جو شبیر کا یاد
کہا عابد نے نہ باندہو انہین زنجیرو نسے

رہین آلودہ آہی اسی اسیر مین ہاتہ
دیکہہ کر اپنے کٹے دامن شبیر مین ہاتہ
شہ کے ہوتے نہ اگر پنجہ تقدیر مین ہاتہ
شب بہیہ بیخود ہوا مین آگیا گلگیر مین ہاتہ
دونو آجاینگی اک حلقہ زنجیر مین ہاتہ

میرے آقا کو نہو رنج کوئی ای گویا
رہے سینے پہ مگر ماتم شبیر مین ہاتہ

مجرئی لڑنے کو جب اکبر سے چلے
تشنگی بیٹی کے سنکے خلد سے
روکے اکبر نے کہا ہنگام قتل
کیا کہون مین وادی پرخار مین
پای کلکون جسکے نازک گل سے ہین
راہ مین کہتے تہے رو رو کر حرم
بولے اعدا تیرونکا برسا کو مینہ
کٹ گئے عباس کے جب دونو ہاتہ
آئے رونے جب پیمبر خلد سے
برق سان دیکہا جو اکبر کو طپان

بولے سرور قتل ہمکو کرچلے
جام لیکر ساقی کوثر چلے
خشک لب تہے ہم بچشم تر چلے
کس طرح سی عابد مضطر چلے
پہر بہلا کانٹون پہ وہ کیونکر چلے
آئے تہے کسطرح کیونکر گہر چلے
مشک سقای حرم جب بہر چلے
دانت سے مشکیزے کو لے کر چلے
پیشوائی کو شہ بے سر چلے
شاہ گریان مثل ابر تر چلے

کس طرح کفنائینگے بو سے حرم
سوی مقتل ہم تو بے چادر چلے

جب ہوے رخصت مزار شاہ سے
بولے عابد جیتے جی ہم مر چلے

دفن اصغر کو کیا اکبر کو بہی
ہای ان ہاتھون سی کیا کیا کر چلے

روتی تہی بانو یہی گر گر کے بین
گھٹنیون بہی تم نہ ای اصغر چلے

ہو جہان تابع سلیمان جاہ کا
چرخ پر بہی حکمت اختر چلے

دوست سیر شاہ کے گویا ہون شاد
تیر اور تلوار دشمن پر چلے

سلام

چرخ پر ماہ محرم جب نمایان ہو گیا
ای سلامی ہر ستارہ چشم گریان ہو گیا

باغ جنت کو چلین گے یہ خوشی تہی شاہ کو
زخم جو تن پر لگا تہا روی خندان ہو گیا

گرد صحرا کے پڑے جب چہرۂ شبیر پر
مثل مہ ابر غباری مین وہ پنہان ہو گیا

کچھ خوشی اپنی رہا کی نہ تہی سجاد کو
غم بہی تہا خانۂ زنجیر ویران ہو گیا

اس قدر عباس نے کہائے تہے زخم تیغ و تیر
دم مین وہ گل سا بدن رشک گلستان ہو گیا

زینب و کلثوم نے سر سے ردائین پہینکدین
چاک جب صبح شہادت کا گریبان ہو گیا

حضرت مسلم نے کوفے سے یہ نامہ مین لکہا
دوست ہم سمجھے تہے جسکو دشمن جان ہو گیا

یک و مسلم کٹ کٹ گرے جب نونہالان حسین
عاقبت باغ امامت صاف میدان ہو گیا

ہل گئے ارض و سما و عرش تہرانے لگا
خاک و خون مین جب شبیر غلطان ہو گیا

تیر اک ظالم نے مارا جو سر پُر نور پر
خون سی تر عمامۂ شاہ شہیدان ہو گیا

آرزو گویا کی ہی فضل علی سے یہ سنو — بادشاہ ہند میرا شاہ ایران ہو گیا

بند ۱

دیتے تھے اہل بیت پیمبر کے واسطے — سنتے نہیں تھے مجرئی نہ لعین زر کیواسطے
کہتے تھے شیر تک نہین اصغر کیواسطے — پانی پلاؤ ساقی کوثر کے واسطے

بند ۲

جب تیر کھا کے اصغر نے شیر مر گیا — گودی کو خالی دیکھ کے بانو نے یہ کہا
یا شاہ دین بتاؤ مرا لال کیا ہوا — اصغر کو لاؤ خالق اکبر کے واسطے

بند ۳

کہتی تھی بانو بیٹے سے لڑنیکو تو نہ جا — اور جائیگا تو پھر مجھے جیتا نہ پائیگا
ماں ہوں میں تیری مان لے اتنا مرا کہا — اکبر تجھے میں دیتی ہوں سرور کیواسطے

بند ۴

سمجھا نہ یہ شقی کہ سکینہ ہی بی بدر — کانوں سے چھڑے ہین جاس سے سارے پانی
مطلق رہا نہ دل مین ید اللہ کا خطر — دوڑا یا ہاتھ اوسنے جو گوہر کیواسطے

بند ۵

تھے بہر اہل بیت محمد بنائے خلد — زندان ہوا نصیب اونہیں پائی نہ جا کے خلد
آئے تھے جنکے واسطے یان کھلا خلد — محتاج پاؤں ہو گئے چادر کے واسطے

بند ۶

زینب یہہ کہتی تہی نہ مرا کاٹ ڈال سر — اہی شمر میرے بہائی کی چہاتی سے اوتر

آخر کو کاٹ ڈالا سر شاہ بحر و بر — دیتے رہے خدا و پیمبر کے واسطے

بند ٧

صغرا کو ناگوار جو تہی فرقت پدر — کہتی تہی خط کو بال کبوتر سے باندہ کر

لاتے الٰہی جلد مرے باپ کی خبر — شہپر نے یہہ نامہ کبوتر کیواسطے

بند ٨

سب کٹ گئے تو لٹ گیا خیمہ امام کا — بیرحم جبکہ سر سے لگے چہیننے ردا

رو رو کے ظالموں سے سکینہ نے تب کہا — چادر تو چہوڑ دو مری مادر کیواسطے

بند ٩

جب سر حسین ابن علی کا کریں جدا — کیونکر برا نہوے بہلا فوج شام کا

یہہ کس حدیث کون سی آیت میں ہی روا — آل نبی کو قتل کریں زر کیواسطے

بند ١٠

زینب پکاری قتل کیا سبکو ظالمو — اتنا تو رحم حال پہ بیوونکے تم کرو

سر پر ہمارے ایک تو سرور کو رہنے دو — دیتی ہوں تمکو روح پیمبر کے واسطے

بند ١١

تمنے تو شامیو نہ کیا پاس مصطفےٰ — ہو کسلئے دین میں کون تمہارا ہی رہنما

یہہ کیا جفا و جور ہی ای قوم بیحیا — سبط نبی کی عترت اطہر کیواسطے

بند ۱۲

لایا جو غیظ مین پسر شاہ ذوالفقار
حضرت کے ہاتھ مین ہی وہی تیغ آبدار
الیس مین کانپ کانپ کے بولے وہ بدشعار
اوترے تھے آسمان سے جو حیدر کیواسطے

بند ۱۳

عباس نے جو دوش پہ شہ کا علم لیا
دیدار ایسا ہوئے علمدار مہ لقا
اوس وقت آئی عالم بالا سے یہ ندا
سبط رسول پاک کی لشکر کیواسطے

بند ۱۴

مقتل مین گئے خلد سے جب دم بتول پاک
کہنے لگی کہ لال تری قتلگہ کی خاک
رو رو کے قبر شاہ پہ ہونے لگی ہلاک
سرمہ ہی آج دیدۂ مادر کے واسطے

بند ۱۵

صغرا کو چھوڑ کر جب چلے کربلا کو شاہ
دختر بلکتی رہ گئی مادر کے خاطر آہ
اہل حرم کا حال تھا کس مرتبہ تباہ
مادر تڑپتی جاتی تھی دختر کیواسطے

بند ۱۶

جاتے تھے پابرہنہ جو سجاد دلفگار
دیکھا جو بانو نے تو کہا ہای کردگار
کانٹے لگے تھے پای مبارک مین بیشمار
تھے خار کیا یہ میرے گل تر کیواسطے

بند ۱۷

سر شاہ کا چڑھا کے جو نیزے پہ لیچلے
عابد رو رو کے کہتے تھے فوج یزید سے

یہہ سروہ تہا کہ فاطمہ کی گود مین رہے
کب تہا ستان تیر ستمگر کیواسطے

بند ۱۸

کہتے تہے خالی دیکہہ کے سب اونکے دست و پا
گہنا بتاؤ تمنے رکہا ہی کہان چہپا
روکر حرم یہہ کہتے تہے ای قوم بیحیا
عزت ہماری لیتے ہو زیور کیواسطے

بند ۱۹

نور نظر جو ہو ے پیمبر کا ای فلک
دلبند ہو جو فاطمہ اطہر کا ای فلک
بیٹا جو ہووے ساقی کوثر کا ای فلک
ترسے وہ ایک پانیکی ساغر کیواسطے

بند ۲۰

وہ سینہ جسکو چہاتی سے اپنی علی لگائے
وہ سر کہ رکہکے زانو پہ زہرا جسے سولائے
اور وہ گلا نبی نے لیے جسکے بوسے ہای
کب تہا وہ تیر و نیزہ و خنجر کیواسطے

بند ۲۱

گویا فقیر ہے ترے نانا کے نام کا
پاشاہ دین ہی بس ہی مطلب غلام کا
روضہ ہی جسرئین مین خیر الانام کا
تہوڑی سی جا ملی مجہے بستر کیواسطے

سلام

رتبہ نہ کیون بلند ہو میرے سلام کا
مجرائی ہون حسین علیہ السلام کا
ہاتف نے کی ندا کہ سخی کا ہی سر بلند
نیزے کی نوک پر جو چڑہا سر امام کا
شبیر چاہتا تو ابلتا زمین سی آب
محتاج تہا وہ آپ ہی پانی کی جام کا

سنہ غیظ مین جو آئی تو ہاتف نی کی ندا
رکھیے نشان امت خیر الانام کا

اکرتا نہین غزال حرم کو بہی کوئی صید
کاٹا لعین نے سر شہ بیت الحرام کا

گم تہا نہ کربلا مین تجلی طور سے
جلنا حسین ابن علی کی خیام کا

جب آفتاب صبح قیامت کے ہون عدو
ہو کیون نہ منہ سیاہ بہلا فوج شام کا

کوفے سے خط جو آئے حرم مین تو بولے شاہ
مضمون مین ہی طور اجل کی پیام کا

رو رو کے کہہ رہے تہے بہم حاملان عرش
بلوا ہی خاصگان خدا پر عوام کا

کرتے تہے شہ سے ماہ بنی ہاشم التجا
اب قتلگہ مین نام ہو روشن غلام کا

قاسم ہوئے شہید تو کہنے لگے امام
گلگون ہوا سر حسن سبز فام کا

خون دیدۂ فلک سے رواں کتنے دن رہا
غم اس قدر رہی بادشہ تشنہ کام کا

کرتے نکیون امام کو مردود بے نشان
منظور تہا مٹانا پیمبر کے نام کا

سارا جہان بانو کو تاریک ہو گیا
کاٹا گلا جو اکبر ماہ تمام کا

دلواد و اس سلام کا یا شاہ دین صلہ
گویا امیدوار ہی دار السلام کا

مخمس

بغیر خواب عدم شاہ نے نہ خواب کیا
سوای آب دم تیغ ترک آب کیا

گلا کٹا دیا ہر گز نہ اضطراب کیا
سلام اوسپہ جسی حق نی کامیاب کیا

جہان مین شاہ شہیدان عطا خطاب کیا

خبر تہی عازم ملک بقا ہی ابن علے
فلک تہ زہوم تہی سرور کے آمد آمد کی

جمال پاک کی مشتاق تھی تمام سپہ
گر از زمین پہ جسبدم وہ خلد کا سفری

ملک پکارے کہ سرور نے یا تراب کیا

غضب ہی رنج دیے عترت مطہر کو
جو حلے خلد کے پہنے وہ کھولے تہے سر کو
حیا یہہ کرتے شقی چھینتے نہ چادر کو
وہ کس طرح سے دکھائین گی منہ پیمبر کو

جنہون نے حضرت زینب کو بے نقاب کیا

رکھے تہے سجدے مین سر شاہ زخم تھی تن پر
وہان شکستہ تہے جو آہ زخم تھی تن پر
یہہ سچ ہی آتی ہے واللہ زخم تھی تن پر
ہزار و نہصد و پنجاہ زخم تہے تن پر

بہن نے بہائی کے زخمون کا جب حساب کیا

کھڑے تہے شاہ شہان کربلا کی صحرا مین
ہی تھی غم کی نشان کربلا کی صحرا مین
بہن ہی خون تہا روان کربلا کی صحرا مین
حنا و وسمہ کہان کربلا کی صحرا مین

لہو سے ریش کو شبیر نے خضاب کیا

کیا لعین نے جدا سر جو سرور دین کا
ہر ایک بولا شقی تو نے خوب کام کیا
کہا یہ شمر نے دیکھو تو آن بان ذرا
حسین امام نے مرنا کیا قبول اپنا

مگر یزید کی بیعت سے اجتناب کیا

جہان ہی ماتم مشکل مصطفے ہین غمین
ہی مرد مک لقب سیہ پوش خیم گوشہ نشین
یہہ خون وہ ہی کہ موقوف کچہ دنون نہین
عزیز و خون مین اکبر کی جب حسین غمگین

تو اوسکے سوگ مین لعون نے پیچ و تاب کیا

کبھی یہہ کہتے تھے شہ مر گئے علی اکبر
کبھی پکارتے تھے ای شبیہ پیغمبر
پھٹا ہی جاتا تھا سوزِ الم سے بسکہ جگر
حسین کہتے تھے اکبر کی لاش پر جا کر

تمہارے داغ نے بابا کا دل کباب کیا

جب آیا لاشۂ اصغر حرم گرے تھے سارے
یہہ ماں تو رونے لگی کہتے سو گئے پیارے
کہا یہ شاہ نے حسرت سے کر کے نظارے
نہ نیند آتی تھی اصغر کو پیاس کے مارے

گلے پہ تیر جو آکر لگا تو خواب کیا

یہہ غم سے پیٹے کہ بس نیلا کر دیا منہ کو
لہو یہ روئے کہ گلرنگ سب کیا منہ کو
مگر نہ نالہ کیا شرم سے سیا منہ کو
بنی کی لاش جو آئی چھپا لیا منہ کو

دلہن نے حضرت قاسم کا کیا حجاب کیا

نہ لب پہ آیا گلہ اوس امام زادے کے
چھدے تھے خار سے پا اوس امام زادے کے
بندھے تھے ہاتھ ہی کیا اوس امام زادے کے
گلے میں طوق بھی تھا اوس امام زادے کے

خدا نے جسکے تئیں مالک الرقاب کیا

ہر ایک گام پہ گر پڑتے تھے امام ہدا
یہہ زور ضعف تھا ہر گز چلا نجاتا تھا
زمین اولٹ نہ گئی آسمان گر نہ پڑا
سوار گھوڑے پہ تھے اعدا پیادہ شہزادہ

عجب طرح کا زمانے نے انقلاب کیا

وہ دیکھتا جو کبھی جام شہ کا نور العین
تو یاد آتے لب خشک سید الکونین
نہ پانی پیتا یہہ کہہ کہکے شور و شین
عزیز یاد ہے مجھ کو تشنگی حسین

امام نے شب ہشتم سے ترک آب کیا

اگر عدوی جگر بند مصطفی تہا شمر
تو کلمہ گو یہہ صد افسوس کیون بنا تہا شمر

عدوی فاطمہ تہا و سبط مرتضی تہا شمر
ہزار حیف مسلمان کیون ہوا تہا شمر

لعین نے نام بہی اسلام کا خراب کیا

نگار ناوک غم دل جو ہو تڑپتا ہے
شہید خنجر قاتل جو ہو تڑپتا ہی

ہزار تیغون سی گہائل جو ہو تڑپتا ہی
یہہ قاعدہ ہی کہ بسمل جو ہو تڑپتا ہی

مگر حسین نے مطلق نہ اضطراب کیا

علی کی روح و روان فاطمہ کی دلبند
سو منتخب ہوے اس طرح وہ سعادتمند

زبان رتبے مین تہا مہر و ماہ سی دو چند
جو تندرست نہی انکو کیا اجل نی پسند

جو ناتوان سے تھے اسیری کی انتخاب کیا

جو ہین جناب نبی شہر علم خالق کی
یہہ وہ حدیث ہے گویا اسی بدل آئی ہے

تو ہی علی ولی کو مناسبت در سے
فصیح خالق عالم نی علم کا اپنے

نبی کو شہر کیا اور علی کو باب کیا

دیوان باتمام رسید

تاریخ دیوان من تصنیف شیخ امام بخش ناسخ

خان عالی نسب و پاک نژاد
تیغش آن برق کہ خونبار است

صاحب سیف و سنان و دودہ داد
دستش آن ابر کہ زر افشان است

ذات او عقل مجسم آمد — رای او صائب و محکم آمد

نور قلبش ز علوم نافع — مهر جرأت ز جبینش ساطع

باطنش زهد و تقوی ظاهر — دامنش از گل دنیا طاهر

دست همت بجز زالود ازان — که بجز زر نبود جود عیان

ورنه او کی سر دنیا دارد — روی دل جانب عقبی دارد

دست او وقف جهاد اصغر — دل او محو جهاد اکبر

سرور لشکر اهل اسلام — روح در پیکر اهل اسلام

چشم او هست حیا آلوده — دل او هست وفا آموده

وعده اش صادق و عهدش واثق — زین حشم هست زیاده لائق

دخل اغراق بتقریرم نیست — یک قلم شبهه بتحریرم نیست

گر پیاده بدرش رو بنهد — اسپ با ساز و یراقش بدهد

سائل اسپ چو گردید دوچار — گرد فی الحال در فیل سوار

عدل او شرع پیمبر باشد — خویش و بیگانه برابر باشد

سیم و زر بخشد و منت ننهد — مزد بی رنج و مشقت بدهد

صد و سی سال سلامت باشد — هر دم افزونی دولت باشد

نظم او وزن فصاحت دارد — نثر او سجع بلاغت دارد

می چکد عشق زهر مصرع او	نور صد حسن بهر مطلع او
قصهٔ عشق همه دیوانش	داستان دل او دستانش
دفتر شعر مرتب فرمود	گلشن نظم مرتب فرمود
سال اتمام و سن ترتیبش	گفت دل هست کتاب دلکش

ایضاً

تاریخ دیوان من تصنیف خواجهٔ وزیر

زهی منبع جود خان بهادر	که هست او بحر شرف لی بهادر
کف همتش غیرت ابر نیسان	که ان آب می بارد او گوهر افشان
چو مریخ خونریز باشد بهیجا	چو خورشید تابان بود عالم آرا
خجل شد از نثر و شعری ز شعرش	خطش هالهٔ رخ اوست چون مهوش
عدو غرق خون ز آب شمشیر او دید	حسودان نشانه پی تیر او دید
ز پیلان او هست یک پیل گردون	سبق برد رخشش ز شبدیز و گلگون
با ایثار گنجینها میدهد او	با صرار پشمینها میدهد او
نه مغموم شد هیچکس از در او	نه محروم شد هیچکس از زر او
رفیق جناب وزیر معظم	فقیر محمد امیر مکرم
صد و بست سالش بود زندگانی	با اقبال و با جاه و با کامرانی
نصیبش بود صحت و عافیت هم	قرینش بود عشرت و میمنت هم

بود لطف نظمش به از آب گوهر
محیط جهانست در فکر رسایش
کلام فصیحش بلاغت نظام ست
ز مضمون چشمان بیمار جانان
چو فکر بی در اشعار رنگین نموده
به از ابرو و حور هر بیت دیوان
به از نثر طائر طیور مضامین
ز هر مصرعش مصرع سرو شد پست
دو هاتش خم و کلک او باده نوشست
چو مائل بترتیب تالیف آن شد
نه تالیف و ترتیب دیوان نموده
بگفتند سالش ز مه تا بماهی

زبان شست لاریب از آب کوثر
که شد ورد هر هر زبان شعرهایش
بدیع و بیان را از و انتظام ست
شده دفترش غیرت نگارستان
ز بس رتبهٔ گلعذاران فزوده
نقط غیرت خال رخسار غلمان
ز کیوان بلندست معنی رنگین
ز رنگینیش جیب گل چاک گشتست
مضامین او همچو مستی بجوشست
بهر صفحه رنگ گلستان عیان شد
که او نخلبندی بستان نموده
که ترتیب دیوان همایون الهی

سنه ۱۲۸۱ هجری

تاریخ

از نظر دیوان گویا چون گذشت
هر زمین شعر بر گردون رساند
از محبان شهر مردان چو هست
ناظم ملک معانی طبع او

یافتم نظمش همه جان سخن
الله الله شوکت و شان سخن
چون نه باشد مرد میدان سخن
هست فکرش زیب دیوان سخن

چون کلام خویش را ترتیب داد | شد فراہم جملہ سامان سخن

چون پے تاریخ گشتم مضطرب
گفت ہاتف وہ چہ بستان سخن
سنہ ۱۲ہجری

پیش فکر بلند گویا | تا عرش نگچہ حجاب دیکھا
دیوان دیکھا تو مضطرب نے | چون سحر اثر کتاب دیکھا
جسدم پڑہی شعر عاشقانہ | بس دلکو پہ اضطراب دیکھا
اللہ ری رتبہ فصاحت | بیحد اور بیحساب دیکھا
چون سلک گہر ہے حسن بندش | دُرِ معنی خوش آب دیکھا
رنگین اشعار سے ہر اک صفحہ | ارژنگ کا ننہا جواب دیکھا
ہر ایک غزل کا مینے مطلع | چون مطلع آفتاب دیکھا
ہر بیت مثال بیت ابرو | ہر مصرع لاجواب دیکھا
حسن رخ شاہد معانی | بے پردہ و بے نقاب دیکھا
گلزار خیال سے خزان بہہ | بہر دل شیخ و شاب دیکھا
جسوقت کہ مینے سال ترتیب | دلمین کر کے حساب دیکھا

بیساختہ تب کہے یہہ تاریخ
دیوان یہہ سب انتخاب دیکھا

تاریخ

لاریب یہہ دیوان ہے بستان فصاحت
ہر حرف ہے سرو و گل و ریحان فصاحت

جو بیت ہے اسمین وہ ہی اک موج گہر خیز
کیون کہیے نہ ہر بحر کو عمان فصاحت

دریا ہے سخاوت ہے اگر خان بہادر
کلک اوسکی ہی دُر ریزی مین باران فصاحت

ہر حرف ہے مصرع ہی ہر صفحہ فلک ہے
ہر نقطہ ہی اک اختر تابان فصاحت

ہر لفظ مین ہی جلوہ نما شاہد معنی
ہر بیت کو کہیی کہ ہی ایوان فصاحت

کیون زندۂ جاوید ہنون معنی و مضمون
معراج ہی کیا چشمۂ حیوان فصاحت

واللہ کہ ہی ضیغم میدان معانی
تنہا نہین یہ شیر نیستان فصاحت

دریائی بلاغت ہے اگر فکر معلّی
یہہ طبع مقدس ہی کہ ہی کان فصاحت

جولان کری ہر آن نکیونکر فرس فکر
تا تہ آئے جو یون وسعت میدان فصاحت

مسموع ہو دعوی نہین جو ہو نہ مدلّل
گویائی کی یہہ گویائی ہی برہان فصاحت

ترتیب کی تاریخ جو ناسخ نے طلب کی
بولا کہ یہہ دیوان ہی گلستان فصاحت

تاریخ

ہر اک بحر دیوان گویا ہی دُر خیز
نہ یون بی بہا پایا دریا سے موتی

یہہ تاریخ ترتیب دیوان ہی ناسخ
پرودئے ہین لڑیون مین گویائی موتی

تاریخہای ترتیب دیوان فقیر محمد خان گویا از مرزا فرخ

شعر فقیر محمد خان کے بسکہ ہین زنگ نقص سے پاک
جلسے مین ہین شاعرون کی صاف آئینہ حیرانی زا

بسکہ ہر ایک زمین غزل مین نقد معانی ہین بیحد
رنگین شعر و سخن کا ہی اوسکی باغ و بہار جوانی زا

جب کیا تقسیم اوسنے دیوان فرخ نی یہہ قلم سے کہا
لکھہ دیباچہ باغ و بہار و گنج نظم معانی زا

تاریخ

جو دیکھی ہر بحر شعر گویا در مضامین سے وہ بھری ہے
ہو کیون نہ لفظون مین آبداری کہ معنی تر سے وان تری ہے

نہ کیون ہو ملک سخن پہ قبضہ نہ کیون ہو رعب اوسکا شاعرون پر
کہ تیغ بران زبان گویا ہی زور طبع و بہادری ہے

جب اپنا دیوان اوسنی بانٹا سروش غیبی نے یہہ صدا کی
کرامت شاعری ہی تاریخ کیا کرامات شاعری ہے

تاریخ

چمن ہی نظم بہار کلام گویا سے	نہ کس روش سے ہو گلگون صحیفہ مضمون
ہر ایک بحر مین ہی بسکہ جوش معنی تر	ہو آشفتہ نہ کیون صحیفہ مضمون
فروغ معنی گویا ہی نخل امین سا	وہ ہی کلیم تو ناموس صحیفہ مضمون

ہی چہر طبع منور تو بدر رشک بلند
بجور نہرین ہین طوبی ہین مصرع موزون
کیا ہر ایک پہ چب وقت فیض دیوان کو

معانی انجم وگردون صحیفۂ مضمون
اگر ہی جنت مضمون صحیفۂ مضمون
لکھا قلم نے ہمایون صحیفۂ مضمون

تاریخ

کسکی ہی مصرع برجستہ پہ سر سبزی حسن
طبع رضوان ہی لیی جلد کلام رنگین
نو معنی پہ ہین پروانے سب اَے باب کلام
اوسکا دیوان ہی مگر مجمع بحرین سخن

مصرع سرو گلستان ہین جو ناموزون ہے
بیخزان اوسکی بہار چمن مضمون ہے
حسن مضمون پہ دل اہل سخن مفتون ہے
لب ہر اک ساحل وہر بحر غزل جیحون ہے

سال ترتیب کی تاریخ کا آیا جو خیال +
کہا فرخ نی کتاب سخن موزون ہے

خاتمۃ الطبع

پس از حمد خدای برتر اور نعت جناب خیر البشر علیہ الصلوۃ والسلام
من اللہ الخالق الاکبر شائقین گلگشت بوستان نظم اور مشتاقین
سیر گلستان نثر کی خدمت مین گذارش کرتا ہون کہ دیوان قصائد غزلیات
فقیر محمد خان مرحوم متخلص بگویا سابق کسی چھاپخانے مین چھپا تھا اب بسبب

امتداد مدت مریدے کے عنقا ہوگیا اس عرصے مین اکثر اشخاص نے
اوسکی خواہش کی جب نملا تو بسبب فرمایش کی کہ اگر یہ دیوان تیرے
مطبع مین چھاپا جاے اسکے طالبون کے کام آئے الحق جو شخص
اشعار عاشقانہ کا جویا ہی اوسکے لئے کافی یہ دیوان گویا ہی
لطافت اشعار آبدار شاداب از سبزۂ شبنم زدہ بہار مضامین عالی
دلپذیر گویا عندلیبان خوشنوا کی صفیر فصاحت الفاظ و بلاغت
معانی مرغان چمن کے ترانون کی نشانی اسلوب بندش اور
متانت کلام فی المثل گلدستۂ ریاحین انواع و اقسام غزلون
مین وہ سلاست و روانی بعینہ طرز بابا فغانی قصاید کی بلاغت
اور متانت خاقانی و انوری کی ذہانت رباعیون کے
چارون مصرع نزاکت و اعتدال پر محیط اربع عناصر کی
طرح شامل ہر مرکب و بسیط مسدسون کی شش جہت مین
مضامین عالیہ کا ہجوم مخمسون کے دیکھنے والے
نہایت لطف او ٹھائین حواس خمسہ اون سے قوت پائین
انصاف یہ ہی کہ اس دیوان کے اشعار مین ہر طرح کا مزا
ہی جس قدر اسکی مدح کیجیے بجا ہی پس بموجب درخواست
طالبین متر صد عنایت ایزد منان محمد عبد الرحمن خان نے

بیچ ماہ رمضان سنہ ۱۲۸۰ھ کے اپنے مطبع نظامی واقع کانپور
مین اسکو انتظام دیا چھاپے کے سب طرح سے مرتب کیا
یقین ہے کہ دستخط دیکھنے والے اس سے حظ کامل اٹھائین اور
اس بندۂ عاجز کو بدعای خیر عواقب امور یاد فرمائین

وجہ مہر کی خاتمے پر واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب
چھپی ہوئی مطبع نظامی کی ہے مہر اور دستخط کیے گئے

العبد

